



# مِفْتَاحُ التَّهْدِیْنِ

شرح اردو تہذیب



مولانا مفتی سعید احمد صاحب پانپوری  
استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

مزین

جناب مولانا خورشید انور صاحب گیاروی  
سابق معین المسکن دارالعلوم دیوبند

جامع

مولوی رشید احمد صاحب پانپوری  
متعلم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مَدَنی کتب خانہ - آرام باغ - کراچی ۱



# مِفْتَاحُ التَّقْوَى

## شرح اردو تہذیب



مولانا مفتی سعید احمد صاحب الہنپوری  
استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

جامع  
مولوی رشید احمد صاحب الہنپوری  
متعلم دارالعلوم دیوبند  
مرتب  
جناب مولانا خورشید انور صاحب گای  
سابق معین المدارس دارالعلوم دیوبند  
شر

مدیر کتب خانہ - آرام باغ - کراچی ۱



## فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴	مرکب ناقص تعقیدی کی تعریف	۱۹	عرض کی تعریف	۲	عرض مرتب
"	مرکب ناقص غیر تعقیدی کی تعریف	"	عرض اور غایت میں فرق	۳	فہرست مضامین
"	لفظ مفرد کی پہلی تقسیم	۲۰	معرف کی تعریف	۹	عرض جامع
۲۵	کلام اور دلائل کی تعریف مع دلیل ہر	"	محبت کی تعریف	۱۰	احوال مصنف
"	لفظ مفرد کی دوسری تقسیم	۲۱	فصل فی الکلفاظ	۱۲	خطبہ الکتاب
"	علم متوالی اور مشک کی تعریف	"	دلائل کی تعریف اور ان کی قسمیں	"	حد کی تعریف
۲۶	تفاوت جہاں طرح کا ہوتا ہے	۲۲	دلائل لفظیہ وضعیہ کی قسمیں	"	الشر کی تعریف
"	اولیت کا مطلب	"	معنی کو موضوع اور اثری الزامی	"	واجب الوجود کی تعریف
"	اولویت کا مطلب	"	میں تعلق	"	ہدایت کے لغوی معنی اور طریقہ استدلال
"	زیادہ نقصان کا مطلب	"	دلائل نفسی اور الزامی کے لئے	"	ہدایت کے اصطلاحی معنی
"	شدت وضعف کا مطلب	"	مطابقی لازم ہے۔	"	توفیق کے معنی
۲۷	مشترک منقول حقیقت اور	"	مطابقی کے لئے نفسی اور	"	لفظ صلوة کے لغوی معنی
"	بجائز کی تعریفات مع دلیل ہر	"	الزامی لازم نہیں ہیں	"	لفظ آل کی تحقیق
"	فصل فی المفہوم	۲۳	نفسی اور الزامی میں تلامز نہیں ہے	"	اصحاب کی تحقیق
"	مفہوم کی تعریف	"	نفسی اور الزامی کے ساتھ	"	صحابی کی تعریف
"	کلی کی تعریف	"	مطابقی کا فرض کر لینا کافی ہے	"	لفظ سیماء کی اصل
"	جزئی کی تعریف	"	لفظ موضوع کی دو قسمیں	"	مقدمہ
۲۸	کلی کی پہلی تقسیم	"	(مفرد اور مرکب)	"	تہذیب کے دو حصے ہیں
"	ممتنع الافراد کا مطلب	"	مفرد اور مرکب کی تعریف	"	لفظ مقدمہ کی تحقیق
"	ممكن الافراد کا مطلب	"	مفرد کی چار صورتیں	"	علم کی تعریف
"	ممكن الافراد کی تین قسمیں	۲۴	مرکب کی دو قسمیں زام اور ناقص	"	نسبت کی تعریف اور اس کی
"	نسبتوں کا بیان	"	مرکب تام کی تعریف	۱۸	متعدد قسمیں
"	نسبت کی تعریف	"	مرکب ناقص کی تعریف	"	تصور اور تصدیق کی تقسیم
"	چار دہشتیں صرف دو کلیوں پر آتی ہیں	"	مرکب تام کی دو قسمیں (خبر اور انشاء)	"	نظری کی تعریف
۲۹	دو جزئیوں میں مشتبہ بیان کی نسبت ہوتی ہے	"	خبر کی تعریف	"	ظہور فکر کی تعریف
"	جزئی اور کلی میں نسبت تباین ہے	"	انشاء کی تعریف	"	مطلق کی تعریف
"	عام خاص مطلق کی ہوتی ہے	"	مرکب ناقص کی دو قسمیں (تہذیب اور غیر تہذیب)	"	مطلق کی غرض
"		"		"	تعریف کی تعریف



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶	کئی عینی لازم کی تعریف	۳۰	نوع حقیقی اور نوع اضافی میں نسبت	۲۹	نسبت کی چار قسمیں ہیں
"	کئی عرضی مفارقات کی تعریف	"	جسم کی تعریف	"	عموم خصوص مطلق اور میں دوسرے کے دوسرے دو نام
"	عرض لازم کی پہلی تقسیم	"	الہاد ثلثہ	"	تساوی، تباہین، تضاد اور
"	لازم مابینیت	"	سطح کی تعریف	"	تفارق کی تحقیق
۴۷	لازم وجود ذہنی	"	خط کی تعریف	"	نسبت کی پانچوں قسم
"	لازم وجود خارجی	"	نقطہ کی تعریف	"	نسبتوں کی تقدیم کا بیان
"	عرض لازم کی دوسری تقسیم	"	جنس اور نوع کی ترتیب کا بیان	۳۰	فصل فی التنبیہ
"	لازم بین بالمعنی الاخص	۴۱	التثالث الفصل	"	نسبتوں کے پہلے کا معیار
"	لازم غیر بین بالمعنی الاخص	"	فصل کی تعریف	۳۱	نقیضوں میں نسبت کا بیان
"	لازم بین بالمعنی الاعم	۴۲	لفظ آئی کی تحقیق	۳۲	جزئی کے دوسرے معنی
"	لازم غیر بین بالمعنی الاعم	"	فصل کی دو قسمیں اصل قریب اور فصل بعید	"	جزئی اضافی کی تعریف
"	لازم کے دو معنی	"	فصل کے دوسرے دو نام	"	جزئی حقیقی اور اضافی میں نسبت
"	عرض مفارقات کی تقسیم	۴۳	مقوم کے معنی	۳۵	کلیات کا خمسہ کا بیان
"	عرض مفارقات دائم	"	مقسم کے معنی	"	کلی کی دو قسمیں
۴۸	عرض مفارقات زائل بالسرعة	"	جو فصل نوع عالی کیلئے مقوم ہوگی	"	کئی ذاتی کی تعریف اور قسمیں
"	عرض مفارقات زائل بالبطور	"	دو سائل کے لئے بھی مقوم ہوگی	"	کئی عرضی کی تعریف اور قسمیں
"	حاشیہ	"	جو فصل نوع سائل کے لئے مقوم ہوگی	"	کلیات جسم کی دلیل صحر
"	کلی کا مقوم	"	ہوگی اور نوع عالی کیلئے مقوم نہیں ہوگی	۳۶	نوع کو ذاتی کہنے کی وجہ
"	کلی کا معروض اور مصداق	۴۴	جو فصل جنس سائل کیلئے مقوم ہوگی	"	ذات مابینیت اور حقیقت کی تحقیق
۴۹	کلی مطلق کا خارج میں وجود نہیں ہوتا	"	دو جنس عالی کیلئے بھی مقوم ہوگی	"	والکلیات خمسہ
"	کلی کی کا خارج میں وجود نہیں ہوتا	"	جو فصل جنس عالی کیلئے مقوم ہوگی	"	الاؤل الجنس
"	کلی طبعی کے موجودی الحاد ہونے	"	دو سائل کیلئے نہیں ہوگی	"	جنس کی تعریف
"	میں اختلاف ہے	"	الابیع الخاصۃ	"	لفظ ما هو ہ کی تحقیق
"	کلی منطقی، کلی طبعی اور کلی عقلی	"	خاصہ کی تعریف	"	حقیقت منفصہ کی تعریف
"	کی وجہ تسمیہ	۴۵	خاصہ کی تقسیم	"	حقیقت مشترکہ کی تعریف
"	فصل فی التشریع	"	خاصہ شاملہ کی تعریف	۳۸	نوع اور حد تمام میں فرق
۵۰	معرف کی تعریف	"	خاصہ غیر شاملہ کی تعریف	"	جنس کی دو قسمیں جنس قریب و جنس بعید
"	قولی شارح کے معنی	"	خاصہ کی اور دو قسمیں	"	المشانی النوع
"	معرف کے لئے دو شرطیں ہیں	"	الخاصی العرض العام	۳۹	نوع کی پہلی تعریف
"	تعریف کی پہلی تقسیم	"	عرض عام کی تعریف	"	نوع کی دوسری تعریف
۵۱	حد کی تعریف	"	خاصہ اور عرض عام میں فرق	"	نوع حقیقی اور نوع اضافی
"	رسم کی تعریف	۴۶	کئی عرضی کی دوسری تقسیم	"	
۵۲	تعریف کی دوسری تقسیم رہنما، مقررہ خاص اور عام اور رسم خاص اور عام	"		"	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۲	فعلیت کی ایک اور تعبیر	۵۸	مصور و مابہ جزئیہ	۵۲	متاخرین کے نزدیک عرض عام
"	امکان کی ایک اور تعبیر	"	سور کا بیان	"	لا تعریف میں اعتبار نہیں ہے
"	امکان کی تقسیم	"	مطلوبہ اور مصورہ جزئیہ میں تمازم	"	متقدمین نے تعریف ناقص عام
"	امکان عام کی تعریف	۵۹	تقصیہ حلیہ کی تیسری تقسیم	"	کے ذریعہ جائز قرار دی ہے
۶۳	امکان خاص کی تعریف	"	حلیہ خارجیہ	۵۳	تعریف نقلی
"	مزدوریت کی چار قسمیں ہیں ذاتی،	"	حلیہ حقیقیہ	"	فصل فی التخصیصات
"	وصفی، وقتی معین اور وقتی غیر معین	"	حلیہ ذہنیہ	"	تقصیہ کی تعریف
"	دوام کی دو قسمیں (ذاتی اور وصفی)	"	تقصیہ حلیہ کی چوتھی تقسیم	۵۴	صدق و کذب کے معنی
"	فعلیت کی دو قسمیں (ذاتی اور وصفی)	"	محدولہ کی تعریف	"	تقصیہ کی تقسیم اولیٰ
"	امکان کی چار قسمیں (ذاتی، وصفی،	"	محدولہ کی تین قسمیں (محدولہ	"	تقصیہ حلیہ کی تعریف
"	وقتی معین اور وقتی غیر معین)	"	الموضوع، محدودۃ المحول	۵۵	تقصیہ شرطیہ کی تعریف
"	ذاتی کی تعریف	"	اور محدودۃ الطرفین)	"	موضوع کی تعریف
"	وصفی کی تعریف	"	محدولہ کی تعریف	"	محصول کی تعریف
"	وقتی معین کی تعریف	"	تقصیہ حلیہ کی پانچویں تقسیم	"	رابطہ کی تعریف
"	وقتی غیر معین کی تعریف	۶۱	تقصیہ حلیہ کے اجزاء	"	مقدم کی تعریف
"	قصایا موجبہ	"	بر نسبت کے لئے کیفیت کا	"	تالی کی تعریف
"	متقدمین کے نزدیک صرف پچھڑے	"	ہونا ضروری ہے	"	رابطہ کی تقسیم (رابطہ زانیہ
۶۴	تقصیوں سے بحث کی جاتی ہے	"	کیفیت	"	اور غیر زانیہ)
"	متاخرین کے نزدیک آٹھ	"	مادہ تقصیہ	۵۶	تقصیہ حلیہ کی اقسام
"	تقصیوں سے بحث کی جاتی ہے	"	جہت تقصیہ	"	تقصیہ حلیہ کی پہلی تقسیم
"	بسا اظ کا بیان	"	تقصیہ موجبہ	"	حلیہ موجبہ کی تعریف
"	(۱) ضروریہ مطلقہ	"	تقصیہ مطلقہ یا مطلقہ	"	حلیہ سائبہ کی تعریف
"	(۲) مشروطہ عامہ	"	تقصیہ موجبہ صادقہ اور کاذبہ	۵۷	تقصیہ حلیہ کی دوسری تقسیم
"	(۳) وقتیہ مطلقہ	"	کیفیتوں کی مقدار میں متقدمین	"	تقصیہ حلیہ شخصیہ یا مخصوصہ
۶۵	(۴) منتشرہ مطلقہ	"	اور متاخرین کا اختلاف ہے	"	حلیہ طبعیہ
"	(۵) دائمہ مطلقہ	۶۲	مزدوریت کے معنی	"	حلیہ مصورہ، یا مسطورہ
"	(۶) عرفیہ عامہ	"	دوام کے معنی	"	حلیہ مطلقہ
"	(۷) مطلقہ عامہ	"	فعلیت کے معنی	"	مصورہ موجبہ کلیہ
"		"	بالتقوہ اور بافضل کے معنی	"	مصورہ موجبہ جزئیہ
"		"	فعلیت کی دو تعبیریں	۵۸	مصورہ مابہ کلیہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۵	موہبات مرکبہ کی نقیضوں کا بیان	۶۸	شرطیہ منفصل کی تعریف	۶۸	(۸) ممکنہ عامۃ
۸۶	موہبہ مرکبہ کی نقیض	۶۹	شرطیہ منفصل کی نقیضیں ہیں	۶۹	نقصیہ بسیطہ
۸۶	موہبہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض	۶۹	(۱) منفصلہ حقیقیہ	۶۹	موہبات مرکبہ کا بیان
۸۶	فصل فی التعلیل المشبہ	۷۰	(۲) مانعہ الجمع	۷۰	موہبہ مرکبہ کی تعریف
۸۶	عکس کے لغوی معنی	۷۰	(۳) مانعہ الخلو	۷۰	مرکبہ میں جزئیاتی کا جملہ مذکور ہے
۸۶	عکس کے اصطلاحی معنی	۷۰	منفصل کی کئیوں قسموں کی درجہ	۷۰	مزدوری ہے
۸۶	مستوی کے معنی	۷۰	دو قسمیں ہیں رعنا دیہ اور اتفاقیہ	۷۰	چند مزدوری باتیں
۸۶	عکس مستوی کی درجہ قسمیہ	۷۰	ذاتی تنائی کا مطلب	۷۰	لا ضرورت ذاتی کے معنی
۸۶	موہبہ کا عکس مستوی	۷۰	اتفاقی تنائی کا مطلب	۷۰	لا ضرورت دینی کے معنی
۸۸	سالیہ ملیہ کا عکس مستوی	۷۰	منفصلہ حقیقیہ عنادیہ	۷۰	لا دوام ذاتی کے معنی
۸۸	سالیہ جزئیہ کا عکس مستوی	۷۰	منفصلہ مانعہ الجمع عنادیہ	۷۰	لا دوام وضعی کے معنی
۸۹	موہبات کا عکس مستوی	۷۰	منفصلہ حقیقیہ اتفاقیہ	۷۱	(۱) مشروطہ خاصہ
۸۹	مزدوریہ مطلقہ اور مشروطہ مطلقہ	۷۰	منفصلہ مانعہ الجمع اتفاقیہ	۷۱	(۲) علیہ خاصہ
۸۹	اور عزیہ عامہ کا عکس مستوی جنبیہ	۷۰	منفصلہ مانعہ الخلو اتفاقیہ	۷۱	(۳) وقتیہ
۸۹	مطلقہ آتا ہے۔	۷۰	تفسیر شرط کی مقدم کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں	۷۱	(۴) منشرہ
۹۰	مشروطہ خاصہ اور عزیہ خاصہ کا عکس جنبیہ مطلقہ لادائمہ آتا ہے	۷۰	شرطیہ شخصہ	۷۱	(۵) وجودیہ لا ضروریہ
۹۰	وقتیش منشرہ، وجودیہ لادائمہ،	۷۰	شرطیہ محصورہ	۷۱	(۶) وجودیہ لادائمہ
۹۱	وجودیہ لا ضروریہ اور مطلقہ عامہ کا عکس مستوی مطلقہ عامہ آتا ہے	۷۱	شرطیہ شہلہ	۷۱	(۷) ممکنہ خاصہ
۹۱	موضوع کو ج سے اور محمول کو ب سے تعبیر کرنے کی وجہ	۷۱	تفسیر شرط کے طریق کی تین صورتیں	۷۱	اگر اصل تفسیر کلیہ ہے تو مطلقہ عامۃ
۹۱	مکتہ عامہ اور مکتہ خاصہ کا عکس	۷۱	فصل فی التناقض	۷۱	اور مکتہ عامہ بھی کلیہ ہوں گے
۹۱	مستوی میں اختلاف ہے	۷۱	تناقض کی تعریف	۷۱	اور اگر اصل جزئیہ ہے تو یہی جزئیہ ہوں گے
۹۱	موہبات سالیہ کا عکس مستوی	۷۱	شرائط تناقض آٹھ ہیں	۷۱	اگر اصل تفسیر وجہ ہے تو دوسرا سادہ لگا
۹۱	سوال میں صرف تین نقیضوں کا عکس	۷۱	موہبات بسیطہ کی نقیضوں کا بیان	۷۱	اور اگر اصل سالیہ ہے تو دوسرا موہبہ ہوگا
۹۱	عکس آتا ہے	۷۱	مزدوریہ مطلقہ کی نقیض	۷۱	فصل فی التشریطیہ
۹۱	مزدوریہ مطلقہ اور لادائمہ مطلقہ کا عکس مستوی	۷۱	دائمہ مطلقہ کی نقیض	۷۱	تفسیر شرط کی تعریف
۹۱		۷۱	مشروطہ عامہ کی نقیض	۷۱	شرطیہ متصل کی تعریف
۹۱		۷۱	عزیہ عامہ کی نقیض	۷۱	شرطیہ منفصل کی تعریف
۹۱		۷۱		۷۱	شرطیہ متصل کی دو قسمیں ہیں
۹۱		۷۱		۷۱	منفصلہ مزدوریہ کی تعریف
۹۱		۷۱		۷۱	مساحت کو چاہنے والی پانچ چیزیں ہیں
۹۱		۷۱		۷۱	منفصلہ اتفاقیہ کی تعریف

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۸	① دلیل خلف	۱۰۶	شکل اول کی متوازیوں کا نقشہ	۹۳	مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ کی تعریف
۱۱۹	② عکس ترتیب پر عکس نتیجہ	۱۰۷	شکل اول بدیہی الاشیا جہ	۹۴	مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ کا عکس متوی
"	③ عکس مقدمین	"	④ شکل ثانی ادراستی شرطیں	"	تمام دونوں کا ثبوت دلیل خلف سے ہے
۱۲۰	④ عکس مغربی کر کے شکل ثانی کی ترتیب	"	خلاصہ شرائط	۹۵	دیگر سابقہ قضیوں کا عکس نہیں آتا
"	⑤ عکس کبری کر کے شکل ثانی کی ترتیب	"	شکل ثانی کی جہت کے اعتبار سے شرطیں	۹۶	⑥ فصل عکس التوقیفی حسن
"	⑥ ضابطہ	"	شکل ثانی کی ضرب و تقویر میں	"	تقیض کی تعریف
۱۲۱	ضابطہ کے معنی	۱۰۸	شکل ثانی کی متوازیوں کا نقشہ	"	عکس تقیض کے معنی
"	نقشہ ضرب نتیجہ شکل اول سے شرائط	"	شکل ثانی کی متوازیوں کا نقشہ	"	ستقدیم کے نزدیک عکس تقیض کی ترتیب
"	نقشہ ضرب نتیجہ شکل ثانی سے شرائط	۱۰۹	شکل ثانی کے نتائج کی تین دلیلیں ہیں	"	ماخوذ کے نزدیک عکس تقیض کی تعریف
"	نقشہ ضرب نتیجہ شکل ثانی سے شرائط	"	① دلیل خلف	۹۷	عکس تقیض کے احکام
۱۲۲	نقشہ ضرب نتیجہ شکل رابع سے شرائط	"	② عکس کبری	۹۸	عکس تقیض کا اثبات یا عدم
"	نقشہ ضرب نتیجہ شکل رابع سے شرائط	۱۱۰	③ عکس مغربی	"	دلیل مختلف سے ہے
"	⑦ وضایطہ شکر اوسط	"	④ شکل ثانی اور اس کی شرطیں	۹۹	خاصیتیں کا عکس متوی اور عکس تقیض دونوں آتے ہیں
۱۲۳	الان بَعْدَ	۱۱۱	شکل ثانی اور اس کی شرطیں	"	اقتراض کے معنی
"	عبارت کی ترکیب	"	خلاصہ شرائط	"	دلیل اقتراض کی تعریف
"	عبارت کا محل	۱۱۲	شکل ثانی کی چھ شرطیں متبع ہیں	۱۰۰	⑧ فصل فی القیاسی
"	تہذیب کے نام نسخوں کی ایک غلطی	"	شکل ثانی کی تمام ضربوں کا نقشہ	"	قیاس کی تعریف
۱۲۴	تفسیر ضابطہ	۱۱۳	شکل ثانی کے نتائج کی تین دلیلیں ہیں	"	قیاس کا مادہ اور ہیئت
۱۲۵	تطبيق	"	① دلیل خلف	۱۰۱	قیاس اقترانی کی تعریف
"	⑨ فصل فی التشریطی	"	② عکس مغربی	"	اقترانی حلی کی تعریف
۱۲۶	من الاقتضائی	"	③ عکس کبری پر عکس ترتیب	"	اقترانی شرطی کی تعریف
"	قیاس اقترانی شرطی کی تعریف	"	پھر عکس نتیجہ	"	اصغر و اکبر بعد اوسط اور
۱۲۷	قیاس اقترانی شرطی کی پانچ صورتیں	۱۱۵	④ شکل رابع اور اس کی شرطیں	۱۰۳	صغریٰ اکبری کی تعریف
"	⑩ فصل فی الاستثنائی	"	شکل رابع کی آٹھ صورتیں متبع ہیں	"	⑪ شکل اول و رابع کا بیان
۱۲۸	قیاس استثنائی کی تعریف اور اصطلاحات	۱۱۶	شکل رابع کی تمام ضربوں کا نقشہ	"	شکل اول اور اس کی شرطیں
"	قیاس استثنائی کی قسمیں	"	شکل رابع کے نتائج کی پانچ دلیلیں ہیں	"	خلاصہ شرائط
"	اتصال کی صورتیں	۱۱۸	"	"	شکل اول کی کل مغربی متوالیہ
۱۲۹	اتصال کے نتائج کے لئے شرائط	"	"	"	ضرب و تقویر صرف چار ہیں
"	"	"	"	"	نتیجہ کے لئے ضابطہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۵	موضوع کے اجزائی کی تعریف	۱۴۱	قیاس خطائی	۱۳۱	انفصالی کی مجموعی صورتوں کا نقشہ
۱۴۶	موضوع کے عوارض کی تعریف	۱۴۰	قیاس شرعی	۱۳۰	انفصالی کی صورتیں
۱۴۷	مبادی تصدیقہ اداس کی میں	۱۳۹	قیاس سفلی	۱۲۹	انفصالی کے اشراج کی شرائط
۱۴۸	مقدمات بدہیہ	۱۳۸	یقینی مقدمات	۱۲۸	انفصالی کی مجموعی صورتوں کا نقشہ
۱۴۹	مقدمات نظریہ	۱۳۷	اولیات	۱۲۷	انفصالی کی صورتیں کی تفصیل
۱۵۰	مسائل	۱۳۶	مشاہدات	۱۲۶	انفصالی کی صورتیں کی تفصیل
۱۵۱	مسائل کا موضوع	۱۳۵	مشاہدات کی دو قسمیں	۱۲۵	فصل الاستقراء
۱۵۲	مسائل کا محمول	۱۳۴	حکامات	۱۲۴	حجت کی تین قسمیں
۱۵۳	الرویس الثمانیہ	۱۳۳	وحدانیات	۱۲۳	استقرار کی تعریف
۱۵۴	لفظی شقوق کی تصحیح	۱۳۲	تجزیاتیات	۱۲۲	استقرار کی دو قسمیں (استقرار)
۱۵۵	مبادی ومقدمات کے سلسلہ	۱۳۱	حدیثیات	۱۲۱	تام اور ناقص
۱۵۶	میں علامہ ابن حاجب کا مصلح	۱۳۰	متواترات	۱۲۰	تفصیل کی تعریف
۱۵۷	روں غمانیہ	۱۲۹	فطریات	۱۱۹	علت معلوم کرنے کا طریقہ
۱۵۸	نہ کی عرض	۱۲۸	قیاس برہانی کی تقسیم	۱۱۸	دوران کی تعریف مع تشریح
۱۵۹	فن کا فائدہ	۱۲۷	برہان بدی	۱۱۷	تردید کی تعریف
۱۶۰	فن کا تقسیم	۱۲۶	برہان رانی	۱۱۶	قیاس استثنائی کا دوسرا نام
۱۶۱	مبادی آٹھ میں سمجھ نہیں ہیں	۱۲۵	وجہ تسمیہ	۱۱۵	قیاس خلف بھی ہے
۱۶۲	مصنف کا تذکرہ	۱۲۴	خاصۃ	۱۱۴	قیاس خلف کی تعریف
۱۶۳	فن کی نوعیت	۱۲۳	ہر فن میں چیزوں کا مجموعہ ہوتا ہے	۱۱۳	وجہ تسمیہ
۱۶۴	فن کا رتبہ	۱۲۲	① موضوع	۱۱۲	قیاس خلف کا حاصل
۱۶۵	کتاب کی تقسیم دوہم	۱۲۱	عوارض	۱۱۱	فصل القیاس
۱۶۶	کتاب کی تقسیم دوہم کے سلسلہ	۱۲۰	عوارض کی دو قسمیں ہیں	۱۱۰	قیاس کی دو قسمیں
۱۶۷	میں ترقی یافتہ طریقہ	۱۱۹	عوارض ذاتیہ	۱۰۹	قیاس کی مادہ کے اعتبار سے
۱۶۸	منابع تعلیم (تقسیم)	۱۱۸	عوارض غریبہ	۱۰۸	پانچ قسمیں ہیں
۱۶۹	تحلیل (تذکرہ اور دلیل)	۱۱۷	عوارض ذاتیہ سے بحث کی گئی ہے	۱۰۷	ضمانات خمسہ کی وجہ تسمیہ
۱۷۰	دلیل مقاصد سے زیادہ مشاہدہ	۱۱۶	② مبادی اور اس کی قسمیں	۱۰۶	قیاس کا مادہ
		۱۱۵	مبادی تصور یہ اور اس کی قسمیں	۱۰۵	قیاس برہانی
		۱۱۴	موضوع کی تعریف	۱۰۴	ظن اور جزم کے معانی
		۱۱۳		۱۰۳	قیاس جدلی



## عرض جامع

حمد و ثناء رب ذوالجلال کے لئے، جس نے کلیات و جزئیات پیدا کیں۔ اور درود و سلام نبی البرایا، شفیع الام، صاحب الجود و اکرم محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی دلالت سبب ہدایت نبی اور آپ کے آل و صحابہ پر جو تصدیق کر کے معرفت الہی تک پہنچے۔

بھادڑاں! میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں اپنی یہ حقیر محنت پیش کر رہا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں نے یہ ہمت کیوں کی ہے۔ بس اتنی بات ہے کہ جب میں نے والد محترم سے علم منطق کا متن ”تہذیب“ پڑھا۔ اور بعد ازاں کو سمجھا تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں اپنے بھائیوں کو بھی اس سوغات میں شریک کروں۔

والد محترم نے مجھے یہ کتاب اس طرح پڑھائی تھی کہ پہلے متن حفظ کرایا، اس وقت مجھے ہلکا سا مطلب۔ جسے صرف ترجمہ کہنا چاہئے۔ بتلایا جاتا تھا، اور عبارت سمجھائی جاتی تھی اس طرح میں یاد کرتا چلا گیا اور پندرہ

میں روز میں اس متن حفظ کر لیا، اس کے بعد چند روز تک دور کرتا رہا، جب حفظ مضبوط ہو گیا تو شروع سے پڑھنا شروع کیا، پڑھتے وقت میں استاذ کی تقریر کو یاد کرتا تھا پھر اسے صاف کر کے استاذ سے صحیح کر لیا تاکہ پھر اس تقریر کو لفظ بہ لفظ یاد کر کے دوسرے دن سنا تھا، جب بالکل صحیح سبق سنا دیتا تو استاذ محترم اگلا سبق پڑھاتے، اس طرح

پوری کتاب کی تقریر میرے پاس جمع ہو گئی۔ جب کتاب ختم ہونے کو آئی تو میں نے سوچا کہ استاذ محترم کی یہ زبیں اور تحقیقی تقریر اپنے بھائیوں تک پہنچا دوں تاکہ وہ بھی اس نعمت عظمیٰ میں شریک ہو جائیں بس یہی ایک جذبہ تھا جس کی وجہ سے میں نے یہ تقریر شائع کی ہے۔

استاذ محترم نے یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ تعلیم میں تدریج ضروری ہے۔ تہذیب اچھی طرح پڑھے بغیر شرح تہذیب سمجھنا طالب علم کیلئے بہت دشوار ہے۔ اسی وجہ سے اکثر مدارس میں پہلے تہذیب پڑھائی جاتی ہے اور پھر شرح تہذیب میں یہ سوغات اپنے

تہذیب پڑھنے والے بھائیوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ رب علیم و قدیر ہیں زیادہ سے زیادہ علم عطا فرمائے۔ و اللہ ذو فضل العظیم

یہاں یہ بات بھی واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میری جمع کردہ تقریر جناب مولانا غوث غفر اللہ عنہ دی صاحب کی ترتیب اور تصحیح کے بعد اشاعت کیلئے دی جا رہی ہے میں مولانا کا بے حد ممنون ہوں کہ انھوں نے جانکاہ محنت کر کے

اس کو قابل اشاعت بنایا اگر میں اپنی کوشش میں کسی قدر کامیاب ہو سکا ہوں تو وہ والد محترم اور مرتب کرم کا فیض ہے۔ اور اگر کسی جگہ غلطی ہو گئی ہے تو پھر سمجھ کر درگزر فرمائیں۔ اور مطلع فرمائیں تاکہ اصلاح کی کوشش کی جائے۔

نیز آگئیں۔ رشید احمد پالن پوری متعلم دارالعلوم دیوبند۔ ۲۰/۵/۱۴۰۸ھ



## احوال مصنف

مصنف تہذیب کا اسم گرامی مسعود، لقب سعد الدین۔ والد محترم کا نام عمر، لقب فخر الدین، دادا کا نام عبد اللہ اور لقب برہان الدین ہے۔ ماہ صفر ۱۲۲۸ھ میں "تفتازان" میں پیدا ہوئے جو خراسان کا ایک شہر ہے اس وجہ سے آپ کی صحیح نسبت تفتازانی ہے مگر عام طور پر اختصاراً علامہ تفتزانی کہتے ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ابتدا میں بہت کند ذہن تھے۔ قاضی عہد الدین کے حلقہ درس میں آپ سے زیادہ غبی اور کوئی نہ تھا مگر مطالعہ کتب، جدوجہد اور سعی و کوشش سے آگے بڑھ گئے۔ اس لئے طالب علم کو — چاہے وہ کتنا ہی کند ذہن اور کمزور دماغ ہو — یاقوت نہ ہونا چاہئے کوشش جاری رکھنی چاہئے۔ انشاء اللہ وہ کامیاب ہو گا۔

ایک مرتبہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص ان سے کہہ رہا ہے کہ: سعد الدین! چلو سر و تفریح کر آئیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں سر و تفریح کے لئے نہیں پیدا کیا گیا میں انتہائی محنت اور مطالعہ کے باوجود کتابیں نہیں سمجھ پاتا، تفریح کروں گا تو کیا حشر ہو گا؟ وہ شخص یں کر چلا گیا، کچھ دیر کے بعد پھر آیا اور سر و تفریح کے لئے کہا۔ آپ نے دوسری مرتبہ بھی انکار کر دیا، وہ شخص پھر چلا گیا اور کچھ دیر کے بعد تیسری مرتبہ آیا اور کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرما رہے ہیں۔ اس مرتبہ آپ گھبرا کر اٹھے اور ننگے پاؤں چل پڑے شہر سے باہر کچھ درخت تھے۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما ہیں، آپ کو دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم امیر علیہ میں ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو بار بار بلوایا، تم نہیں آئے۔ آپ نے عرض کیا حضور! مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ یاد فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنی عبادت کی شکایت کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایسا نہ کھولو! آپ نے منہ کھولا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک آپ کے منہ میں ڈالا اور دعا دے کر فرمایا کہ جاؤ! — بیدار ہو کر جب آپ اپنے استاد محترم قاضی عہد الدین ارجی کے درس میں حاضر ہوئے اور استاد درس آپ نے کئی شکالات کئے تو ساقیوں نے خیال کیا کہ یہ سب بے معنی شکالات ہیں مگر استاد محترم نے فرمایا: "يَا سَعْدُ، إِنَّكَ الْيَوْمَ غَيْرُكَ فِيمَا مَضَى" سعد! آج تم وہ نہیں ہو جو اس سے پہلے تھے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ استاد کا یہ خصوصی فضیل و کرم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات آپ کی محنت اور ذوق و شوق کی وجہ سے تھیں۔

آپ نے مختلف اصحاب فضیل و کمال اساتذہ کرام سے علم حاصل کیا ہے جن میں قاضی عہد الدین ارجی اور علامہ قطب الدین رازی رحمہما اللہ بہت مشہور ہیں۔ تحصیل علم کے بعد غفوان شباب ہی میں آپ کا شمار بزرگوار میں ہونے لگا۔ یہ ایک سلسلہ حقیقت ہے کہ علوم ادبیہ اور عقلیہ بلکہ تمام علوم میں ماہر اور جامع آپ جیسا کوئی نہیں گذرا۔ آپ کی قابلیت کا اندازہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا سَوَاءَ الطَّرِیْقِ. وَجَعَلَ لَنَا التَّوْفِیْقَ خَیْرَ رَفِیْقِ

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں میانہ راستہ دکھایا۔ اور ہمارے لئے توفیق کو بہترین ساتھی بنایا۔

حمد و کسی کی اختیاری خوبی پر زبان سے تعریف کرنا خواہ وہ خوبی انعام ہو یا کچھ اور ہو، ہو الشناء باللسان علی الجمیل الاختیاری، نعمة كان أو غیرها

اللہ: نام ہے اس ہستی کا جس کے لئے ہمیشہ وجود ضروری ہے اور جو تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ اللہ: علم

للذات الواجب الوجود المستجمع لجميع صفات الكمال

واجب الوجود: منطق کی ایک اصطلاح ہے اور اس کے معنی ہیں ”ہمیشہ سے ہمیشہ تک موجود رہنے والی ہستی۔

ہذا کا مصدر الہدایۃ ہے (باب مض) اور اس کے معنی ہیں راستہ دکھانا، راہ نمائی کرنا۔ ہدایۃ متعدی بذ

مفعول ہے مفعول اول کی طرف بلا واسطہ متعدی ہوتا ہے اور مفعول ثانی کی طرف متعدی ہونے کے تین طریقے ہیں

(۱) متعدی بنفسہ میسے اھدنا الصراط المستقیم اور هَدَانَا سَوَاءَ الطَّرِیْقِ .

(۲) متعدی بواسطہ الی میسے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم .

(۳) متعدی بواسطہ لام میسے اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ یھدی (الناس) للتی (للطریقۃ

القی) می اقوم .

ہدایت کے دو معنی ہیں: اِرَاۃ الطَّرِیْقِ (راستہ دکھانا) اور اِیصال الی المطلوب

(مقصد تک پہنچانا)۔

فرق: دونوں معنی میں فرق یہ ہے کہ اِرَاۃ الطَّرِیْقِ میں مقصد تک پہنچنا ضروری نہیں ہے اور ایصال

الی المطلوب میں مقصد تک پہنچنا ضروری ہے۔

اور کہاں کون سے معنی ہوں گے؟ اس کے لئے کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے محل اور موقع کے اعتبار سے

ترجمہ کیا جائے گا۔ البتہ عام طور پر جب متعدی بنفسہ ہو تو ایصال الی المطلوب کے معنی اور متعدی بلا واسطہ

ہو تو اِرَاۃ الطَّرِیْقِ کے معنی ہوتے ہیں۔

سَوَاءَ الطَّرِیْقِ: میانہ راستہ۔ سواہ الطَّرِیْقِ کنایہ ہے صراط مستقیم سے۔

جَعَلَ لَنَا، جَعَلَ سے بھی متعلق ہو سکتا ہے۔ اس وقت لام برائے استفاع ہوگا جیسے جَعَلَ لَكُمْ الارضَ فَرَاشًا۔ اور رفیق سے بھی متعلق ہو سکتا ہے۔  
**قی عذرہ**۔ مضاف الیہ کا معمول ظرف ہو تو وہ مضاف الیہ بلکہ مضافات سے بھی مقدم ہو سکتا ہے۔  
 توفیق: اچھے کام کے لئے اسباب ہیا کرنا، توجیہ الأسباب نَحْوُ الْمَطْلُوبِ الْخَيْرِ

وَالصَّلَاةُ عَلَى مَنْ أَرْسَلَهُ هُدًى، هُوَ بِالْأَهْتِدَاءِ حَقِيقٌ، وَنُورًا، بِهِ الْإِقْتِدَاءُ يُطِيقُ

ترجمہ:- اور جتنیں نازل ہوں اس سہی پر جس کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے راہ نہا بنا کر وہی پیروی کے لائق ہیں اور روشنی بنا کر، اسی (روشنی) کی پیروی مناسب ہے۔

الصَّلَاةُ: کے نفوی معنی ہیں دے۔ اور جب اس کی نسبت اللہ کی طرف ہوتی ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں مہربانی اور رحمت۔ اور جب اس کی نسبت بندوں کی طرف ہوتی ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں دعار و استغفار۔ یہاں نسبت اللہ کی طرف ہے کیونکہ الصلوة کا الف لام مضاف الیہ کے عوض میں ہے اسی صلوة اللہ (اللہ کی رحمتیں)۔

هُدًى: کے بارے میں ترکیبی اعتبار سے دو احتمال ہیں۔ یا تو یہ مفعول لہ ہے یا حال ہے، اگر مفعول لہ ہے تو لام پوشیدہ ہوگا اور ترجمہ ہوگا: ”اور رحمت نازل ہو اس سہی پر جس کو بھیجا اللہ نے راہنہائی کے لئے“ اور اگر حال ہے تو پھر ذوالحال میں دو احتمال ہیں، یا تو اُسْلَہ کی ضمیر فاعل سے حال ہے، اس صورت میں معنی ہوں گے ”رحمت نازل ہو اس ذات پر جسے اللہ نے ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا“ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ ارسلاہ کی ضمیر مفعول سے حال ہو، اس صورت میں ترجمہ ہوگا ”رحمت نازل ہو اس ذات پر جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا“۔ حال ہونے کی صورت میں هُدًى مصدر بمعنی اقم فاعل ہوگا۔ کیونکہ حال ذوالحال پر محمول ہوتا ہے اور مصدر کا محل نہیں ہوتا۔

بالاھتداء: حقیق سے متعلق ہے۔ اور اھتداء مصدر مجرول ہے پس ترجمہ ہوگا ”وہی لائق ہیں اس بات کے کہ ان کے ذریعہ ہدایت نصیب ہو“ (جار مجرور کی تقدیم کی وجہ سے حصر کا مفہوم پیدا ہوا ہے) نورًا: میں بھی ترکیبی اعتبار سے دو احتمال ہیں، یا تو یہ مفعول لہ ہے یا حال ہے۔ اگر حال ہے تو پھر ذوالحال میں دو احتمال ہیں، یا تو اُسْلَہ کی ضمیر فاعل سے حال ہے یا ضمیر مفعول سے۔  
 (ا) اگر مفعول لہ ہے تو ترجمہ ہوگا ”جن کو روشنی پھیلانے کے لئے بھیجا“

(۲) اور اگر ضمیر فاعل سے حال ہے تو ترجمہ ہوگا "جن کو روشنی پھیلانے والا بن کر بھیجا"  
 (۳) اور اگر ضمیر مفعول سے حال ہے تو ترجمہ ہوگا "جن کو روشنی پھیلانے والا بن کر بھیجا"  
 الاقتداء: جتنا ہے، اور مدہ "اس سے متعلق ہے (جارجور کی تقدیم حصر پیدا کرنے کے لئے ہے)  
 اور یلیق خبر ہے ترجمہ: جن کی ہی بیرونی مناسب ہے۔

وَعَلَىٰ آلِهِمْ وَاصْحَابِهِمُ التَّوْبَةُ سَعْدٌ وَارْفَىٰ مَنَاجِجَ الصَّدَقِ بِالتَّصَدُّقِ  
 وَصَعْدٌ وَارْفَىٰ مَعَارِجَ الْحَقِّ بِالتَّحْقِيقِ:

ترجمہ:۔ اور در رحمتیں نازل ہوں) آپ کے آل پر اور آپ کے ان اصحاب پر جو نیک نیت بنے سچائی کی راہوں میں تصدیق کر کے، اور حق کی سیڑھیوں پر چڑھے ایمان میں پختہ بن کر۔

آل: کی اصل اہل ہے۔ دلیل یہ ہے کہ اس کی تصحیف اُھیل آتی ہے۔

فرق یہ ہے کہ آل کا استعمال اشراف کے ساتھ خاص ہے اور اہل عام ہے، اشراف اور غیر اشراف سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اصحاب: صحب کی جمع ہے اور صاحب صاحب کی جمع ہے۔ صاحب اور صحابی کے لغوی معنی ہیں "ساتھی" اور اصطلاح میں صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور ایمان کی حالت میں وفات پائی ہو۔

مناہج: منہج کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں "راستہ" فی مناہج الصدق متعلق ہے سعد و اس معارج: معارج کی جمع ہے بمعنی چڑھنے کی جگہ۔ یا معرج کی جمع ہے بمعنی سیڑھی۔

تصدیق: کے معنی ہیں "ایمان لانا" اور تحقیق کے معنی ہیں "ایمان میں پختہ ہونا" دونوں جملوں کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام ایمان لا کر خوش نیت بنے اور ایمان میں رسوخ اور پختگی پیدا کر کے مراتب عالیہ تک پہنچے

وَبَعْدُ! فَهَذَا غَايَةُ تَهْذِيبِ الْكَلَامِ فِي تَحْرِيرِ الْمُنْطَوِّ وَالْكَلَامِ، وَتَقْرِيبِ  
 الْمَعْرَافِ، وَمِنْ تَقْرِيبِ عَقَائِدِ الْإِسْلَامِ جَعَلْتُهُ تَبْصِرَةً لِمَنْ حَاوَلَ التَّهْضِيمَ  
 لَدَى الْإِقْهَامِ، وَتَذَكُّرَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَذَكَّرَ مِنْ دَوَى الْأَقْهَامِ، وَسَيِّئًا تَوَلَّدَ  
 الْأَعْرَافُ الْغَرَبِيُّ بِالْإِكْرَامِ، مَوْحِي حُبِّ اللَّهِ عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ، لَا زَالَ  
 لَهُ مِنَ التَّوْفِيقِ قَوَامٌ، وَمِنْ التَّوَلَّدِ عَصَامٌ، وَعَلَى اللَّهِ التَّوَكُّلُ وَهُوَ لَا يَعْتَصِمُ.

ترجمہ :- اور حمد و صلوة کے بعد ایسا یہ نہایت سنواری ہوئی عبارت ہے علم منطق اور علم کلام کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کرنے میں، اور اسلامی عقائد کو دلائل سے ثابت کرنے کے مقصد کو اذہان سے نہایت نزدیک کرنے میں بنیاد میں نے اس کتاب کو انگلیں کھولنے والا، اس شخص کے لئے جو انگلیں کھولنا چاہتا ہے سمجھنے اور سمجھانے کے وقت (اور بنیاد میں نے اس کی یادداشت، ان لوگوں کے لئے جو یاد کرنا چاہتے ہیں) مہمداروں میں سے بالخصوص اس پر کے لئے جو روشن مستقبل والا مہربان، عزت کا سزاوار اللہ کے محبوب (ان کے لئے زندگی اور سلامتی ہو) کا ہم نام ہے ہمیشہ سے اس کے لئے توفیق خداوندی کا سپہارا اور تائید الہی کی پناہ۔ اور اللہ ہی پر اعتماد اور بھروسہ ہے اور انہی کا دامن تھا سب سے۔

بعد کی تین جہاتیں ہیں یا تو مضاف الیہ مذکور ہوگا، یا محذوف بھر محذوف ہونے کی صورت میں دیکھیں۔ صورتیں ہیں یا تو منوئی ہوگا، یا نسیا نسیا ہوگا۔ منوئی کے معنی ہیں ”نیت میں“ اور نسیا نسیا کے معنی ہیں: ”قطعاً بھلا یا ہوا“۔ پہلی دونوں صورتوں میں بعد معرب ہے۔ اور تیسری صورت میں مثنیٰ ہے ضمہ پر۔ یہاں مضاف الیہ منوئی ہے اس لئے ترجمہ ہے ”حمد و صلوة کے بعد“

لہذا: پر جو فار آتی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ یہ امّا کا جواب ہے، اور امّا یا تو محذوف ہے یا اس کا وہم پیدا ہونے کی وجہ سے فاعلی ہے یعنی شکم کو یہ خیال ہو کہ میں امّا استعمال کر چکا ہوں، اس لئے فاعلے آیا۔ حالانکہ اس نے امّا استعمال نہیں کیا۔ الغرض ایہام امّا کی صورت میں بھی فالاناد درست ہے۔

نوٹ :- اگر خطبہ الحاقیہ (بعد میں لکھا ہوا) ہے تو ہڈا کا مشار الیہ پوری کتاب ہے۔ اور اگر خطبہ ابتدائیہ (پہلے لکھا ہوا) ہے تو ہڈا کا مشار الیہ وہ مضامین ہیں جو مصنف کے ذہن میں ہیں۔

غایۃ کے معنی ہیں: بہت زیادہ سے زیادہ، بے حد، نہایت۔

تہذیب: مصدر ہے جو اسم مفعول مہذب کے معنی میں ہے جس کے معنی ہیں: سنوارا ہوا، خوشدروازہ سے پاک۔

تحریر کے معنی ہیں ”ایسا واضح بیان جو خوشدروازہ سے پاک ہو۔“

علم کلام: ایک فن ہے جس میں اسلامی عقائد بیان کئے جاتے ہیں۔

تقریب کے معنی ہیں ”نزدیک کرنا“

مزام کے معنی ہیں ”مقصد“ اور زمین بنیاد ہے۔

تقریر کے معنی ہیں ”مسند کو دلیل سے ثابت کرنا“



عقائد الاسلام: میں اضافت بیان ہے، معنیٰ ہیں ”اسلامی عقیدے“  
**نوٹ:** تقرب، دو مفعول چاہتا ہے، پہلا مفعول المرام ہے جس کی طرف تقرب مضاف ہے، اور دوسرا  
 مفعول الی الاذہان ہے جو روشیدہ ہے۔

تَبَصَّرَ: مصدر ہے معنیٰ مَبْصُرًا (اسم فاعل)، ”آنکھیں کھولنے والا“  
 حَاوَلَ: محاولة: ارادہ کرنا، قصد کرنا۔

التَّبَصُّرُ: مصدر ہے جس کے معنیٰ ہیں ”دیکھنا“

الْإِفْهَامُ: بھی مصدر ہے جس کے معنیٰ ہیں ”سمجھانا“

تَذَكُّرٌ: کے معنیٰ ہیں ”یادداشت“، یعنی مصدر معنیٰ اسم فاعل ہے: یاد دلانے والا۔

يَتَذَكَّرُ يَتَذَكَّرُ تَذَكَّرًا: یاد کرنا۔

ذَوِي: ذُو کی جمع ہے ”والا“

أَفْهَامُ: فہم کی جمع ہے ”سمجھ بوجھ و ہن، بیانہ ہے۔ اور من ذوی الافہام: مَنْ کا بیان ہے۔

سَيِّمًا: کی اصل لاسیما ہے۔ لا، موجود نہیں ہے لیکن مراد ہے ترجمہ ہے: بالخصوص، خاص طور پر۔

الاعتراف: یہ لفظ الاعتراف (یعنی اور راز کے ساتھ) بھی ہو سکتا ہے۔ اس وقت اس کے معنیٰ ہوں گے: روشن

پیشانی والا، روشن مستقبل۔ اور الاعتراف (یعنی ہمارے ساتھ) بھی ہو سکتا ہے۔ اس وقت اس کے

معنیٰ ہوں گے ”پیارا“

الحفی: کے معنیٰ ہیں ”مہربان“

الحرمی بالا کرام: کے معنیٰ ہیں: اکرام کے لائق، اعزاز کے لائق، قابل عزت۔

سَجِيًّا: کے معنیٰ ہیں: ہم نام، مانند، جیسا، ہم صفت

فائدہ: علامہ تفتازانی کے والا تبار صاحبزادے محمد (موتی ۱۳۳۵ھ) اپنے زمانہ کے چوٹی کے علمائیں

شمار ہوتے ہیں علامہ نے یہ کتاب انہی صاحبزادے کے لئے لکھی ہے۔

تَحِيَّةٌ: کے معنیٰ ہیں ”زندہ رہنے کی دعا دینا“

قَوَامُ: کے معنیٰ ہیں ”سہارا“، مقام بہ الامن ”وہ چیز جس کے ساتھ کوئی معاملہ قائم ہو یعنی سہارا

تائید: باب تفعیل کا مصدر ہے جس کے معنیٰ ہیں ”قوی کرنا“

عَصَامُ: کے معنیٰ ہیں ”پناہ“

## القِسْمُ الْأَوَّلُ فِي الْمَنْطِقِ

## مُقَدِّمَةٌ

الْعِلْمُ؛ إِنْ كَانَ إِذْعَانًا لِلنَّسَبَةِ فَتَصَدِّيقٌ وَإِلَّا فَتَضَوُّرٌ.

ترجمہ: پہلی قسم علم منطق کے بیان میں، مقدمہ ہے۔ علم اگر نسبت کا یقین ہے تو تصدیق ہے ورنہ تصور ہے۔

القسم الاول: تہذیب کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ علم منطق میں ہے اور دوسرا حصہ علم کلام میں۔ یہ پہلا حصہ ہے جو منطق کے بیان میں ہے۔

**نوٹ:** تہذیب کا دوسرا حصہ جو علم کلام میں ہے معلوم نہیں مصنف نے اس کو لکھا تھا یا نہیں۔ اس وقت کسی کتب خانہ میں وہ موجود نہیں ہے۔ نیز مصنف کی کتابوں میں بھی اس کا مفصل حال مذکور نہیں ہے۔ خیال یہ ہے کہ مصنف دوسرا حصہ لکھا ہی نہیں سکے ہیں۔ (والشرا علم)

مقدمہ: میں تین باتیں بیان کرنی ہیں۔ علم منطق کی تعریف، موضوع اور غرض و غایت۔ دو باتیں مراعات بیان کریں گے۔ اور غرض و غایت ضمناً سمجھ میں آجائے گی۔

لفظ مقدمہ لیا گیا ہے مقدمۃ الجیش سے۔ مقدمۃ الجیش: لشکر کا وہ حصہ کہلاتا ہے جو لشکر کے آگے بھیجا جاتا ہے تاکہ لشکر کے لئے سہولتیں مہیا کرے۔ مقدمہ میں جو باتیں بیان کی جاتی ہیں وہ بھی چوں کہ مقصدی باتوں کے لئے سہولتیں پیدا کرتی ہیں اس لئے ان ابتدائی مضامین کے مجموعہ کو مقدمہ کہتے ہیں۔ العلم ان کان الخ: اس عبارت میں علم کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ تصور اور تصدیق۔

**علم کی تعریف:** الصورة الحاصلة من الشئ عند العقل یعنی کسی چیز کی وہ صورت جو عقل میں دیکھنے کی جو چیزیں ہیں ان کی صورتیں دیکھنے سے حاصل ہوتی ہیں اور سننے کی جو چیزیں ہیں ان کی صورتیں سننے سے حاصل ہوتی ہیں اور سوچنے کی سوچنے سے اور دیکھنے کی دیکھنے سے۔ پھر اگر یہ صورت حاصل نسبت خبریہ کا یقین ہے تو اس کو تصدیق کہتے ہیں، ورنہ تصور ہے۔

للمنسبة میں الف لام عہد ذاتی کا ہے اور مراد نسبت تامہ خبریہ ہے۔ نسبت ہمیشہ دو چیزوں کے درمیان ہوتی ہے۔ پھر نسبت کی دو قسمیں ہیں۔ نسبت تامہ اور نسبت ناقصہ۔ اگر وہ نسبت ایسی ہو کہ اس پر سکوت صحیح ہو تو تامہ ہے۔ ورنہ ناقصہ ہے۔ سکوت کے صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کلام بول کر فاسخ ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔ جیسے زید کھڑا ہے، پانی لائے۔ ان دونوں میں نسبت تامہ ہے۔ اور عید کا ہاتھ

اس میں نسبت ناقصہ ہے کیونکہ اس پر سکوت صحیح نہیں ہے۔ اور سننے والے کو اس سے کوئی خبر یا طلب معلوم نہیں ہوتی۔  
 پھر نسبت تامہ کی دو قسمیں ہیں خبریہ اور اثنائییہ۔ اگر اس نسبت کے بولنے والے کو پچایا جھوٹا کہہ سکیں تو وہ  
 نسبت خبریہ ہے جیسے زید کھڑا ہے۔ اور اگر نسبت کے بولنے والے کو پچایا جھوٹا نہ کہہ سکیں تو وہ اثنائییہ ہے جیسے پانی لائے  
 الحاصل تصدیق نام ہے نسبت تامہ خبریہ کے یقین کا۔ اور اس کے علاوہ تمام صورتیں تصویریں۔ مثلاً  
 کلام میں نسبت ہی نہ ہو۔ جیسے روٹی، چاقو وغیرہ۔ یا نسبت تو ہو مگر تامہ نہ ہو، بلکہ ناقصہ ہو۔ جیسے سعید کی کتاب  
 یا تاتہ ہو، مگر خبریہ نہ ہو۔ جیسے پانی لائے۔ یہ سب تصویریں۔

**نوٹ**۔ تصدیق میں جس نسبت تامہ خبریہ کا یقین ہوتا ہے اس میں تعین ہے، خواہ وہ ایجابی ہو یا سلبی جیسے زید  
 کھڑا ہے۔ اس میں ایجابی نسبت ہے۔ اور زید کھڑا نہیں ہے۔ اس میں سلبی نسبت ہے۔

وَيَقْتَسِمَانِ بِالضَّرُورَةِ، وَالْاِكْتِسَابِ بِالنَّظَرِ وَهُوَ مَلَاخِظَةٌ  
 الْمَعْقُولِ لِتَحْصِيلِ الْمَجْهُولِ:

**ترجمہ**۔ اور حصہ دیتے ہیں دونوں (یعنی بانٹتے ہیں دونوں) بالبداهت بدیہی کو اور نظر کے ذریعہ حاصل کرنے کو  
 اور وہ (نظر) جانی ہوئی چیزوں کو پیش نظر لانا ہے انجانی چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے۔

**تشریح** اس عبارت میں تصور و تصدیق کی تقسیم کی گئی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔  
 بدیہی اور نظری۔ پس کل چار قسمیں ہوں گی۔ تصور بدیہی، تصور نظری، تصدیق بدیہی، تصدیق  
 نظری۔ اور تصور و تصدیق کا بدیہی اور نظری میں منقسم ہونا بدیہی ہے، کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔  
 معصفت نے تقسیم صریح انداز میں بیان نہیں کی ہے بلکہ کنائی انداز اختیار کیا ہے یعنی یوں نہیں کہہ کہ تصور  
 تصدیق میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ بدیہی اور نظری۔ بلکہ یہ کہہ کہ بدیہی اور نظری کی دو دو قسمیں ہیں۔  
 تصور اور تصدیق۔ یعنی جس طرح بدیہی تصور بھی ہوتا ہے اور تصدیق بھی، اسی طرح نظری تصور بھی ہوتا ہے اور  
 تصدیق بھی۔ یہی مطلب ہے بانٹنے کا یعنی تصور و تصدیق دونوں بداهت کو بھی بانٹ کر لیتے ہیں اور نظریت کو  
 بھی بانٹ کر لیتے ہیں یعنی بداهت بھی دونوں کو ملی ہے اور نظریت بھی دونوں کے حصے میں آتی ہے۔

**لغات**۔ اقسام، اقتساماً، اخذ القسمۃ (حصہ لینا) یقتسمان میں ضمیر تثنیہ کا مرجع تصور و تصدیق  
 ہیں۔ بالضرورۃ کے معنی ہیں: بالبداهت، الضرورۃ، والاكتساب بالنظر، معطوف معطوف علیہ  
 مل کر یقتسمان کا مفعول ہیں۔

الاكتساب بالنظر: غور و فکر کے ذریعہ حاصل کرنا نظری اسی کو کہتے ہیں جو غور و فکر کے ذریعہ حاصل کیا جائے۔ الغرض النظری اور الاکتساب بالنظر مراد افانظاں۔ اور النظری کہنے کے بجائے الاکتساب بالنظر اس لئے کہا کہ اسے نظر کی بھی تعریف کرنی ہے۔ اس نے ضمیر لوٹانے کی سہولت کیلئے عبارت اس طرح لائے ہیں۔ وهو..... الخ: اس عبارت میں نظر و فکر کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ نظر و فکر کے معنی ہیں ”معلومات کو پیش نظر لانا جہول کو جاننے کے لئے“ ملاحظۃ: پیش نظر لانا۔ المعقول: کے معنی ہیں: المعلوم۔ نظر و فکر کی تعریف: جانی ہوئی چیزوں کو ترتیب دے کر انجانی چیز معلوم کرنا۔

وَقَدْ يَفْقَهُ فَيْدُ الْخَطَا، فَاحْتِجِ إِلَى قَانُونٍ يَعْصِمُ عَنْهُ، وَهُوَ الْمُنَظَّقُ

ترجمہ: اور کبھی واقع ہوتی ہے اس (نظر) میں غلطی، اس لئے ضرورت پیش آئی ایک ایسے قانون کی جو غلطی سے بچائے۔ اور وہ قانون علم منطقی ہے۔

تشریح اس عبارت میں منطق کی تعریف کی طرف اشارہ ہے۔ اور غرض و نایت کی طرف بھی اشارہ ہے کہتے ہیں کہ نظر و فکر میں غلطی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ایک ایسے قانون کی ضرورت ہے جو غلطی سے بچائے۔ غلطی سے بچانے والے اس قانون کو علم منطق کہتے ہیں۔ پس منطق کی تعریف یہ نکلی: قَانُونٌ يَعْصِمُ مُرَاعَاتُهُ الذَّهْنَ عَنِ الْخَطَا فِي الْفِكْرِ ”منطق وہ قانون ہے۔ یعنی قواعد کلیہ کا مجموعہ ہے۔ جس کی رعایت ذہن کو نظر و فکر میں غلطی ہونے سے بچاتی ہے“ اس سے علم منطق کی غرض بھی معلوم ہو گئی۔ یعنی نظر و فکر میں غلطی ہونے سے بچنا۔

نوٹ: منطق کی تعریف خاص ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ خاص کا سمجھنا عام کے سمجھنے پر موقوف ہے۔ اس لئے خود تعریف کی تعریف سمجھنی چاہئے۔

تعریف کی تعریف قول مرکب یَعْلَمُ مِنْهُ حَقِيقَةُ الشَّيْءِ ”ایسا کلام جس کے ذریعہ کسی شے کی حقیقت جانی جائے“

الغرض نتیجۃً مطلوبہ یَعْلَمُ الْفَعْلُ لِأَجْلِ مَنْ الْفَاعِلُ غرض: وہ نتیجہ مطلوبہ ہے جس کی وجہ سے فاعل سے فعل کا صدور ہوتا ہے۔

نایت کی تعریف بھی یہی ہے۔ البتہ دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ غرض میں نتیجہ صرف مطلوب ہوتا ہے اس نتیجہ کا ترتیب اور حصول ضروری نہیں ہے۔ اور نایت میں نتیجہ مطلوب بھی ہوتا ہے اور اس کا ترتیب اور حصول بھی

ہوتا ہے۔ جیسے رہنے کے لئے مکان بنایا، تو سکونت وہ نتیجہ ہے جو مطلوب ہے اور مکان بنانے کی غرض ہے۔ مگر ضروری نہیں کہ مکان بنانے کے بعد وہ اس میں رہے بھی۔ شہداء نے جنت بنائی تھی مگر اسے دیکھ نہ سکا۔ اور مکان بنانے کے بعد اس میں سکون پذیر ہو جائے تو یہ مکان بنانے کی غایت ہے۔

**نسبیت:** غرض اور غایت میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے غرض عام ہے اور غایت خاص ہے۔

وَمَوْضُوعُهُ: الْمَعْلُومُ النَّصَوْرِيُّ وَالتَّصَدِيقِيُّ مِنْ حَيْثُ أَنَّهُ يُؤْصَلُ إِلَى الْمَعْلُوبِ النَّصَوْرِيِّ فَيَسْمَى مُعْرِفًا، أَوِ التَّصَدِيقِيِّ فَيَسْمَى حُجَّةً؛

**ترجمہ:-** اور منطق کا موضوع معلوم (جانے ہوئے) تصورات اور تصدیقات ہیں اس اعتبار سے کہ وہ پہنچاتے ہیں مقصود تصور تک اور نام رکھا جاتا ہے اس کا معرف۔ یا مقصود تصدیقی تک اور نام رکھا جاتا ہے اس کا حجت۔

~~~~~

**تشریح** اس عبارت میں علم منطق کا موضوع بیان کیا گیا ہے۔ علم منطق کا موضوع معرف اور حجت ہیں۔ معرف: کہتے ہیں اُن جانے ہوئے تصورات کو جن کو ترتیب دے کر کوئی انجانا تصور حاصل کیا جائے اور حجت: کہتے ہیں اُن جانی ہوئی تصدیقات کو جن کو ترتیب دے کر کوئی انجانا تصدیقی حاصل کیا جائے۔

**موضوع کی تعریف** مَوْضُوعٌ كُلُّ عِلْمٍ مَا يُبْحَثُ عَنْ عَوَارِضِهِ الذَّاتِيَّةِ فِي الْعِلْمِ "ہر علم موضوع کی تعریف" ہر علم میں جو چیز سے ذاتی حالات سے علم میں بحث کی جائے۔

**بحث کے معنی** اثبات الاحوال بالدلائل "عوارض کو دلائل سے ثابت کرنا" عوارض: کو حالات عوارض کو جس چیز کے لئے ثابت کرتے ہیں، اس کو موضوع، کہتے ہیں۔ جیسے طب کا موضوع ہے انسان کا جسم کیونکہ اس میں جسم انسانی کے احوال (صحت اور بیماری) سے بحث کی جاتی ہے۔

**عوارض کی دو قسمیں ہیں۔** عوارض ذاتیہ اور عوارض غریبہ۔ ہر علم میں بحث عوارض ذاتیہ سے کی جاتی ہے۔ عوارض غریبہ سے علم میں بحث نہیں کی جاتی۔

عوارض ذاتیہ کی پھر تین قسمیں ہیں۔

- (۱) وہ عوارض ہیں جو شے کو بلا واسطہ عارض ہوتے ہیں جیسے انسان کو تعجب بلا واسطہ عارض ہوتا ہے۔
- (۲) وہ عوارض ہیں جو شے کو بلا واسطہ امر مساوی داخل کے عارض ہوتے ہیں۔ جیسے انسان کو اوراک عارض ہوتا ہے بلا واسطہ ناطق کے۔ اور ناطق انسان کا مساوی ہے اور اس کی حقیقت میں داخل ہے۔

(۳) وہ عوارض ہیں جو شئی کو عارض ہوتے ہیں بواسطہ امر مساوی خارج کے۔ جیسے انسان کو ضحک (ہنسی) عارض ہے بواسطہ تعجب کے اور تعجب میں اور انسان میں تساوی کی نسبت ہے۔ مگر تعجب انسان کی حقیقت میں داخل نہیں ہے بلکہ خارج ہے۔

اسی طرح عوارض غریبہ کی بھی تین قسمیں ہیں۔

(۱) وہ عوارض ہیں جو شئی کو بواسطہ امر مبائن عارض ہوتے ہیں۔ جیسے پانی کو حرارت بواسطہ نار (آگ) عارض ہوتی ہے۔ اور آگ اور پانی میں تباہی کی نسبت ہے۔

(۲) وہ عوارض ہیں جو شئی کو بواسطہ امر اخص عارض ہوتے ہیں۔ جیسے حیوان کو ضحک بواسطہ انسان عارض ہوتا ہے اور انسان حیوان سے اخص ہے۔

(۳) وہ عوارض ہیں جو شئی کو بواسطہ امر اعم عارض ہوتے ہیں جیسے انسان کو شئی (چلنا) عارض ہوتا ہے بواسطہ حیوان کے۔ اور حیوان انسان سے اعم ہے۔

الغرض فن میں بحث عوارض ذاتیہ کی تینوں قسموں سے کی جاتی ہے۔ عوارض غریبہ سے فن میں بحث نہیں کی جاتی ہے

### فصل

ذَلَاكُلَهُ الْفَلَقُ عَلَى تَمَامٍ مَا وَصَّيْنَاهُ لَهُ مُطَابَقَةً ۖ وَعَلَى جُزْئِهِ تَضَمُّنٌ ۚ  
وَعَلَى الْخَارِجِ الْإِتْرَامُ ۖ وَلَا بُدَّ فِيهِ مِنَ الزُّرْمِ عَقْلًا أَوْ عُرْفًا

ترجمہ: کسی لفظ کی دلالت اس پورے معنی پر جس کے لئے وہ لفظ وضع کیا گیا ہے ”مطابقی“ ہے۔ اور معنی موضوع لہ کے جز پر ”تضمینی“ ہے۔ اور معنی موضوع لہ کے علاوہ (خارج) پر مد التزامی“ ہے۔ اور ضروری ہے التزامی میں لزوم کا ہونا۔ خواہ لزوم عقلی ہو، یا عرفی۔

تشریح: دلالت کے معنی ہیں: كَوْنُ الشَّيْءِ بِحَيْثُ يَلْزَمُ مِنَ الْعِلْمِ بِدَوَالِمْهُ بِشَيْءٍ آخَرَ كَسَيِّئِ شَيْءٍ كَايَسَابُونَاكَ اس کے جاننے سے دوسری چیز کا جانا لازم آئے۔ پہلی شئی کو دال اور دوسری شئی کو مدلول کہتے ہیں۔ پھر دال یا تو لفظ ہوگا، یا غیر لفظ ہوگا۔ اگر لفظ ہے تو دلالت لفظیہ ہے، ورنہ دلالت غیر لفظیہ ہے۔ پھر ہر ایک کی تین قسمیں ہیں۔ وضعیہ، طبعیہ اور عقلیہ۔ اگر دلالت واضح کے مقرر کرنے کی وجہ سے ہے تو وضعیہ ہے۔ اور اگر طبیعت کے اقتدار کی وجہ سے ہے تو طبعیہ ہے۔ اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں ہیں تو دلالت عقلیہ ہے۔



پس کل پتہ تقسیم ہوئیں۔ ان میں سے علم منطقی میں معجز صرف دلالت لفظیہ وضعیہ ہے۔ کیونکہ بات سمجھنے سمجھانے میں اسی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ باقی پانچ قسموں سے منطقی بحث نہیں کرتے۔

پھر دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں۔ مطابق تقسیمی اور التزامی۔ اگر لفظ کی دلالت پورے معنی موضوع لہ پر ہے تو دلالت مطابق ہے۔ اور اگر معنی موضوع لہ کے جز پر ہے تو تقسیمی ہے۔ اور اگر کسی ایسے معنی پر ہے جو معنی موضوع لہ سے علیحدہ ہیں مگر معنی موضوع لہ سے خصوصی تعلق رکھتے ہیں تو وہ دلالت التزامی ہے۔

معنی موضوع لہ اور التزامی میں خصوصی تعلق ہوتا ہے وہ عام ہے خواہ عقلی ہو یا عرفی جیسے لفظ اندھا کی دلالت بینائی پر دلالت التزامی ہے۔ اور بینائی اور اندھا پن کے درمیان عقلی تعلق ہے۔ کیونکہ اندھا پن کے تصور کے لئے بینائی کا تصور عیناً ضروری ہے۔ اسی طرح حاتم طائی کی دلالت سخاوت پر۔ اور حجاج بن یوسف کی دلالت ظلم پر۔ دلالت التزامی ہے مگر معنی موضوع لہ اور معنی لازمی کے درمیان خصوصی تعلق عرفی ہے۔ حاتم طائی، اور حجاج بن یوسف معروف اشخاص ہیں)

وَلَتَنَزَّهَهُمَا الْمُطَابَقَةُ وَلَوْ تَقْدِيرًا وَلَا عَكْسَ

ترجمہ :- اور لازم ہے ان دونوں کے لئے مطابقت اگرچہ تقدیری ہو، اور اس کا برعکس نہیں ہے۔

**تشریح** اس عبارت میں یہ بات بیان کی جا رہی ہے کہ جہاں جہاں دلالت تقسیمی اور التزامی ہوگی، وہاں مطابق مطابقی ضرور ہوگی چاہے تقدیری ہی کیوں نہ ہو۔ اور جہاں مطابق ہوگی، وہاں تقسیمی اور التزامی کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس عبارت میں دو دعوے ہیں :-

پہلا دعویٰ یہ ہے کہ تقسیمی اور التزامی کے لئے مطابق لازم ہے۔ کیونکہ تقسیمی نام ہے معنی موضوع کے جز پر دلالت کا۔ اور ہر جز کے لئے کل ضرور ہوتا ہے۔ بغیر کل کے جز نہیں ہو سکتا، اور کل پر جو دلالت ہوتی ہے وہ مطابق ہوتی ہے، پس ثابت ہوا کہ جہاں تقسیمی ہوگی وہاں مطابق ضرور ہوگی۔

اور دلالت التزامی کہتے ہیں خارج لازم پر دلالت کو، اور ہر لازم کے لئے ملزم ضروری ہے ملزم کے بغیر لازم نہیں ہو سکتا، اور ملزم پر جو دلالت ہے، وہی مطابق ہے پس ثابت ہوا کہ جہاں التزامی ہوگی مطابق ضرور ہوگی۔

دوسرا دعویٰ یہ ہے ولا عکس یعنی جہاں مطابق ہو وہاں تقسیمی اور التزامی کا ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ کسی لفظ کے معنی بسیط ہوں، معنی کا کوئی جز ہی نہ ہو، پس وہاں صرف مطابق باقی جائیگی

تفنی نہیں پائی جائے گی۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی لفظ کے معنی موضوع لڑ کے لئے خارجی لازمی معنی نہ ہوں تو وہاں صرف مطابقی پائی جائے گی، التزامی نہیں پائی جائے گی۔

**نوٹ:** یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تفنی اور التزامی میں بھی تلازم نہیں ہے۔ تفنی بغیر التزامی کے اور التزامی بغیر تفنی کے پائی جاسکتی ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی لفظ کے معنی موضوع لڑ کا جز تو ہو مگر خارجی لازمی معنی نہ ہوں تو وہاں صرف تفنی پائی جائے گی التزامی نہیں پائی جائے گی۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی لفظ کے معنی موضوع لڑ بسط ہوں، مگر اس کے لئے خارجی لازمی معنی ہوں، پس وہاں دلالت التزامی پائی جائے گی تفنی نہیں پائی جائے گی۔

و لو تقدیراً کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تفنی اور التزامی پائی جائے گی وہاں حقیقتاً مطابقی کا پایا جانا ضروری نہیں ہے، بلکہ اتنی بات کافی ہے کہ وہاں دلالت مطابقی پائی جاسکتی ہو یعنی ہم چاہیں تو دلالت مطابقی پیدا کر سکیں۔

وَالْمَوْضُوعُ، اِنْ قُصِدَ بِجُزْءٍ مِّنْهُ الدَّلَالَةُ عَلَى جُزْءٍ مَّعْنَاهُ فَمُرَكَّبٌ  
اِمَّا تَامًا خَبَرٌ، اَوْ اِنْشَاءٌ، وَاِمَّا نَاقِصٌ تَقْيِيْدِيٌّ اَوْ غَيْرُهُ، وَاِلَّا فَمَقْرَدٌ

**ترجمہ:** اور وہ لفظ جو کسی معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے، اگر ارادہ کیا جائے اس لفظ کے جز سے اس کے معنی کے جز پر دلالت کا تو مرکب ہے، یا تو تام ہے، یا خبر ہے یا انشاء، اور یا ناقص ہے، تقیدی ہے یا غیر تقیدی، ورنہ مقرد ہے۔

**تشریح** اس عبارت میں ”لفظ موضوع“ (معنی دار لفظ) کی دوسری تقسیم کی گئی ہے۔ سابقہ عبارت میں لفظ موضوع کی تقسیم معنی پر دلالت کے اعتبار سے تھی اور یہ تقسیم اس اعتبار سے ہے کہ لفظ موضوع کے معنی ایک ہیں یا زیادہ۔ اس اعتبار سے لفظ موضوع کی دو قسمیں ہیں، مقرر اور مرکب اگر لفظ کے جز کی دلالت معنی کے جز پر مقصود ہو تو وہ مرکب ہے، ورنہ مقرر ہے۔

مقرر کی چار صورتیں ہیں۔

اول یہ کہ لفظ ہی کا جز نہ ہو۔ جیسے ہزہ استغہام۔

دوم یہ کہ لفظ کا جز تو ہو، مگر اس کے معنی کا جز نہ ہو۔ جیسے لفظ اللہ کہ اس میں کئی حروف ہیں، مگر

اس کے معنی ذات بسیطہ ہیں، اس میں کوئی جز نہیں ہے۔

سوم یہ کہ لفظ اور معنی دونوں کے اجزا ہوں مگر لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت نہ کرتا ہو۔ جیسے عبد اللہ کسی کا نام ہو تو لفظ کا جز بھی ہے اور معنی کا بھی، عبد کے معنی اور ہیں اور اللہ کے معنی اور ہیں، مگر علم (نام) ہونے کی حالت میں لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت نہیں کرتا ہے۔

چہارم یہ کہ لفظ اور معنی دونوں کے اجزا ہوں اور لفظ کے جز کی معنی کے جز پر دلالت بھی ہو، مگر وہ دلالت مقصود نہ ہو۔ جیسے کسی انسان کا نام رکھا جائے حیوان ناطق، یہاں لفظ کا بھی جز ہے اور معنی کا بھی جز ہے اور لفظ کے جز کی معنی کے جز پر دلالت بھی ہے، مگر علم ہونے کی حالت میں وہ دلالت مقصود نہیں ہے۔ اس لئے عبد اللہ اور حیوان ناطق نام ہونے کی حالت میں مفرد ہیں۔

اور جب یہ چاروں باتیں پائی جائیں یعنی لفظ کا بھی جز ہو اور معنی کا بھی، اور لفظ کے جز کی معنی کے جز پر دلالت بھی ہو، اور وہ دلالت مقصود بھی ہو تو اس کو مرکب کہتے ہیں۔

مرکب کی پھر دو قسمیں ہیں تام اور ناقص۔

(۱) تام وہ مرکب ہے جس پر سکوت صحیح ہو۔

(۲) ناقص وہ مرکب ہے جس پر سکوت صحیح نہ ہو۔ — سکوت کے صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب منکم کلام بول کر فارغ ہو جائے تو سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔

مرکب تام کی پھر دو قسمیں ہیں خبر اور انشاء۔

(۱) خبر وہ مرکب تام ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔

(۲) انشاء وہ مرکب تام ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں۔

مرکب ناقص کی بھی دو قسمیں ہیں، مرکب ناقص تقییدی اور مرکب ناقص غیر تقییدی۔

(۱) مرکب ناقص تقییدی وہ ہے جس میں کلام کا جز ثانی جز اول کے لئے قید ہو جیسے مرکب ناقص

مرکب اضافی اور حال و ذوالحال۔ ان سب میں دوسرا جز پہلے جز کے لئے قید ہوتا ہے۔

(۲) مرکب ناقص غیر تقییدی وہ ہے جس میں کلام کا جز ثانی جز اول کے لئے قید نہ ہو۔ جیسے

جار مجرور اور مرکب مددی جیسے خمسة عشر، ستة عشر وغیرہ۔

وَهُوَ، إِنْ اسْتَقْلَلَ فَمَعَ الدَّلَالَةُ بِهَا جَاءَ عَلَى أَحَدِ الْأُضْمَةِ الثَّلَاثَةِ  
كَلِمَةٍ، وَبَدَوْنَهَا اسْمٌ، وَإِلَّا فَادَاءَةٌ

ترجمہ :- اور مفرد اگر مستقل ہے تو وہ اپنی شکل کے ذریعہ تینوں زبانوں میں سے کسی زمانہ پر دلالت کی صورت میں

کلمہ ہے، اور اس کے بغیر اسم ہے، ورنہ (یعنی مستقل نہ ہو) قواعدات ہے۔

**تشریح:** ہو کا مرجع ”مفرد“ ہے لفظ مفرد کی تین قسمیں ہیں۔ کلمہ، اسم اور اوقات۔ کیونکہ لفظ مفرد دو حال سے خالی نہیں، یا تو بلا استقلال اپنے معنی ظاہر کرتا ہوگا، یا اپنے معنی کی ادائیگی میں کسی دوسرے لفظ کا محتاج ہوگا۔ اگر محتاج ہے تو منطقیوں کی اصطلاح میں اس کو اوقات کہتے ہیں اور نحوی اس کو حرف کہتے ہیں۔ اور اگر وہ لفظ مفرد اپنے معنی ادا کرنے میں مستقل ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں، یا تو اپنی ہیئت (یعنی وزن) کے ذریعہ تینوں زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت کرتا ہوگا یا نہیں، اگر دلالت کرتا ہے تو منطقیوں کی اصطلاح میں اس کو کلمہ کہتے ہیں اور نحوی اس کو فعل کہتے ہیں۔ اور اگر وہ زمانے پر دلالت نہیں کرتا تو دونوں اس کو اسم کہتے ہیں۔

**نوٹ:** اپنی ہیئت سے دلالت کرنے کی قید سے وہ اسماء نکل گئے جو اپنے مارے کی وجہ سے زمانے پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے غذا (آئندہ کل)، افسس (گزشتہ دن)، البارحة (گزشتہ رات)، الیوم (آج کا دن)، ہیئت سے مراد اوزان ہیں۔ جیسے ماہی کا وزن، مضارع کا وزن۔

وَ اَيْضًا اِنْ اتَّخَذَ مَعْنًى فَمَعَ تَشْخِصُهُ وَضْعًا عِلْمٌ، وَيَدُوْدُهُ مُتَوَاطٍ  
اِنْ تَسَاوَتْ اَفْرَادُهُ ؛ وَمُشْكِكُ اِنْ تَفَاوَتْ بِاَوَّلِيَّةٍ اَوْ اَوَّلَوِيَّةٍ ۚ

**ترجمہ:** اور نیز اگر اس کے معنی ایک ہیں تو اس کے معین ہونے کی صورت میں وضع (بناوٹ) کے اعتبار سے علم ہے۔ اور اس کے بغیر متواہلی ہے بشرطیکہ برابر ہوں اس کے افراد اور مشکک ہے اگر کم و بیش ہوں اس کے افراد اول و ثانی ہونے کے اعتبار سے یا اولی غیر اولی ہونے کے اعتبار سے۔

**تشریح:** اس عبارت میں لفظ مفرد کی دوسری تقسیم کی گئی ہے۔

**لفظ مفرد دو حال سے خالی نہیں، یا تو اس کے معنی ایک ہوں گے یا کثیر۔** اگر ایک ہیں تو پھر دو حال سے خالی نہیں، جوئی ہوں گے یا کئی۔ جوئی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو معنی ”معین پر دلالت کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہوگا، تو ایسے لفظ مفرد کو علم کہتے ہیں۔ جیسے زید، خالد۔ اور اگر لفظ مفرد کے معنی کئی ہیں تو پھر دو حال سے خالی نہیں، یا تو وہ کئی کے تمام افراد پر یکساں صادق آتا ہوگا، یا صدق میں تفاوت اور کئی اشیاء ہوں گی۔ اگر تمام افراد پر یکساں صادق آتا ہے تو اس لفظ مفرد کو کئی متواہلی کہتے ہیں۔ جیسے انسان کہ اس کا

صدق تمام افراد پر یکساں ہے یعنی سب انسان، انسان ہونے میں برابر ہیں۔ اور اگر تمام افراد پر یکساں صادق نہیں تھا بلکہ صدق میں تفاوت اور کمی بیشی ہے تو اس لفظ مفرد کو کلی مشکل کہتے ہیں۔

**تفاوت** چار طرح کا ہوتا ہے۔ اولیٰ ثبوت کا، اولیٰ ثبوت کا، زیادہ نقصان کا، یا شدت و ضعف کا۔

(۱) **اولیت** کا مطلب یہ ہے کہ وہ لفظ کلی کے بعض افراد پر اولاً صادق آتا ہو اور دوسرے بعض پر ثانیاً صادق آتا ہو۔ اولاً اور ثانیاً کا مطلب یہ ہے کہ کلی کے بعض افراد پر صادق آنا علت ہو دوسرے بعض پر صادق آنے کے لئے جیسے لفظ موجود اس کے معنی ایک ہیں، اگر وہ شخص (محین) نہیں ہیں، اس لئے لفظ موجود کلی ہے اور لفظ موجود اپنے تمام افراد پر کیساں نہیں بولا جاتا، بلکہ اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق اولاً ہے اور دیگر موجودات پر اس کا اطلاق ثانیاً ہے یعنی اس کا اللہ تعالیٰ پر صدق علت ہے دوسرے موجودات پر صدق کیلئے، پس یہ تفاوت بالاولیت ہے۔

(۲) **اولویت** کا مطلب یہ ہے کہ کلی کا صدق اس کے بعض افراد پر ذاتی ہو اور دوسرے بعض پر

عربی ہو، جیسے روشن ہونے کا مدق سورج پر ذاتی (بالنسبة الى ذاتها) ہے اور زمین پر عری (بالنسبة الى الشمس) ہے۔ یعنی سورج خود روشن ہے اور زمین سورج کی وجہ سے روشن ہے۔ پس جو خود روشن ہے، اس کو روشن کہنا اولیٰ ہے، اور جو چیز کسی دوسری چیز کی وجہ سے روشن ہے، اس کو روشن کہنا عری اولیٰ ہے۔ پس یہ تفاوت بالاولویت ہے۔

(۳) زیادۃ و نقصان کے ذریعہ تفاوت کا مطلب یہ ہے کہ کلی کے بعض افراد سے (جن میں معنی کی زیادتی ہے) ناقص میسے کئی افراد نکالے جاسکتے ہیں۔ جیسے پہاڑ چھوٹے بھی ہوتے ہیں اور بڑے بھی، پس لفظ پہاڑ کا صدق بڑے پہاڑوں پر بالزیادت ہے اور چھوٹے پہاڑوں پر بالنقصان ہے۔ کیونکہ چھوٹے پہاڑوں میسے کئی پہاڑ بڑے پہاڑ میں سے نکالے جاسکتے ہیں۔

**نوٹ:-** یہ تفاوت بالزیادت والنقصان مقدار میں (یعنی جسم میں) ہوتا ہے۔

(۴) اور شدت وضعف کا تفاوت کیفیات میں ہوتا ہے پس اس کا مطلب بھی وہی ہے جو بالزنايات وانقصان کا ہے یعنی جن افراد پر صدق بالشدت ہے، اس میں سے ضعیف افراد جیسے کئی افراد نکالے جاسکتے ہوں، جیسے نہایت گہرا سیاہ اور لہکا سیاہ۔ جو چیز نہایت گہری سیاہ ہے، اس پر سیاہ ہونے کا صدق بالشدت ہے۔ اور جو چیز لہکی سیاہ ہے اس پر سیاہ ہونے کا صدق بالضعف ہے۔

**نوٹ:** تشکیک کی آخری دو صورتیں مصنف رحمہ اللہ نے بیان نہیں کی ہیں۔

وَأِنْ كُنْزٌ، فَإِنْ وَضَعَ لِكُلِّهِ أَهْدَاءٌ فَمَشْرُوكٌ؛ وَإِلَّا فَإِنْ اسْتَهْرَفَ فِي الثَّانِي فَمَنْقُوعٌ؛ يُنسَبُ إِلَى الثَّاقِلِ. وَإِلَّا فَحَقِيقَةٌ وَمُجَارٌ؛

ترجمہ :- اور اگر زائد ہوں اس کے معنی میں اگر وہ مفرد وضع کیا گیا ہو ہر ایک معنی کے لئے مستقلاً تو مشترک ہے ورنہ اگر مشہور ہوا ہے دوسرے معنی میں تو منقول ہے، منسوب کیا جاتا ہے ناقل کی طرف۔ ورنہ پس حقیقت اور مجاز ہے۔

**تشریح** :- اگر لفظ مفرد کے معنی ایک سے زیادہ ہوں، تو پھر دیکھیں گے کہ وہ لفظ مفرد ہر معنی کے لئے علیحدہ علیحدہ وضع کیا گیا ہے، یا نہیں۔ اگر ہر معنی کے لئے علیحدہ علیحدہ وضع کیا گیا ہے تو اس کو مشترک کہتے ہیں جیسے لفظ تین اور لفظ سوئی۔ اور اگر ہر معنی کے لئے علیحدہ علیحدہ وضع نہیں کیا گیا ہے، بلکہ صرف ایک معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے تو پھر دیکھیں گے کہ دوسرے معنی میں اس کا استعمال بطریق نقل ہے، یا بغیر نقل کے۔ اگر بطریق نقل ہے تو اس کو منقول کہتے ہیں۔ پھر اگر ناقل عرف عام ہے تو منقول عرفی ہے۔ جیسے ذکۃ چوپائے کے لئے۔ اور اگر شریعت ہے تو وہ منقول شرعی ہے جیسے صلۃ بمعنی نماز۔ اور اگر کسی مخصوص فن کے لئے ہے تو وہ منقول عرفی خاص ہے جیسے اذکات اصلی معنی اوزاں حرفت کے لئے۔ اور اگر دوسرے معنی میں اس لفظ کا استعمال بطریق نقل نہیں ہے، تو پھر دیکھیں گے کہ پہلے اور دوسرے معنی میں کوئی مناسبت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو اس استعمال کو غلط استعمال کہیں گے اور اگر مناسبت ہے تو جب وہ لفظ پہلے (موضوع لہ) معنی میں استعمال ہوگا تو اس کو حقیقت کہیں گے جیسے میٹا اپنے لٹکے کے لئے یا گدھا جانور کے لئے۔ اور جب وہ لفظ دوسرے (غیر موضوع لہ) معنی میں استعمال ہوگا تو اس کو مجاز کہیں گے۔ جیسے میٹا بطور پیار دوسرے کے لٹکے کے لئے، یا گدھا بے تیز رفتاری سے گھسنے کے لئے۔

### فصل

المَفْهُومُ إِنِ امْتَنَعَ قَرَضٌ وَدَقُّهُ عَلَى كَثِيرَيْنِ فَجُزِّيْ، وَإِلَّا فَكَانَ امْتِنَعَتْ  
أَفْرَادُهُ، أَوْ امْكُنَتْ وَلَمْ تُوْجَدْ، أَوْ وُجِدَ الْفَاعِلُ فَقَطَّ مَعَ (مَكَانِ الْغَيْرِ،  
أَوْ امْتَنَاعِهِ، أَوْ الْكَثِيرِ مَعَ التَّنَاهَى أَوْ عَلَمِهِ

ترجمہ :- مفہوم اگر کسی چیزوں پر اس کے بولے جانے کا احتمال نہ ہو، تو وہ اجزائی ہے، ورنہ تو کلی ہے، محال ہوں اس کے افراد، یا ممکن ہوں اور نہ پائے جائیں، یا پایا جائے صرف ایک، اور کے امکان کے ساتھ یا اور کے امتنع ہونے کے ساتھ پائے جائیں بہت سے افراد میں مقدار کے ساتھ، یا مقدار کی تعیین کے بغیر۔

**مفہوم** :- یعنی جو چیز ذہن میں آتی ہے، اگر عقل بہت سے افراد پر اس کے صادق آنے کو اپنی بولے جانے کو جائز قرار دے تو وہ کلی ہے۔ اور اگر جائز قرار نہ دے تو جزئی ہے۔ جیسے ابراہیم، قاسم، محمد وغیرہ نام ہونے کی حالت



میں یہ الفاظ ذوات معلومہ پر بولے جاتے ہیں، اکثرین پر بولے جانے کو عقل جائز قرار نہیں دیتی۔ اور کلی کی مثال جیسے آدمی، گھوڑا، بکری، انسان وغیرہ کو عقل بہت سے افراد پر ان الفاظ کے بولے جانے کو جائز قرار دیتی ہے۔

پھر کلی کی دو قسمیں ہیں: ممکن الافراد، اور متمنع الافراد

**متمنع الافراد کا مطلب یہ ہے کہ خارج میں اس کا کوئی فرد پایا ہی نہ جاسکتا ہو۔ جیسے شریک الباری یعنی اللہ تعالیٰ کا مثل جس کا خارج میں کوئی فرد پایا ہی نہیں جاسکتا۔**

**ممکن الافراد کا مطلب یہ ہے کہ خارج میں اس کے افراد پائے جاسکتے ہوں۔**  
ممکن الافراد کی تین قسمیں ہیں۔

**اول: وہ کلی ہے جس کے افراد خارج میں پائے جاسکتے ہوں، مگر کوئی پایا جاتا نہ ہو جیسے عنقار (ایک پرندہ)، سونے کا ہار، گمی کا دریا وغیرہ۔**

**دوم: وہ کلی ہے جس کے افراد خارج میں پائے جاسکتے ہوں پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔**

**پہلی قسم یہ ہے کہ خارج میں صرف ایک فرد پایا جاتا ہو، دوسرے افراد کا پایا جانا متمنع ہو۔ جیسے واجب تعالیٰ ایک کلی ہے، مگر خارج میں اس کا صرف ایک فرد پایا جاتا ہے، اور دوسرے افراد کا پایا جانا محال ہے۔**

**دوسری قسم یہ ہے کہ خارج میں صرف ایک فرد پایا جاتا ہو، مگر دوسرے افراد کا پایا جانا ممکن ہو۔ جیسے سورج کہ اس کے بہت سے افراد خارج میں پائے جاسکتے ہیں، مگر ایک فرد کے علاوہ دوسرے افراد پائے نہیں جاتے۔**

**سوم وہ کلی ہے جس کے بہت سے افراد خارج میں پائے بھی جاسکتے ہوں، اور پائے بھی جاتے ہوں۔**

**اس تیسری قسم کی پھر دو قسمیں ہیں۔ یا تو اس کے افراد متناہی ہوں گے یا غیر متناہی ہوں گے۔**

**متناہی کی مثال: سیاح سیارات (سات گھونٹے والے ستارے)، اور انسان، فرس، بقر، غنم وغیرہ**

**جن کے افراد متناہی ہیں**

**غیر متناہی کی مثال: باری تعالیٰ کی معلومات، کیونکہ باری تعالیٰ کے علوم غیر متناہی ہیں۔**

## نسبتوں کا بیان

**قائدہ نمبر (۱)۔ نسبت کہتے ہیں دو چیزوں کے باہمی تعلق کو۔ تعلق دنیا کی ہر دو چیزوں کے درمیان ہوتا ہے، صرف دو کلیوں کے درمیان نہیں ہوتا۔ پس نسبت دو کلیوں کے درمیان بھی ہوتی ہے اور دو جمعیوں میں بھی، اور ایک کلی اور ایک جزئی کے درمیان میں بھی، مگر چاروں نسبتیں صرف دو کلیوں کے درمیان پائی جاتی ہیں۔ اس لئے مناطقہ**

**لے مثل، قمر، مریخ، زہرہ، زحل، عطارد، مشتعل شہر**

دو کیوں کے درمیان نسبت ہی سے بحث کرتے ہیں۔

دو جزئیوں کے درمیان ہمیشہ تباہی کی نسبت ہوتی ہے۔ جیسے زید اور عمر کے درمیان تباہی ہے۔ اسی طرح اس بکری اور اس بکری کے درمیان بھی تباہی ہے۔

جزئی اور کلی کے درمیان یا تو تباہی کی نسبت ہوگی، یا عام خاص کی نسبت ہوگی۔ اگر وہ جزئی اس کلی کا فرد ہے تو عام خاص مطلق کی نسبت ہوگی۔ جیسے زید اور انسان کے درمیان میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، اور اگر وہ جزئی اس کلی کا فرد نہیں ہے، بلکہ کسی دوسری کلی کا فرد ہے، تو پھر اس جزئی اور کلی میں تباہی کی نسبت ہوگی۔ جیسے زید اور فرس میں تباہی کی نسبت ہے۔

الحاصل: دو جزئیوں کے درمیان صرف ایک نسبت پائی جاتی ہے یعنی تباہی اور جزئی اور کلی کے درمیان صرف دو نسبتیں پائی جاتی ہیں۔ یعنی تباہی اور عموم خصوص مطلق۔ چاروں نسبتیں صرف دو کیوں کے درمیان ہی متحقق ہوتی ہیں۔ اس لئے منطقہ صرف کیوں کے درمیان نسبت سے بحث کرتے ہیں تاکہ چاروں نسبتیں سمجھائی جاسکیں۔ پس یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ دو کیوں کے ماسوا میں نسبت نہیں ہوتی

فائدہ نمبر (۲)۔ نسبت کی چار قسمیں ہیں: تساوی، تباہی، عموم خصوص مطلق اور عموم خصوص من وجر۔ جن دو کیوں میں تساوی کی نسبت ہوتی ہے ان دو کیوں کو متساویان کہتے ہیں اور ہر کلی کو متساوی کہتے ہیں۔ اور جن دو کیوں میں تباہی کی نسبت ہوتی ہے ان دو کیوں کو متباہان کہتے ہیں اور ہر کلی کو متباہان کہتے ہیں۔ اور جن دو کیوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہوتی ہے، ان میں سے ایک کو عام اور اخص مطلق کہتے ہیں۔ اور دوسری کو خاص اور اخص مطلق کہتے ہیں۔ اور جن دو کیوں میں عموم خصوص من وجر کی نسبت ہوتی ہے ان میں سے ہر ایک کو عام و خاص من وجر اور اعم و اخص من وجر کہتے ہیں۔

فائدہ نمبر (۳)۔ عموم و خصوص مطلق کو عموم مطلق اور صرف مطلق بھی کہتے ہیں۔ اور عموم و خصوص من وجر کو عموم من وجر اور صرف من وجر بھی کہتے ہیں۔

فائدہ نمبر (۴)۔ تساوی، تباہی، تصادق اور تفارق یہ چاروں باب تفاعل کے مصدر ہیں۔ اور باب تفاعل کا خاصہ مشارکت ہے۔ یعنی کسی کام کے کرنے میں دو چیزوں کا شریک ہونا پس تساوی کے معنی ہیں ایک دوسرے کے مساوی و برابر ہونا، اور تباہی کے معنی ہیں ایک دوسرے سے جدا ہونا، اور تصادق کے معنی ہیں ایک دوسرے پر صادق آنا، اور تفارق کے معنی ہیں ایک دوسرے سے جدا ہونا، یعنی ایک دوسرے پر ضد ہونا۔

فائدہ نمبر (۵)۔ نسبت کی ایک پانچویں قسم بھی ہے، جس کو تباہی جزئی کہتے ہیں، مگر یاد رکھنا چاہئے کہ وہ کوئی مستقل نسبت نہیں ہے بلکہ دو نسبتوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور وہ دو نسبتیں جن کے مجموعہ کو تباہی جزئی

کہتے ہیں، وہ تباہی کی اور عموم و خصوص میں وہ ہیں پس دو کلیوں کے درمیان تباہی جزئی کی نسبت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان دو کلیوں میں کبھی تو تباہی کی نسبت ہوتی ہے۔ اور کبھی عموم و خصوص میں وہ کی نسبت ہوتی ہے۔ اور اس لمبی عبارت سے پہلے کے لئے نکتہ نے ان دونوں نسبتوں کے مجموعہ کے لئے تباہی جزئی کی اصطلاح وضع کی ہے۔

افرض تباہی جزئی، خود کوئی نسبت نہیں ہے۔  
**فائدہ نمبر (۶)**۔ عام طور پر نسبتوں کا بیان کلیات خمسہ کے بعد آتا ہے۔ مگر مصنف نے پہلے ہی ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ اس میں کوئی خاص نکتہ نہیں ہے۔ بعد میں بھی تذکرہ ہو سکتا ہے اور اس جگہ بھی تذکرہ ہو سکتا ہے کیونکہ مفہوم کی تقسیم کی جزئی کی طرف، پھر کلی کے جملہ اقسام بیان ہو چکے ہیں۔ اس لئے اگر اس جگہ نسبتیں بیان کی جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

### فصل

الْكَلِيَّتَانِ؛ إِنْ تَفَارَقَا كُتِبَا فَمُعْتَبَرَتَانِ، وَإِلَّا فَإِنَّ تَصَادُقَا كُتِبَا مِنَ الْجَانِبَيْنِ  
 فَمُتَسَاوِيَانِ، وَتَقْبِضَاهُمَا كَلٌّ، أَوْ مِنْ جَانِبٍ وَاحِدٍ فَأَعْمٌ وَ أَخْصُ مَطْلَقَةٌ  
 وَ تَقْبِضَاهُمَا بِالْعَكْسِ؛ وَإِلَّا فَمِنْ وَجْهِ، وَبَيْنَ تَقْبِضِيهِمَا تَبَايُنٌ جُزْئِيٌّ كَالْعُمَلَاءِ

ترجمہ۔ دو کلیاں اگر ایک دوسرے پر صادق نہ آئیں کسی طرح بھی، تو وہ تباہی ہیں۔ ورنہ پس اگر دونوں ایک دوسرے پر صادق آتی ہیں ہر طرح سے دونوں جانب سے تو متساوی ہیں اور ان دونوں کی نقیضیں دہی ہی ہیں۔ یا اگر ایک دوسرے پر صادق آئیں صرف ایک جانب سے تو عام اور خاص مطلق ہیں، اور ان دونوں کی نقیضیں برعکس ہیں۔ ورنہ تو نہ دہی ہیں۔ اور ان دونوں کی نقیضوں کے درمیان تباہی جزئی ہے جیسے دو تباہی کلیوں کی نقیضوں میں تباہی جزئی ہوتا ہے۔

**تشریح**۔ دو کلیوں میں اگر جانبین سے تفارق کی ہو، یعنی ہر کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آئے جیسے انسان اور حجر، تو ان میں تباہی کی نسبت ہے۔ اور وہ دو کلیاں تباہیمان ہیں۔ اور اگر جانبین سے تصادق کی ہو، یعنی ہر کلی دوسری کلی کے ہر فرد پر صادق آتی ہو، جیسے انسان اور ناطق، تو ان میں تساوی کی نسبت ہے۔ اور وہ دو کلیاں متساویان ہیں۔ اور اگر صرف ایک جانب سے تصادق کی ہے اور دوسری جانب سے تصادق فی الجملہ ہے یعنی ایک کلی تو دوسری کلی کے ہر فرد پر صادق آتی ہے مگر دوسری کلی پہلی کلی کے صرف بعض افراد پر صادق آتی ہے جیسے انسان اور حیوان، تو ان میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ اور وہ دو کلیاں عام خاص مطلق ہیں۔

جو کئی دوسری کئی کے ہر ہر فرد پر صادق آتی ہے وہ عام ہے، اور جو کئی دوسری کئی کے بعض افراد پر صادق آتی ہے وہ خاص ہے۔ اور اگر دونوں جانب سے تصادق فی الجملہ ہے یعنی ہر کئی دوسری کئی کے بعض افراد پر صادق آتی ہے، تو ان میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے یعنی ہر کئی من وجہ عام ہے اور من وجہ خاص ہے۔

نسبتوں کے پہچاننے کا معیار درج ذیل ہے:-

(۱) جن دو کئیوں میں تباہی کی نسبت ہو، ان سے دو سلبہ کیے جتے جائیں۔ اگر ان سے دو پوسے سلبہ کیے جتے ہیں تو تباہی کی نسبت صحیح ہے، ورنہ غلط ہے۔ جیسے انسان اور حجر میں تباہی کی نسبت ہے۔ کیونکہ لاشئ من الانسان بحجر (کوئی انسان پتھر نہیں ہے) اور لاشئ من الحجر با انسان (کوئی پتھر انسان نہیں ہے) دو پوسے سلبہ کئے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حجر اور انسان میں تباہی کی نسبت صحیح ہے۔

(۲) جن دو کئیوں میں تساوی کی نسبت ہوتی ہے، ان سے دو موجبہ کیے جتے جائیں۔ جیسے انسان اور ناطق میں تساوی کی نسبت ہے، پس کہیں گے کل انسان ناطق (ہر انسان فہم و شعور رکھنے والا ہے) اور کل ناطق انسان (ہر فہم و شعور رکھنے والی مخلوق انسان ہے)۔

(۳) جن دو کئیوں میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہوتی ہے ان سے ایک موجبہ کلیہ اور ایک سالبہ جزئیہ بننا چاہئے۔ موجبہ کلیہ کا موضوع وہ کئی ہوگی جو خاص ہے۔ اور سالبہ جزئیہ کا موضوع وہ کئی ہوگی جو عام ہے جیسے انسان اور حیوان میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ کیونکہ ان میں سے ایک موجبہ کلیہ: کل انسان حیوان بننا ہے، اور اس موجبہ کلیہ کا موضوع انسان ہے، جو خاص ہے اور ایک سالبہ جزئیہ: بعض الحيوان ليس با انسان (بعض جاندار انسان نہیں ہیں) بننا ہے۔ اور اس کا موضوع حیوان ہے، جو عام کئی ہے۔

(۴) جن دو کئیوں میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہوتی ہے، ان سے دو موجبہ جزئیہ اور دو سلبہ جزئیہ بننے چاہئیں۔ جیسے حیوان اور ابیض میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ کیونکہ بعض الحيوان ابیض (بعض جاندار سفید ہیں)، جیسے سفید بیل، اور بعض الابيض حیوان (بعض سفید جاندار ہیں)، جیسے سفید بیل۔ اور بعض الحيوان ليس بابيض (بعض جاندار سفید نہیں ہیں) جیسے کالی بھینس۔ اور بعض الابيض ليس بحیوان (بعض سفید چیزیں جاندار نہیں ہیں) جیسے سفید رمال۔ یہ چاروں تفسیر سچ ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حیوان اور ابیض میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت صحیح ہے۔

نوٹ: ہر کئیوں میں من وجہ کی علامت ایک موجبہ جزئیہ اور دو سلبہ جزئیہ لکھے ہیں۔ اور وہی صحیح ہے۔ استاذ محترم نے دو موجبہ جزئیہ صرف سمجھنے کی سہولت کے لئے بتائے ہیں۔ مگر وہ دونوں درحقیقت دو نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی ہیں۔ اس طرح بتے ہیں کہ کبھی ایک کئی کو موضوع بنایا ہے اور کبھی دوسری کئی کو موضوع بنایا ہے۔ مثلاً سفید بیل اور سفید بیل

## نقیضوں میں نسبت کا بیان

(۱) جن دو کلیوں میں تساوی کی نسبت ہوتی ہے، ان کی نقیضوں میں بھی تساوی کی نسبت ہوتی ہے جیسے انسان اور ناطق میں تساوی کی نسبت ہے۔ پس ان کی نقیضوں میں یعنی لا انسان اور لا ناطق میں بھی تساوی کی نسبت ہے۔ نقیضوں سے بھی دو موجد کیلئے بنتے ہیں۔ جیسے کل لا انسان لا ناطق (ہر وہ مخلوق جو انسان نہیں ہے، نہم دشعور رکھنے والی نہیں ہے) اور کل لا ناطق لا انسان (ہر وہ مخلوق جو نہم دشعور رکھنے والی نہیں ہے انسان نہیں ہے) یہ دو موجد کیلئے سچے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ لا انسان اور لا ناطق میں تساوی کی نسبت صحیح ہے۔

(۲) جن دو کلیوں میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہوتی ہے، ان کی نقیضوں میں بھی عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہوتی ہے۔ البتہ اصل میں جو کلی عام ہوتی ہے، وہ نقیض میں خاص ہو جاتی ہے۔ اور اصل میں جو کلی خاص ہوتی ہے، وہ نقیض میں عام ہو جاتی ہے۔ جیسے انسان اور حیوان میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے، اور انسان خاص ہے، اور حیوان عام ہے۔ پس ان کی نقیضوں میں بھی یعنی لا انسان اور لا حیوان میں بھی عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہوگی۔ البتہ انسان جو خاص کلی تھی، اس کی نقیض لا انسان، عام کلی ہو جائے گی۔ اور حیوان جو عام کلی تھی، اس کی نقیض لا حیوان، خاص کلی ہو جائے گی۔ پس موجد کیلئے اس طرح بنے گا۔ کل لا حیوان لا انسان (ہر وہ چیز جو جاندار نہیں ہے، وہ انسان بھی نہیں ہے)، لا حیوان، کو موضوع اس لئے بنایا ہے کہ وہ خاص کلی ہے۔ اور البتہ جزئیہ اس طرح بنے گا۔ بعض الا انسان لیس بلا حیوان (بعض وہ چیزیں جو انسان نہیں ہیں حیوان ہیں) جیسے گھوڑا، گرہا وغیرہ نوٹ ہے۔ یہ ترجمہ اس قاعدہ سے کیا گیا ہے کہ جب نقیض پر نقیض داخل ہوتی ہے، تو وہ اثبات بن جاتی ہے لا حیوان میں لا نقیض کا ہے جب اس پر لیس داخل ہوا تو لیس بلا حیوان کا ترجمہ ہوگا "حیوان ہے"۔

(۳) جن دو کلیوں میں تباین کلی کی نسبت ہوتی ہے، ان کی نقیضوں میں تباین جزئی کی نسبت ہوتی ہے یعنی کبھی تباین کلی کی نسبت ہوتی ہے۔ اور کبھی عموم و خصوص میں دیگر کی نسبت ہوتی ہے مثلاً موجود اور معدوم میں تباین کلی کی نسبت ہے۔ کیونکہ ان سے دو سلبے کیلئے بنتے ہیں۔ جیسے لا شئی من الموجود بمعدم (کوئی موجود معدوم نہیں ہے) اور لا شئی من المعدوم بمعدم (کوئی معدوم چیز موجود نہیں ہے)۔ یہ دو سلبے کیلئے سچے ہیں۔ پس موجود اور معدوم میں تباین کلی کی نسبت صحیح ہے اور ان کی نقیضوں میں یعنی لا موجود اور لا معدوم میں بھی تباین کلی کی نسبت ہے۔ کیونکہ ان سے بھی دو سلبے کیلئے بنتے ہیں۔ کیس گے، لا شئی من الموجود بلا معدوم (کوئی غیر موجود شئی، غیر معدوم نہیں ہے)۔ غیر موجود یعنی معدوم۔ اور غیر معدوم یعنی موجود۔ یعنی کوئی معدوم چیز موجود نہیں ہے۔ یہ ترجمہ بھی اسی قاعدہ سے ہوا ہے کہ جب نقیض پر نقیض داخل ہوتی ہے

تو وہ اثبات بن جاتی ہے۔

دوسرا سالیکہ یہ ہے لاشع من الام معدوم بلا موجود (کوئی غیر معدوم، غیر موجود نہیں ہے) غیر معدوم یعنی موجود، اور غیر موجود، یعنی معدوم۔ یعنی کوئی موجود معدوم نہیں ہے۔ یہ ترجمہ بھی اسی ضابطہ سے ہے کہ جب نفی پر نفی داخل ہوتی ہے تو اثبات کے معنی ہو جاتے ہیں۔

اور انسان اور حجر میں تباہی کلی کی نسبت ہے، جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے۔ اور ان کی نقیضوں میں یعنی لا انسان اور لا حجر میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ کیونکہ ان سے دو مو جے جزیئے، اور دو سلبے جزیئے بنتے ہیں۔ کہیں گے: بعض الملا انسان بلا حجر (بعض وہ چیزیں جو انسان نہیں ہیں، غیر حجر ہیں) جیسے گھوڑا، گدھا، درخت وغیرہ۔ اور بعض الا حجر بلا انسان (بعض وہ چیزیں جو پتھر نہیں ہیں، غیر انسان ہیں) جیسے گھوڑا، گدھا، درخت وغیرہ۔ یہ دو مو جے جزیئے تھے۔ اب در سلبے جزیئے دیکھئے: بعض الا انسان لیس بلا حجر (بعض وہ چیزیں جو انسان نہیں ہیں، پتھر ہیں) جیسے پتھر۔ اور بعض الا حجر لیس بلا انسان (بعض وہ چیزیں جو پتھر نہیں ہیں، انسان ہیں) جیسے انسان۔ یہ دو سلبے جزیئے بھی سچے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ انسان اور حجر کی نقیضوں میں من وجہ کی نسبت ہے۔

الحاصل، جن دو کلیوں میں تباہی کلی کی نسبت ہوتی ہے، ان کی نقیضوں میں بھی تباہی کلی کی نسبت ہوتی ہے، اور کبھی من وجہ کی نسبت ہوتی ہے۔ اور انہی دو نسبتوں کے مجموعہ کو تباہی جزیئہ کہتے ہیں پس ثابت ہوا کہ جن دو کلیوں میں تباہی کلی کی نسبت ہوتی ہے، ان کی نقیضوں میں تباہی جزیئہ کی نسبت ہوتی ہے۔

(۴) جن دو کلیوں میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہوتی ہے، ان کی نقیضوں میں بھی تباہی جزیئہ کی نسبت ہوتی ہے۔ یعنی ان کی نقیضوں میں کبھی من وجہ کی نسبت ہوتی ہے، اور کبھی تباہی کلی کی نسبت ہوتی ہے جیسے حیوان اور ابیض میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ اور ان کی نقیضوں میں یعنی لا حیوان اور لا ابیض میں بھی عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ نقیضوں سے دو مو جے جزیئے اس طرح نہیں گے بعض الملا حیوان لا ابیض (بعض وہ چیزیں جو جاندار نہیں ہیں، غیر سفید ہیں) جیسے کالی کلی اور بعض الا ابیض لا حیوان (بعض وہ چیزیں جو سفید نہیں ہیں، غیر حیوان ہیں) جیسے کالی بھینس۔

اور دو سلبے جزیئے اس طرح نہیں گے: بعض الا حیوان لیس بلا ابیض (بعض وہ چیزیں جو جاندار نہیں ہیں، سفید ہیں) جیسے سفید رومال۔ دوسرا سلبہ جزیئہ: بعض الا ابیض لیس بلا حیوان (بعض وہ چیزیں جو سفید نہیں ہیں، حیوان ہیں) جیسے کالی بھینس۔

الغرض یہ دو کلیاں ایسی ہیں کہ ان کی اصل میں بھی من وجہ کی نسبت ہے، اور نقیضوں میں بھی من وجہ کی نسبت ہے۔

اور حیوان اور لا انسان میں من وہر کی نسبت ہے۔ کیونکہ ان سے دو موجدے جزیئے اور دو سلبے جزیئے بنتے ہیں۔ کہیں گے: بعض الحيوان لا انسان (بعض جاندار غیر انسان ہیں)۔ جیسے فرس، بقر، غنم، وغیرہ۔ اور بعض اللانسان حیوان (بعض وہ چیزیں جو انسان نہیں ہیں، جاندار ہیں)۔ جیسے فرس، بقر، غنم وغیرہ۔ اور دو سلبے جزیئے اس طرح نہیں گے: بعض الحيوان ليس بالانسان (بعض حیوان انسان ہیں)۔ جیسے انسان۔ اور بعض اللانسان ليس بحيوان (بعض وہ چیزیں جو انسان نہیں ہیں، جاندار نہیں ہیں)۔ جیسے پتھر اور ان کی نقیضوں میں یعنی لا حیوان اور انسان میں تباہی کلی کی نسبت ہے۔ کیونکہ ان سے دو سلبے کیے جاتے ہیں۔ جیسے لا شئ من اللحيوان بالانسان (کوئی غیر جاندار انسان نہیں ہے) اور لا شئ من الانسان بل لا حیوان (کوئی انسان غیر جاندار نہیں ہے)۔ یہ دو سلبے کیے جاتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ لا حیوان اور انسان میں تباہی کلی کی نسبت ہے۔

الحاصل، جن دو کیوں میں من وہر کی نسبت ہوتی ہے، ان کی نقیضوں میں کبھی تو من وہر کی نسبت ہوتی ہے اور کبھی تباہی کلی کی۔ اور انہی دو نسبتوں کے مجموعہ کو تباہی جزیئی کہتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ جن دو کیوں میں من وہر کی نسبت ہوگی، ان کی نقیضوں میں تباہی جزیئی کی نسبت ہوگی۔

وَقَدْ يُقَالُ الْجُزْئِيُّ: لِلْأَخْصِ مِنَ الشَّيْءِ، وَهُوَ أَعْمُ

ترجمہ: اور کبھی کہا جاتا ہے جزیئی ہر شئی کے اخص کو، درآں حالیکہ وہ اعم ہوتا ہے۔

**تشریح:** جزیئی کے دو معنی ہیں۔ یعنی جزیئی کی دو تعریفیں ہیں۔ ایک معنی کے اعتبار سے جزیئی حقیقی کہتے ہیں اور دوسرے معنی کے اعتبار سے جزیئی اضافی کہتے ہیں۔

**جزئی حقیقی** کی تعریف پہلے پر گزری ہے یعنی مَا يَمْتَنِعُ قَوْضُ صَدَقَهُ عَلَى كَثِيرِينَ۔ اور جزیئی اضافی کی تعریف ہے: الْأَخْصُ مِنَ الشَّيْءِ۔ یعنی وہ چیز جو کسی عام چیز کے تحت داخل ہو جیسے انسان حیوان کے تحت داخل ہے۔ پس انسان حیوان سے خاص ہے اس لئے انسان جزیئی اضافی کہلائے گا۔ اور حیوان جسم نامی کے تحت داخل ہے پس حیوان جسم نامی کے اعتبار سے جزیئی اضافی کہلائے گا۔ وقس علی هذا۔ اضافی کے معنی ہیں بِالْإِضَافَةِ إِلَى الشَّيْءِ۔ ای بالنسبة إِلَى الشَّيْءِ یعنی کسی دوسری چیز کے اعتبار سے اور حقیقی کے معنی ہیں: فِي نَفْسِهِ۔ یعنی دوسری چیز کا لحاظ کے بغیر۔

وہو اعم: اس عبارت میں مصنف نے جزیئی حقیقی اور جزیئی اضافی کے درمیان نسبت بیان کی ہے۔

کہتے ہیں کہ ان دونوں جزئیوں کے درمیان عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ جزئی اضافی عام ہے اور جزئی حقیقی خاص ہے۔ پس ہر جزئی حقیقی، جزئی اضافی ضرور ہوگی، جیسے زید، عمر، بکر، وغیرہ جزئی حقیقی ہیں۔ کیونکہ یہ کثیرین پر نہیں بولے جاسکتے۔ اور یہ انسان کے تحت داخل بھی ہیں اس اعتبار سے جزئی اضافی بھی ہیں۔ الغرض ہر جزئی حقیقی، جزئی اضافی ضرور ہوگی کیونکہ وہ یا تو کسی کلی کے ماتحت ہوگی، یا کسی مفہوم عام کے ماتحت ہوگی۔ مفہوم عام: شئی، امر، موجود وغیرہ ہیں اور ہر جزئی اضافی کے لئے جزئی حقیقی کا ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ بعض مرتبہ جزئی اضافی کلی ہوتی ہے، جیسے حیوان، جزئی اضافی ہے، جسم نامی کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے۔ مگر چونکہ حیوان فی نفسہ کلی ہے، اس لئے وہ جزئی حقیقی نہیں ہے۔

## کلیات کا بیان

کلی کی دو قسمیں ہیں۔ ذاتی اور عرضی۔

ذاتی وہ کلی ہے جو کسی شئی کی ماہیت میں داخل ہو۔ اور وہ تین قسم پر ہے۔ جنس، نوع اور فصل اور عرضی وہ کلی ہے، جو کسی شئی کی ماہیت سے خارج ہو۔ اور وہ دو ڈٹوں میں خاصہ اور عرض عام۔ پس کلیات پانچ ہیں۔

وجہ حصر یہ کلی یا تو اپنے افراد کی ماہیت میں داخل ہوگی یا خارج ہوگی۔ اگر داخل ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں، یا تو اپنے افراد کی عین ہوگی، یا باجز ہوگی۔ اگر عین ہے تو اس کو "نوع" کہتے ہیں۔ جیسے انسان، اپنے افراد زید، بکر وغیرہ کی ماہیت کی عین ہے۔ اور اگر جزر ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں، یا تو اپنے افراد کی حقیقت کے ساتھ خاص ہوگی، یا خاص نہیں ہوگی۔ اگر خاص ہے تو اس کو "فصل" کہتے ہیں۔ جیسے ناطق، کہ اپنے افراد انسان کی حقیقت کے ساتھ خاص ہے۔ اور اگر خاص نہیں ہے تو اس کو "جنس" کہتے ہیں۔ جیسے حیوان انسان کے لئے جنس ہے کیونکہ انسان کی ماہیت کا جز ہے، اور اس کے افراد کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ انسان کے علاوہ فرس، بقر، غم وغیرہ کی حقیقت کا بھی جز ہے۔

اور اگر کلی اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں، یا تو کسی حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہوگی یا خاص نہیں ہوگی۔ اگر خاص ہے تو اس کو "خاصہ" کہتے ہیں۔ جیسے صبح، انسان کی حقیقت سے خارج ہے، اور اس کے افراد کے ساتھ خاص ہے۔ اور اگر خاص نہیں ہے تو اس کو "عرض عام" کہتے ہیں۔ جیسے شئی (چلتا)، انسان کی حقیقت سے خارج ہے اور انسان کے افراد کے ساتھ خاص نہیں ہے کیونکہ دیگر حیوانات بھی چلتے ہیں۔



ملحوظہ ۱: نوع اگر ہم اپنے افراد کی حقیقت میں داخل نہیں ہے، بلکہ اپنے افراد کی حقیقت کا مین ہے۔ مگر اس کو کلی ذاتی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے افراد کی حقیقت سے خارج بھی نہیں ہے۔

(۲) ذات، ماہیت اور حقیقت مترادف لفظ ہیں۔ انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے، اور وہی اس کی ماہیت بھی ہے، اور اسی کو انسان کی ذات بھی کہتے ہیں۔ اور ذاتی کے معنی ہیں منسوب الی الذات۔ یا نسبت کی ہے۔ لہذا ذاتی کے معنی ہوں گے ”کسی ماہیت کا جز“ اس کی جمع ذاتیات ہے۔ پس ذاتیات ماہیت کے اجزاء کو کہتے ہیں۔ اور نوع کسی ماہیت کا جز نہیں ہوتی۔ بلکہ مین ہوتی ہے۔ جیسے انسان حیوان ناطق کا جز نہیں ہے۔ بلکہ حیوان ناطق اور انسان ایک ہی چیز ہیں۔ پس قاعدہ سے نوع کو ذاتی نہیں کہنا چاہئے۔ اس کو ذاتی صرف اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ ذات سے یعنی ماہیت سے خارج یعنی علیحدہ بھی کوئی چیز نہیں ہے۔

### وَالْكَلِّيَّاتُ خَمْسٌ؛

#### الْأَوَّلُ

الْجِنْسُ، وَهُوَ الْمَقُولُ عَلَى كَثِيرٍ مِنْ مُخْتَلِفِينَ بِالْحَقَائِقِ فِي جَوَابِ مَا هُوَ؟

ترجمہ: کلیات پانچ ہیں۔ پہلی کلی جنس ہے۔ اور وہ وہی ہے جو بولی جاتی ہے بہت سی مختلف حقیقت رکھنے والی چیزوں پر ماہو؟ (دیکھا ہے وہ؟) کے جواب میں۔

تشریح: اس عبارت میں جنس کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ پہلی کلی جنس ہے جنس وہ کلی ہے جو بہت سی ایسی چیزوں پر بولی جائے جن کی حقیقتیں جدا جدا ہیں، اور وہ ماہو؟ کے جواب میں واقع ہو۔

فوائد قیود: جنس کی یہ تعریف ”مردم“ ہے۔ — حتماً، جنس و فصل سے مرکب ہوتی ہے۔ پس اس تعریف میں المقول جنس ہے جو پانچوں کلیوں کو شامل ہے۔ کیونکہ سبھی کلیاں محمول ہوتی ہیں یعنی بولی جاتی ہیں اور صادق آتی ہیں۔ اور علی کثیرین مختلفین بالحقائق پہلی فصل ہے، اس سے نوع، فصل، اور خاصہ نکل گئے کیونکہ وہ تینوں ایک حقیقت رکھنے والی چیزوں پر محمول ہوتی ہیں۔ اور جنس وہ ہے جو جدا جدا حقیقتیں رکھنے والی چیزوں پر محمول ہو۔ اور فی جواب ماہو؟ دوسری فصل ہے، جس سے عرض عام نکل گیا۔ کیونکہ عرض عام ماہو؟ کے جواب میں واقع نہیں ہوتا۔

الحاصل یہ تعریف ایک جنس اور دو فصلوں سے مرکب ہے۔ اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جنس وہ

کی ہے جو ماہوہ کے جواب میں بہت سی ایسی چیزوں پر بولی جائے جن کی حقیقتیں جدا جدا ہیں۔ جیسے حیوان، کہ انسان، فرس، بقر، غنم وغیرہ پر بولا جاتا ہے یعنی محمول ہوتا ہے۔ کہیں گے: الانسان حیوان، البقر حیوان، الغنم حیوان، الفیل حیوان۔ اور ان سب کی حقیقتیں اور ماہیتیں جدا جدا ہیں۔ مثلاً انسان کی حقیقت ہے حیوان ناھق، فرس کی حقیقت ہے حیوان صاھل وغیرہ۔ اسی طرح جسم نامی جنس ہے کیونکہ وہ انسان، فرس، بقر، غنم وغیرہ پر بولا جاتا ہے۔ اسی طرح جسم مطلق جنس ہے، اسی طرح جو ہر اسی طرح موجود۔ یہ سب اجناس ہیں۔

**نوٹ:** جانتا چاہئے کہ ماہوہ کے ذریعہ جب سوال کیا جاتا ہے تو سائل کا مقصود ماہیت دریافت کرنا ہوتا ہے۔ لفظ ماہیت ماہوہ سے بننے۔ ماہوہ، مذکر ہے۔ اور اس کا مؤنث ماہی ہے۔ اس میں ایک یا نسبت کی لٹاکر ماہیت بنایا گیا ہے جیسے ذاتی سے ذاتیہ بنایا گیا ہے جس کی جمع ذاتیات ہے۔ اسی طرح ماہیہ، کی جمع ماہیات ہے۔

**ماہیت** (یعنی حقیقت) اڈو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک مختصہ اور دوسری مشترکہ۔ جیسے انسان کی حقیقت مختصہ ہے حیوان ناھق۔ کیونکہ یہ انسان کے افراد کے ساتھ خاص ہے۔ اور انسان کی حقیقت مشترکہ ہے حیوان کیونکہ حیوانیت انسان کے افراد کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ اس کے افراد کے علاوہ دیگر افراد میں بھی پائی جاتی ہے۔

**الحاصل** حقیقت مختصہ وہ ہے جو ذی حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہو۔ اور مشترکہ وہ ہے جو خاص نہ ہو۔ اب جانتا چاہئے کہ ماہوہ کے ذریعہ دونوں قسم کی حقیقتیں دریافت کی جاسکتی ہیں۔ حقیقت مختصہ بھی اور حقیقت مشترکہ بھی کیونکہ سائل یا تو ایک چیز کی حقیقت پوچھتا ہے، یا متعدد چیزوں کی اگر ایک چیز کی حقیقت پوچھتا ہے، تو پھر دو حال سے خالی نہیں، یا تو وہ ایک چیز اشخاصی یعنی جزئی ہوگی، یا کوئی ماہیت کلیہ ہوگی۔ اگر اشخاصی ہے تو ماہوہ کے جواب میں نوع آئے گی۔ جیسے اگر پوچھیں کہ زید ماہوہ تو جواب دیا جائے گا انسان۔ اور انسان نوع ہے اور اگر وہ ایک چیز ماہیت کلیہ ہے تو جواب میں حد تام آئے گی۔ جیسے اگر پوچھیں کہ الانسان ماہوہ تو چونکہ انسان ماہیت کلیہ ہے، اس لئے جواب میں کہیں گے حیوان ناھق، جو حد تام ہے۔ اور اگر سوال متعدد چیزوں کے بارے میں ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں، یا تو وہ متعدد چیزیں ایک حقیقت کے افراد ہوں گے، یا مختلف حقیقتوں کے افراد ہوں گے۔ اگر ایک حقیقت کے افراد ہیں، تو جواب میں نوع آئے گی۔ جیسے اگر پوچھیں کہ زید و عمرو و دیگر ماہم تو جواب ہوگا انسان کیونکہ زید، عمرو، بکر ایک حقیقت کے افراد ہیں۔ اور اگر وہ متعدد چیزیں ایک حقیقت کے افراد نہ ہوں، بلکہ مختلف حقیقتیں رکھنے والی چیزیں ہوں، تو جواب میں جنس آئے گی۔ جیسے اگر پوچھیں کہ الانسان والفرس والبقر ماہم تو جواب ہوگا حیوان۔

**الحاصل** مذکورہ چار صورتوں میں سے تین صورتوں میں ماہوہ کے جواب میں ماہیت مختصہ آئے گی

اور جو تہی صورت میں ماہو؟ کے جواب میں ماہیت مشترکہ آئے گی۔

**اصطلاحات :-** نوع اور در تمام ایک ہی چیز ہیں — فرق صرف اتنا ہے کہ نوع مفرد کی ہے، اور در تمام مرکب کی ہے۔ **المَقُول** اسم مفعول ہے، **قِيلَ** فعل مجہول سے، اس کے لفظی معنی ہیں: بولا ہوا۔ اور اصطلاحی معنی ہیں: محمول۔ **زَبَدٌ قَائِمٌ** میں قائم محمول ہے زید پر۔ پس کہیں گے: **القَائِمُ** مقول کے علی زید۔ — **مَقُولٌ** محمول کے معنی میں ہے۔ اس نے علی صلہ آیا ہے۔

فَإِنْ كَانَ الْجَوَابُ عَنِ الْمَاهِيَةِ وَعَنْ بَعْضِ الْمَشَارَكَاتِ هُوَ الْجَوَابُ عَنْهَا  
وَعَنِ الْكُلِّ فَقَرِيبٌ كَالْحَيَوَانِ، وَإِلَّا فَبَعِيدٌ كَالْجِسْمِ النَّاسِ:

**ترجمہ :-** پس اگر ہو جواب ماہیت کے بارے میں، اور ماہیت میں شریک بعض چیزوں کے بارے میں بعینہ جواب ماہیت کے بارے میں اور ماہیت کے تمام افراد کے بارے میں، تو جس قریب ہے۔ جیسے حیوان۔ ورنہ جس بعید ہے جیسے جسمانی

**نشر مباح :-** اس عبارت میں جنس کی تقسیم کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جنس کی دو قسمیں ہیں جنس قریب اور جنس بعید پہلے عبارت کی ضروری ترکیب سمجھ لی جائے۔

**الجواب** کان کا اسم ہے۔ اور جملہ **هو الجواب عنها** و **عن الكل**، کان کی خبر ہے۔ کان، اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ شرطیہ ہے۔ اور فقرب، جزا ہے۔ **المشاركات**، جمع ہے۔ اس کا مفرد **المشاركة** ہے جو باب مفاعلة سے اسم فاعل ہے۔ باب مفاعلة کا فاعل مشارک ہے۔ پس مشارکتہ کے ہوں گے دو چیزوں کا باہم دگر کسی چیز میں شریک ہونا۔ جیسے کسی دوکان میں چند آدمی شریک ہوں، تو ہر شریک دوسرے کا مشارک ہے۔ اور تمام شرکار مشارک ہوں ہیں۔ پس کلی کے تمام افراد اس کلی میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔ جیسے زید، عمر، بکر، شاہک فی النوع ہیں۔ اور انسان، فرس، بقرا، غنم وغیرہ مشارک فی الجنس ہیں۔

پس اگر کسی جنس کے افراد میں سے چند کے بارے میں ماہو؟ کے ذریعہ سوال کیا جائے، اور جو جواب آئے، اگر وہی جواب اس وقت بھی آئے جب اس جنس کے تمام افراد کے بارے میں ماہو؟ کے ذریعہ سوال کیا جائے تو یہ جنس قریب ہے۔ — اور اگر بعض کے جواب میں تو ایک جنس آئے اور سب کے جواب میں کوئی دوسری جنس آئے تو وہ جنس بعید ہے۔ جیسے حیوان کے افراد ہیں انسان، فرس، بقرا، غنم وغیرہ۔ اب اگر پوچھیں کہ الانسان و الفرس ماہما؟ تو جواب آئے گا حیوان۔ اسی طرح اگر پوچھیں کہ الانسان و الفرس و البقر ماہما؟ تو بھی جواب آئے گا حیوان۔ اور اگر حیوان کے تمام افراد کو طرک سوال کریں، تب بھی جواب آئے گا حیوان۔

پس معلوم ہوا کہ حیوان، انسان، فرس، بقر، غنم وغیرہ کے لئے جنس قریب ہے۔  
اور جسم نامی کے افراد ہیں انسان، فرس، بقر، اشجار، نباتات وغیرہ۔ یہاں اگر سب افراد کو ملا کر سوال  
کریں گے تب تو جواب جسم نامی آئے گا۔ لیکن اگر بعض کے متعلق سوال کریں گے، تو جواب میں جسم نامی نہیں آئے گا جیسے  
اگر پوچھیں کہ انسان والفرس والبقر ماہم؟ تو جواب جسم نامی نہیں آئے گا۔ بلکہ حیوان آئے گا، پس  
معلوم ہوا کہ جسم نامی، انسان وغیرہ کے لئے جنس بعید ہے۔

## الْمَثْنَى

النَّوعُ؛ وَهُوَ: الْمَقُولُ عَلَى كَثِيرَيْنِ مُتَّفِقَيْنِ بِالْحَقَائِقِ فِي جَوَابِ مَا هُوَ

ترجمہ :- دوسری کلی نوع ہے۔ اور وہ دو کی ہے جو بولی جائے بہت سی ایک حقیقت رکھنے والی چیزوں پر  
ماہو؛ دیکھا وہ؟ کے جواب میں۔

تشریح :- دوسری کلی نوع ہے۔ نوع کی دو تعریفیں ہیں۔

پہلی تعریف :- نوع دو کی ہے جو ماہو؛ کے جواب میں ایسی بہت سی چیزوں پر بولی جائے جن کی حقیقت ایک  
ہو جیسے انسان، کہ زید، عمر، بکر، خالد وغیرہ بہت سے ایسے افراد پر بولا جاتا ہے، جن کی حقیقت ایک ہے۔

وَقَدْ يُقَالُ عَلَى الْمَاهِيَةِ الْمَقُولِ عَلَيْهَا وَعَلَى غَيْرِهَا الْجِنْسُ فِي جَوَابِ  
مَا هُوَ؛ وَيُخْتَصُّ بِاسْمِ الْإِضَافَةِ كَالَّذِي بِالْحَقِيقَةِ؛

ترجمہ :- اور کبھی (نوع) بولی جاتی ہے اس ماہیت پر کہ اس پر اور اس کے غیر پر جنس بولی جائے ماہو؛ کے  
جواب میں۔ اور خاص ہے یہ اضافی کے نام کے ساتھ، جیسے اول حقیقی کے نام کے ساتھ۔

نوع کی دوسری تعریف :- نوع وہ ماہیت ہے جس کو غیر کے ساتھ ملا کر ماہو؛ کے ذریعہ سوال کریں  
تو جواب میں کوئی جنس آئے۔ جیسے انسان، اگر اس کو فرس، بقر، غنم وغیرہ کے ساتھ ملا کر سوال کریں گے تو جواب میں حیوان  
آئے گا۔ اسی طرح حیوان، اگر اس کو اشجار و نباتات کے ساتھ ملا کر سوال کریں گے تو جواب میں جسم نامی آئے گا جو جنس ہے۔  
پہلی تعریف کی رو سے جو نوع ہوگی، اس کو نوع حقیقی کہتے ہیں اور دوسری تعریف کی رو سے جو  
نوع ہوگی، اس کو نوع اضافی کہتے ہیں۔

وَبَيْنَهُمَا عُمُومٌ مِّنْ وَجْهِ، لِبِتْصَادُقِهِمَا عَلَى الْإِنْسَانِ، وَتَفَارُقِهِمَا  
فِي الْحَيَوَانَ وَالنَّقْطَةِ

ترجمہ:- اور ان دونوں کے درمیان عموم من وجہ کی نسبت ہے۔ ان دونوں کے ایک ساتھ صادق آنے کی وجہ سے انسان پر، اور ان دونوں کے جدا ہونے کی وجہ سے حیوان اور نقطہ میں۔

تشریح:- نوع حقیقی اور نوع اضافی کے درمیان عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ مادہ اجتماعی انسان ہے۔ انسان، نوع حقیقی بھی ہے اور نوع اضافی بھی ہے۔ کیونکہ اس پر دونوں تعریفیں صادق آتی ہیں۔ اور مادہ افتراق حیوان اور نقطہ ہیں۔ حیوان صرف نوع اضافی ہے، نوع حقیقی نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر نوع حقیقی کی تعریف صادق نہیں آتی۔ اور نقطہ (یعنی ہر سیٹ چیز) نوع حقیقی ہے کیونکہ سیٹ چیز کے اوپر کوئی جنس نہیں ہوتی۔ اور جب اس کے اوپر کوئی جنس نہیں ہے۔ تو نوع اضافی کی تعریف اس پر صادق نہیں آئے گی۔

نوٹ:- جسم اس چیز کو کہتے ہیں جس میں ابعاد ثلثہ ہوں۔ ابعاد ثلثہ: طول (لمبائی)، عرض (چوڑائی) اور عمق (گہرائی) کو کہتے ہیں۔ پس جو چیز طول، عرض، اور عمق میں تقسیم قبول کرتی ہو اس کو جسم کہتے ہیں۔ اور طرف جسم کو سطح کہتے ہیں۔ پس سطح وہ ہے جو صرف طول اور عرض میں تقسیم قبول کرے، عمق اس میں نہ ہو۔ اور طرف سطح کو خط کہتے ہیں۔ پس خط وہ ہے جو صرف طول میں تقسیم قبول کرے، عرض اور عمق اس میں نہ ہو۔ اور طرف خط کو نقطہ کہتے ہیں۔ پس نقطہ وہ ہے جو کسی جہت میں بھی تقسیم قبول نہ کرے۔ نہ طول میں، نہ عرض میں اور نہ عمق میں۔ پس ثابت ہو کہ نقطہ بسیط ہے۔ اس کا کوئی جز نہیں ہے۔ اور جو چیز بسیط ہو، اس کے لئے کوئی جنس نہیں ہوتی۔ اور جب نقطہ سے اوپر کوئی جنس نہ ہوئی تو نقطہ نوع حقیقی ہوگا۔ نوع اضافی نہ ہوگا۔

ثُمَّ الْأَجْنَاسُ، قَدْ تَتَرْتَّبُ مُتَصَاعِدَةً إِلَى الْعَالَى وَيُسَعَى جِنْسُ الْأَجْنَاسِ  
وَالْأَنْوَاعُ مُتَنَزِّلَةً إِلَى السَّافِلِ وَيُسَعَى نَوْعُ الْأَنْوَاعِ وَمَا بَيْنَهُمَا مُتَوَسِّطَاتٌ:

ترجمہ:- پھر اجناس کبھی مرتب ہوتی ہیں چڑھتے ہوئے اوپر کی طرف۔ اور نام رکھی جاتی ہے وہ (مسنطی) جنس الاجناس۔ اور انواع کبھی مرتب ہوتی ہیں، اترتے ہوئے نیچے کی طرف۔ اور نام رکھی جاتی ہے وہ (نوع) سافل، نوع الانواع۔ اور جو ان دونوں کے درمیان ہیں (وہ نام رکھی جاتی ہیں) متوسطات۔

**تشریح :-** اس عبارت میں یہ بیان ہے کہ اجناس کی ترتیب نیچے سے اوپر کی طرف ہے۔ یعنی خصوص سے عموم کی طرف ہے۔ اور انواع کی ترتیب اوپر سے نیچے کی طرف ہے۔ یعنی عموم سے خصوص کی طرف ہے۔ کیونکہ نوع اور جنس میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ نوع خاص ہے، اور جنس عام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نوع کے مزاج میں خصوصیت ہے۔ اور جنس کے مزاج میں عمومیت ہے۔ پس اعلیٰ درجہ کی نوع وہ ہے جو خاص ترین ہو۔ اور اعلیٰ درجہ کی جنس وہ ہے جو عام ترین ہو۔ سب سے اعلیٰ نوع کو نوع الانواع کہتے ہیں۔ یعنی تمام انواع کا باوا۔ اور سب سے اعلیٰ جنس کو جنس الاجناس کہتے ہیں۔ یعنی تمام اجناس کا آباء۔ مثلاً سب سے نیچے کی جنس ہے ”حیوان“ اس کے اوپر ”جسم نامی“ اس کے اوپر ”جسم مطلق“ اس کے اوپر ”جوہر“ اور آخری جنس ”وجود“ ہے۔ پس ”وجود“ جنس الاجناس ہے۔ اور انواع میں سب سے نیچے انسان ہے۔ اس کے اوپر حیوان اس کے اوپر جسم نامی، اس کے اوپر جسم مطلق اس کے اوپر آخری اضافی نوع جو ہر ہے۔ پس نوع الانواع ”انسان“ ہے۔ اور نوع الانواع اور جنس الاجناس کے درمیان جو انواع واجناس ہیں، ان کو متوسطات، یعنی بین میں کہتے ہیں۔ یعنی جو میں دہر جنس ہیں اور نہ دہر نوع ہیں۔

خلاصہ یہ کہ نوع الانواع صرف نوع حقیقی ہے۔ اور جنس الانجناس صرف جنس حقیقی ہے۔ اور درمیانی مفاہیم نوع اضافی بھی ہیں اور جنس بھی یعنی انسان صرف نوع حقیقی ہے۔ اور وجود صرف جنس ہے۔ اور درمیانی مفاہیم یعنی حیوان، جسم نامی، جسم مطلق اور جوہر اجناس بھی ہیں اور انواع اضافی بھی۔

**نوٹ :-** قد تترتب میں قد مضارع پر تقبیل کے لئے ہے یعنی کبھی بطریق مذکور ترتیب ہوتی ہے۔ یعنی جب متعدد انواع واجناس ایک سلسلے کی کڑیاں ہوں۔ لیکن اگر کوئی نوع ایسی ہو کہ نہ اس کے اوپر کچھ ہو، اور نہ نیچے کچھ ہو، یا کوئی جنس ایسی ہی ہو تو وہاں کوئی ترتیب نہ ہوگی، نہ کوئی عالی ہو گا نہ کوئی سافل۔

**نوٹ:**۔ قد تترتب میں قد مضارع پر تقبیل کے لئے ہے۔ یعنی کبھی بطریق مذکور ترتیب ہوتی ہے۔ یعنی جب متعدد انواع واجناس ایک سلسلے کی کڑیاں ہوں۔ لیکن اگر کوئی نوع ایسی ہو کہ نہ اس کے اوپر کچھ ہو، اور نہ نیچے کچھ ہو، یا کوئی جنس ایسی ہی ہو تو وہاں کوئی ترتیب نہ ہوگی، نہ کوئی عالی ہوگا نہ کوئی سافل۔

## الثَّالِثُ

الفصل؛ وَهُوَ: الْمَقُولُ عَلَى الشَّيْءِ فِي جَوَابِ أَيْ شَيْءٍ هُوَ فِي ذَاتِهِ؟

ترجمہ: تیسری کئی فصل ہے۔ اور وہ، دو کئی ہے جو بولی جاتی ہے کسی چیز پر اُچی شے ہو فی ذاتہ ؟  
(اس چیز کی حقیقت و ماہیت کیا ہے ؟) کے جواب میں۔

تشریح: تیسری کلی صحت ہے۔۔۔ فصل کے لغوی معنی ہیں جدا کرنا۔

**فصل :-** وہ کی ہے جو ای شیعہ ہونی ذاتہ کے جواب میں واقع ہو۔

لفظ اُنہی طلب میز کے لئے موضوع ہے۔ یعنی اس چیز کو دریافت کرنے کے لئے ہے جو مسئلہ عنہ کو منسوب الیہ میں شریک تمام چیزوں سے ممتاز کر دے مثلاً ہمیں دور کوئی چیز نظر آئی جس کے بارے میں ہم اتنی بات بخوبی جانتے ہیں کہ وہ کوئی حیوان ہے۔ مگر ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے؟ انسان ہے، فرس ہے، بقرہ ہے، غنم ہے، یا کیا ہے؟ اس لئے ہم کسی ایسے شخص سے جس کی نگاہ ہم سے زیادہ تیز ہے، یا جو اس طرف سے آیا ہے، پوچھتے ہیں کہ الشئُ المَعْرُوفُ اُی حیوان ہوئی ذاتہ؟ اس میں مسؤل عنہ الشئُ المَعْرُوفُ ہے۔ کیونکہ اس بارے میں پوچھا جا رہا ہے۔ اور منسوب الیہ یعنی جس کی طرف اُی مضاف ہے، وہ حیوان ہے۔ پس اس سوال کا افتخار یہ ہے کہ ایسا جواب دیا جائے جو حیوانیت میں شریک تمام چیزوں سے نظر آنے والی چیز کو ممتاز کر دے چنانچہ اگر وہ مرئی چیز انسان ہے، تو جواب دینے والا ناظر، گھوڑے تو صاہل، گدھے تو ناہق، جواب دے گا۔ وقس علیٰ ہذا۔ پس یہی جوابات یعنی ناہق، صاہل، ناہق تفصیل ہیں۔

نوٹ :- اُی شئی ہوئی ذاتہ، میں لفظ شئی کناہیہ ہے جس سے کیونکہ اُی کے ذریعہ فصل دریافت کی جاتی ہے۔ اور فصل اسی کی ہوتی ہے جس کے لئے جس ہو پس اُی کے بعد جس کو بھی ذکر کر سکتے ہیں۔ مثلاً ای حیوان ہوئی ذاتہ؟۔ نیز یہ بھی کر سکتے ہیں کہ اس جس کو بطور کناہیہ شئی سے تعبیر کریں اور پوچھیں کہ المَعْرُوفُ اُی شئی ہوئی ذاتہ؟ اس سوال میں شئی سے جس ہی مراد ہے۔ جیسا کہ تصدیقات میں موضوع اور محمول کو ج اور ب سے تعبیر کرتے ہیں۔

الحاصل اُی کے بعد چاہے کوئی جس مذکور ہو، چاہے لفظ شئی، جواب میں صرف فصل آئے گی۔ مقام جواب میں نہیں آسکتی۔ المَعْرُوفُ اُی حیوان کا جواب بھی ناہق ہے۔ اور المَعْرُوفُ اُی شئی کا جواب بھی ناہق ہے۔

فَإِنْ مَسَّكَ عَيْنُ الْمُشَارِكَاتِ فِي الْجَنَنِ الْقَرِيبِ فَقَرِيبٌ وَإِلَّا فَبَعِيدٌ

ترجمہ :- پس اگر متناظر کر دے فصل اس چیز کو جس قریب میں شریک چیزوں سے، تو قریب ہے ورنہ تو بعید ہے۔

تشریح :- اس عبارت میں فصل کی تقسیم کی گئی ہے، فرماتے ہیں کہ فصل کی دو قسمیں ہیں۔ فصل قریب اور فصل بعید۔ کیونکہ ای شئی ہوئی ذاتہ کے جواب میں جو فصل ذکر کی جاتی ہے، اگر وہ مسؤل عنہ کو اس کی جس قریب میں شریک تمام چیزوں سے ممتاز کرتی ہے، تو وہ فصل قریب ہے۔ اور اگر وہ مسؤل عنہ کو اس کی جس بعید میں شریک تمام چیزوں سے ممتاز کرتی ہے، تو وہ فصل بعید ہے۔ مثلاً مذکورہ سوال المَعْرُوفُ اُی شئی ہوئی ذاتہ؟ کے جواب میں اگر مجیب ناہق کہے تو وہ فصل قریب ہے۔ کیونکہ وہ انسان کو اس کی جس قریب حیوانیت میں شریک تمام چیزوں سے ممتاز کرتی ہے۔ اور اگر جواب میں صاہل آئے، تو وہ فصل بعید ہے۔ کیونکہ صاہل

مرئی شئی کو یعنی انسان کو جنس بعید یعنی جسم نامی میں شریک تمام چیزوں سے ممتاز کرتی ہے۔ جنس قریب یعنی حیوان میں شریک تمام چیزوں سے ممتاز نہیں کرتی۔ کیونکہ حیوان سارے ہی حساس ہیں۔ حساس کے معنی ہیں متاثر ہونے والا، احساس کرنے والا۔

وَإِذَا نُسِبَ: إِلَى مَا يُمَيِّزُهُ فَمَقْشُومٌ وَإِلَى مَا يُمَيِّزُهُ عَنْهُ فَمُقَسَّمٌ

ترجمہ :- اور جب نسب کی جائے فصل اس چیز کی طرف جس کو وہ ممتاز کرتی ہے، تو وہ مقسوم ہے اور جب نسب کی جائے فصل، اس چیز کی طرف جس سے ممتاز کرتی ہے، تو وہ مقسّم ہے۔

تشریح :- اس عبارت میں فصل کے دو اعتباروں سے دو نام ذکر کئے گئے ہیں۔ فصل کو بالنسبة إلى المُمَيِّز مقسوم کہتے ہیں۔ اور بالنسبة إلى المُمَيِّز عَنْهُ مقسّم کہتے ہیں۔ لفظ مقسوم کے لغوی معنی ہیں سیدھا کرنا والا، سہارا بننے والا۔ اور اصطلاحی معنی ہیں وجود پذیر کرنے والا۔ اور مقسّم کے لغوی معنی باٹنے والا۔ اور اصطلاحی معنی ہیں اقسام بنانے والا۔ اور مُمَيِّز کے معنی ہیں وہ چیز جو ممتاز کی گئی اور مُمَيِّز عَنْهُ کے معنی ہیں وہ چیز جس سے متماز کیا گیا۔ مثلاً ناطق نے انسان کو حیوانیت میں شریک تمام چیزوں سے ممتاز کیا ہے تو انسان کو مُمَيِّز کہیں گے، اور حیوان کو مُمَيِّز عَنْهُ کہیں گے۔ اور ناطق کو مُمَيِّز اور فصل کہیں گے۔ اور اس فصل کو انسان سے جو تعلق ہے، اس کے اعتبار سے مقسوم کہتے ہیں کیونکہ ناطق، انسان کی ماہیت میں داخل ہے۔ اور شئی ماہیت کے ذریعہ موجود ہوتی ہے پس ناطق کو انسان کے وجود میں دخل ہے۔ اور جس کو وجود میں دخل ہوا اس کو مقسوم کہتے ہیں اور اس فصل کو حیوان سے جو تعلق ہے، اس کے اعتبار سے مقسّم کہتے ہیں کیونکہ یہ فصل حیوان کی دو قسمیں کرتی ہے۔ حیوان ناطق اور حیوان غیر ناطق۔

وَالْمُقْشُومُ لِلْعَارِي مُقْشُومٌ لِلْمُتَمَلِّكِ، وَلَا عَكْسَ. وَالْمُقَسَّمُ بِالْعَكْسِ

ترجمہ :- اور عاری کا مقسوم سافل کا مقسوم ہے۔ اور نہیں ہے اس کا عکس۔ اور مقسّم برعکس ہے۔

تشریح :- جب مقسوم اور مقسّم کے معنی معلوم ہو گئے، تو اب یہ دعویٰ سمجھنا بہت آسان ہو جائے گا کہ جو فصل اوپر والی کلی کے لئے مقسوم ہوگی، وہ نیچے والی کلی کے لئے ضرور مقسوم ہوگی۔ کیونکہ مقسوم جز ماہیت ہوتا ہے پس جب فصل اوپر والی کلی کی ماہیت کا جز ہے، اور اوپر والی کلی نیچے والی کلی کی ماہیت کا جز ہے تو فصل بھی نیچے والی کلی کا جز ہوگی۔ کیونکہ جز کا جز، جز ہوتا ہے۔ جیسے حساس فصل ہے حیوان کے لئے اور مقسوم ہے پس حساس



نیچے والی کلی یعنی انسان کے لئے بھی مقوم ہوگا۔ کیونکہ حساس حیوان کی ماہیت کا جز ہے، اور حیوان انسان کی ماہیت کا جز ہے۔ اور جز کا جز، جز ہوتا ہے۔ مثلاً جالا ہاتھ جالا جز ہے، اور ہمارے ہاتھ کا جز ہاتھ ہے۔ پس ناخن بھی ہمارا جز ہوا۔ کیونکہ وہ ہمارے جز کا جز ہے۔ اسی طرح انسان کا جز حیوان ہے۔ اور حیوان کا جز حساس ہے۔ پس حساس انسان کا بھی جز ہے۔

ولہ عکس: اور اس کا برعکس نہیں ہے۔ یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ جو فصل کسی نیچے والی کلی کے لئے مقوم ہو، وہ اوپر والی کلی کے لئے بھی مقوم ہو۔ جیسے ناطق انسان کے لئے مقوم ہے، مگر اس سے اوپر والی کلی حیوان کے لئے مقوم نہیں ہے، بلکہ مقسم ہے۔

والمقسم بالعکس: اس عبارت میں دوسرا دعویٰ ہے کہ جو فصل کسی نیچے والی کلی کے لئے مقسم ہوگی، وہ اوپر والی کلی کے لئے بھی مقسم ہوگی۔ جیسے ناطق حیوان کی ڈو قسمیں کرتا ہے حیوان ناطق اور حیوان غیر ناطق۔ پس وہ جسم نامی کلی بھی ڈو قسمیں کرے گا۔ جسم نامی ناطق اور جسم نامی غیر ناطق۔ اسی طرح جسم مطلق کی، اسی طرح جو ہر کلی بھی ڈو ڈو قسمیں کرے گا۔ اور جو اوپر والی کلی کے لئے مقسم ہو، اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ نیچے والی کلی کے لئے بھی مقسم ہو۔ جیسے حساس جسم نامی کے لئے مقسم ہے، مگر اس سے نیچے والی کلی یعنی حیوان اور انسان کے لئے مقسم نہیں ہے۔ اور ناطق جسم نامی کے لئے مقسم ہے، اور اس سے نیچے والی کلی حیوان کیلئے بھی مقسم ہے۔ الحاصل جو فصل عالی کے لئے مقسم ہو، ضروری نہیں کہ وہ سافل کے لئے بھی مقسم ہو۔ ہو بھی سکتی ہے۔ اور نہیں بھی ہو سکتی۔

نوٹ :- اس عبارت میں جو عالی اور سافل لفظ استعمال کئے گئے ہیں، ان سے مطلقاً عالی اور سافل مراد نہیں ہیں یعنی سب سے اوپر والی کلی، اور سب سے نیچے والی کلی مراد نہیں ہے۔ بلکہ من وجر عالی اور من وجر سافل مراد ہیں۔ پس عالی وہ ہے جو کسی کلی کے اوپر ہو۔ چاہے اس کے اوپر بھی کوئی کلی ہو۔ جیسے حیوان عالی ہے۔ کیونکہ انسان سے اوپر ہے۔ اگرچہ اس کے اوپر بھی کلیاں ہیں۔ اور سافل سے مراد وہ کلی ہے جو کسی کلی کے نیچے ہو چاہے اس کے نیچے بھی کوئی کلی ہو۔ جیسے حیوان سافل ہے۔ کیونکہ وہ جسم نامی سے نیچے ہے، اگرچہ اس سے نیچے بھی کلی (انسان) ہے۔

### الرابع

الْخَاصَّةُ؛ وَهُوَ الْخَارِجُ الْمَقُولُ عَلَى مَا نَحْتَحَقِّقُهُ وَاجِدًا وَفَقَطًا

ترجمہ :- چوتھی کلی خاتمہ ہے۔ اور وہ، وہ کلی ہے جو ماہیت سے خارج ہو اور بولی جاتی ہو ان چیزوں پر جو صرف ایک حقیقت (ماہیت) کے نیچے ہوں۔



جز ہے۔ اور عرضی وہ کلی ہے جو ماہیت سے خارج ہے، اور عارض ہوتی ہے۔ پھر ذاتی کی تین قسمیں ہیں۔ جنس، نوع اور فصل۔ اور عرضی کی دو قسمیں ہیں۔ خاصہ اور عرض عام۔

العرض خاصہ بھی کلی عرضی ہے۔ اور عرض عام بھی کلی عرضی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ خاصہ، عرض خاص ہے۔ اور عرض عام "عام" ہے۔ پس ہو سکتا ہے کہ ایک ہی عارض ایک کلی کے لئے خاصہ ہو، اور دوسری کلی کے لئے عرض عام ہو جیسے مٹی حیوان کے لئے خاصہ ہے۔ اور انسان کے لئے عرض عام ہے۔

وَكُلٌّ مِنْهُمْ إِنْ امْتَنَعَ انْفِكَاهُ عَنِ الشَّيْءِ فَلَا زِمَ، بِالنَّظَرِ إِلَى الْمَاهِيَةِ، وَالْوَجْهِ  
بَيْنَ: يَلْزَمُ تَصَوُّرُهُ مِنْ تَصَوُّرِ الْمَلْزُومِ، أَوْ مِنْ تَصَوُّرِهِمَا الْجَزْمَ بِالنَّزْوِمِ  
وَعَبَرِ بَيْنَ بِخِلَافِهِ؛ وَإِلَّا فَعَرَضٌ مُفَارِقٌ، يَدُومُ، أَوْ يَزُولُ بِسُرْعَةٍ، أَوْ بَطْوَءٍ؛

ترجمہ :- اور ان دونوں میں سے ہر ایک اگر امتنع ہو اس کا جدا ہونا شئی سے تو لازم ہے۔ ماہیت کے اعتبار سے، یا وجود کے اعتبار سے، بین ہے؛ لازم ہوتا ہے اس کا تصور ملزوم کے تصور سے۔ یا ان دونوں کے تصور سے لزوم کا یقین ہوتا ہے۔ اور غیر بین اس کے برخلاف ہے، ورنہ تو عرض مفارق ہے۔ ہمیشہ رہتا ہے، یا تیزی کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، یا دیر سے ختم ہوتا ہے۔

تشریح :- اس عبارت میں کلی عرضی کی تقسیم کی گئی ہے۔ کلی عرضی کی دو قسمیں ہیں۔ خاصہ، اور عرض عام پس تقسیم دونوں کی ہوگی۔ فرماتے ہیں کہ کلی عرضی کی دو قسمیں ہیں۔ لازم اور مفارقی۔

کلی عرضی لازم :- وہ کلی عرضی ہے، جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا امتنع ہو۔ جیسے چار کے عدد کے لئے زوجیت لازم ہے۔ کیونکہ زوجیت ان سے جدا نہیں ہو سکتی۔ (زوجیت کے معنی ہیں برابر تقسیم ہونا۔)

کلی عرضی مفارقی :- وہ کلی عرضی ہے، جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا امتنع نہ ہو۔ جیسے حرکت آسمان کے لئے عرض مفارق ہے۔ کیونکہ حرکت آسمان سے جدا ہو سکتی ہے۔

عرض لازم کی دو تقسیمیں ہیں۔

پہلی تقسیم :- عرض لازم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک لازم ماہیت، اور دوسری لازم وجود۔ لازم وجود کی پہلی دو قسمیں ہیں۔ لازم وجود ذاتی، اور لازم وجود خارجی۔ پس کلی تین قسمیں ہوئیں۔ جن کی تعریفیں یہ ہیں۔

لازم ماہیت :- وہ لازم ہے جو وجود کا اعتبار کئے بغیر کسی ماہیت کے لئے لازم ہو یعنی وہ ماہیت جب بھی کسی ہستی پائی جائے، خواہ ذات میں پائی جائے، یا خارج میں پائی جائے، تو وہ چیز اس کے لئے لازم ہو جیسے چار کی ماہیت کیلئے زوجیت لازم ہے۔

لازم وجود ذہنی وہ لازم ہے، جو صرف وجود ذہنی میں لازم ہو۔ جیسے انسان اور حیوان کے لئے کی ہونا۔

لازم وجود خارجی وہ لازم ہے، جو صرف وجود خارجی میں لازم ہو۔ جیسے آگ کے لئے جلانا۔

عرض لازم کی دوسری تقسیم بالعمی الامم — پھر ہر ایک کی دو دو تقسیم ہیں۔ پھر اور غیر بین۔ پس کل چار تقسیم ہوتیں۔ جن کی تعریفیں یہ ہیں۔

لازم بین بالعمی الاخص وہ ہے جس کا تصور ملزوم کے تصور کے لئے لازم ہو یعنی جو ہی ملزوم کا تصور کریں، اس لازم کا بھی تصور اس کے ساتھ آجائے۔ جیسے بھر کا تصور عمی کے تصور کے لئے لازم ہے۔

لازم غیر بین بالعمی الاخص وہ ہے جس کا تصور ملزوم کے تصور کے لئے لازم نہ ہو جیسے کتابت بالقوہ انسان کے لئے۔ کیونکہ انسان کے تصور کے ساتھ کتابت بالقوہ کا تصور ضروری نہیں ہے۔ وہ ہے کہ لازم اور ملزوم اور ان کے مابین نسبت کا تصور کرتے ہی لزوم کا یقین حاصل ہو جائے۔ جیسے چار اور زوجیت اور ان کے مابین نسبت (لزوم) کا تصور کرتے ہی یقین ہو جاتا ہے کہ زوجیت چار کے لئے لازم ہے۔

لازم غیر بین بالعمی الامم وہ ہے کہ لازم اور ملزوم اور ان کے مابین نسبت کے تصور کرنے سے لزوم کا یقین حاصل نہ ہو۔ جیسے عالم کے لئے حدوث، کیونکہ عالم اور حدوث اور ان کے مابین نسبت کے تصور سے لزوم کا یقین نہیں ہوتا۔ ورنہ مسئلہ میں اختلاف نہ ہوتا۔

نوٹ: تقسیم بالا، لازم کے دو معنی ہونے کی وجہ سے ہے۔

لازم کے پہلے معنی: یَلْزَمُ تَصَوُّرُہٗ مِنْ تَصَوُّرِ الْمَلْزُومِ۔ یعنی جس کا تصور ملزوم کا تصور کرتے ہی حاصل ہو جائے۔ ملزوم کے تصور کے بعد لازم کے تصور کے لئے نیا عمل نہ کرنا پڑے۔

لازم کے دوسرے معنی: یَلْزَمُ مِنْ تَصَوُّرِہٖمَا الْعِزْمُ بِاللِزْمِ۔ یعنی لازم و ملزوم کا تصور کرتے ہی لزوم کا یقین حاصل ہو جائے۔

نوٹ: پہلے معنی خاص ہیں۔ اور دوسرے معنی عام ہیں۔

عرض مفارِق کی بھی دو تقسیم ہیں۔ دائم اور زائل۔ زائل کی پھر دو تقسیم ہیں۔ بالشرع اور بالبطور۔ پس کل تین تقسیم ہوئیں۔ جن کی تعریفیں یہ ہیں۔

عرض مفارِق دائم۔ وہ عارض ہے جس کا اپنے معرض سے جدا ہونا ممتنع تو نہ ہو مگر جدا کبھی نہ ہوتا ہو۔ داکا

عارض معروض کے ساتھ رہتا ہو۔ جیسے افلاک کے لئے حرکت۔  
**عرض** مفارق زائل بالشرع وہ ہے جو اپنے معروض سے بہت جلد جدا ہو جائے۔ جیسے شرمندہ کے چہرے کی سرخی، اور خوف زدہ کے چہرے کی زردی، گھٹے دو گھٹے میں زائل ہو جاتی ہے۔  
**عرض** مفارق زائل بالبطور وہ ہے جو اپنے معروض سے جدا تو ہوتی ہے مگر مدت مدید کے بعد۔ جیسے جوانی پچاس سال کے بعد زائل ہوتی ہے۔

## خاتمة

مَفْهُومُ الْكَلْبِيِّ يَسْمَى كَلْبًا مَنطِقِيًّا، وَ مَعْرُوضُهُ طَبِيعِيًّا، وَالْمَجْمُوعُ عَقْلِيًّا وَ كَذَا الْأَنْوَاعُ الْخَمْسَةُ

ترجمہ :- خاتمہ: کلی کا مفہوم کلی منطقی کہلاتا ہے۔ اور اس کا مصداق کلی طبعی کہلاتا ہے۔ اور ان دونوں کا مجموعہ کلی عقلی کہلاتا ہے۔ اور اسی طرح پانچوں میں۔

تشریح :- اس خاتمہ میں یہ بیان ہے کہ کلی کے مختلف اعتباروں سے مختلف نام ہیں۔ کلی کو باعتبار مفہوم کے کلی منطقی کہتے ہیں۔ اور باعتبار معروض (یعنی مصداق کے) کلی طبعی کہتے ہیں۔ اور دونوں باتوں کا ایک ساتھ اعتبار کرتے ہوئے کلی عقلی کہتے ہیں۔

کلی کا مفہوم وہ ہے جو آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ یعنی مالا یمنع قرض صدقہ علیٰ کنیرین اور کلی کا معروض اور مصداق وہ ہے جس پر کلی محمول ہوتی ہے۔ جیسے انسان حیوان وغیرہ ان پر کلی محمول ہوتی ہے۔ کہتے ہیں انسان کلی، و الحيوان کلی — اور دونوں کا مجموعہ یعنی الانساکلی (موصوف صفت) کو کلی عقلی کہتے ہیں۔

و کذا الانواع الخمسة۔ فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہی تین اعتبار کلی کی تمام اقسام میں نکلتے ہیں۔ یعنی جنس کا مفہوم جنس منطقی ہے۔ اور اس کا مصداق جس سببی ہے۔ اور دونوں کا مجموعہ جنس عقلی ہے — اسی طرح نوع، خاصہ، اور عرض عام کو سمجھ لیجئے۔

وَالْحَقُّ أَنَّ وُجُودَ الْكَلْبِيِّ بِمَعْنَى وُجُودِ أَشْخَاصِهِ

ترجمہ :- اور حق بات یہ ہے کہ کلی طبعی کا وجود، اس کے افراد کے وجود کے اعتبار سے ہے۔

**تشریح :-** اس عبارت میں مصنف نے ایک نزاعی مسئلہ کا فیصلہ کیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کلی منطقی خارج میں موجود نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مفہوم کا نام ہے، اور مفہوم ماحصل فی الذہن کو کہتے ہیں۔ اور مفہوم خارج میں موجود نہیں ہوتا۔ پس کلی منطقی کا بھی خارج میں وجود نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کلی عقلی کا خارج میں وجود نہیں ہے۔ کیونکہ کلی عقلی مجموعہ ہے منطقی اور طبعی کا، اور منطقی خارج میں موجود نہیں ہے۔ پس جب مجموعہ کا ایک جز خارج میں موجود نہیں ہے تو کلی بھی خارج میں موجود نہیں ہو سکتا۔ اب گفتگو باقی رہتی ہے کہ کلی طبعی میں۔ کلی طبعی کے بارے میں جمہور حکماء کی رائے یہ ہے کہ کلی طبعی اپنے افراد کے ضمن میں خارج میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً انسان، بزرگ، عمر، بکر کے روپ میں خارج میں پایا جاتا ہے۔

اور متاخرین کی رائے یہ ہے کہ کلی طبعی خارج میں بالکل نہیں پائی جاتی۔ نہ مستقلاً، اور نہ اپنے افراد کے ضمن میں۔ خارج میں صرف کلی طبعی کے افراد پائے جاتے ہیں۔ اور اسی کو مجازاً انسان کا خارج میں پایا جانا کہہ دیتے ہیں۔ متاخرین کی دلیل یہ ہے کہ اگر کلی طبعی اپنے افراد کے ضمن میں پائی جائے گی تو ایک ہی چیز کا عوارض مختلفہ کے ساتھ متصف ہونا لازم آئے گا مثلاً کلی طبعی ایک بھی ہوگی، اور افراد کے تعدد کی وجہ سے متعدد بھی ہوگی۔ بعض افراد کے ضمن میں موجود بھی ہوگی، اور بعض افراد کے ضمن میں معدوم بھی ہوگی۔ نیز ایک چیز کا ایک وقت میں مختلف جگہوں میں پایا جانا لازم آئے گا جو مباہلہء باطل ہے۔ اس لئے متاخرین افراد کے ضمن میں بھی کلی طبعی کو خارج میں موجود نہیں ملتے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ حق مذہب یہ ہے کہ کلی طبعی کے خارج میں موجود ہونے کا مطلب، اس کے افراد کا خارج میں موجود ہونا ہے۔ یعنی متاخرین کا مذہب صحیح ہے۔

**نوٹ (۱) کلی منطقی کو منطقی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مفہوم منطقی کا نام ہے۔ اور کلی طبعی کو طبعی یا تو اس لئے کہتے ہیں کہ طبعیت کے معنی ہیں ماہیت۔ اور کلی طبعی ماہیت و مصداق کا نام ہے۔ یا اس کو کلی طبعی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ طبعیت کے معنی ہیں خارج۔ اور حکماء کے نزدیک صرف کلی طبعی ہی خارج میں پائی جاتی ہے، اس لئے اس کو کلی طبعی کہتے ہیں۔ اور کلی عقلی کو عقلی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور مجموعہ کا وجود صرف عقل میں ہوتا ہے۔**

**نوٹ (۲)** یہ خاتمہ کتاب کا یا فن تصورات کا خاتمہ نہیں ہے۔ بلکہ بحث کلیات کا خاتمہ ہے۔ اس جگہ کیوں کی بحث تمام ہوئی۔

### فصل

مَعْرِفُ الشَّيْءِ : مَا يَقْلُ عَلَيْهِ لِإِقَادَةِ تَصَوُّرِهِ .

ترجمہ: کسی شئی کا معرفت وہ ہے جو محمول کیا جانا ہو اس شئی پر اس کے علم کا فائدہ دینے کے لئے۔

**تشریح:** یہ بات شروع کتاب میں معلوم ہو گئی ہے کہ علم منطق کا موضوع معرفت اور محبت ہیں — معرفت کو قول شارح اور تعریف بھی کہتے ہیں۔ اور محبت کو دلیل اور قیاس بھی کہتے ہیں۔ محبت کا بیان تصدیقات میں آئے گا۔ تصورات معرفت کے بیان کے لئے ہیں۔ اور معرفت چونکہ کیوں سے مرکب ہوتا ہے، اس لئے پہلے کیوں کو بیان کیا گیا۔ اب ان سے فارغ ہو کر معرفت کا بیان شروع کرتے ہیں۔

اس عبارت میں معرفت کی تعریف کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ کسی شئی کا معرفت وہ ہے جو اس پر محمول کیا جاسکتا ہو۔ تاکہ سامع کو وہ چیز معلوم ہو جائے، خواہ بالکنہ سمجھے، یا بالوجہ۔ جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق ہے۔ پس انسان معرفت (اسم مفعول) ہے اور حیوان ناطق معرفت (اسم فاعل) اور قول شارح ہے کیونکہ یہ انسان پر محمول ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ الانسان حیوان ناطق اور اس تعریف کے ذریعہ انسان کا علم بالکنہ حاصل ہوتا ہے۔

**نوٹ:** عَرَفَ تَعْرِيفًا: پہچانا۔ معرف (اسم مفعول) وہ چیز جو پہچانی گئی۔ اور معرف (اسم فاعل) وہ قول جس نے کسی چیز کو پہچنایا۔ تعریف: پہچانا۔ قول شارح، وہ بات جو کسی شئی کی شرح اور وضاحت کرے۔

وَيُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَ مَسَاوِيَا لَهٗ، أَوْ أَجَلِي؛ فَلَا يَصَحُّ بِالْأَعْمِ، وَالْأَخْفِ وَالْمَسَاوِي مَعْرِفَةٌ وَجِهَالَةٌ وَالْأَخْفِ

ترجمہ: اور شرط کی گئی ہے یہ بات کہ ہو وہ اس کے مساوی یا اجلی (زیادہ روشن) پس نہیں صحیح ہے تعریف، عام اور خاص کے ذریعہ، اور معرفت و جہالت میں مساوی کے ذریعہ، اور زیادہ پوشیدہ کے ذریعہ۔

**تشریح:** معرفت کے لئے دو شرطیں ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ معرفت اور معرفت کے درمیان تسادی کی نسبت ہونی چاہئے۔

اور دوسری شرط یہ ہے کہ معرفت معرفت سے زیادہ واضح ہونا چاہئے — جیسے انسان اور حیوان ناطق میں تسادی کی نسبت ہے۔ اور حیوان ناطق، انسان سے زیادہ واضح ہے۔

**تعریف:** عالم مطلق، خاص مطلق، عام خاص بن وجہ، امر ثبائین، علم شجہات (جانتے، نہ جانتے) میں معرفت کے مانند، اور معرفت سے بھی زیادہ غیر معروف قول سے صحیح نہیں ہے۔

- (۱) عام مطلق سے تعریف اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اس سے کسی شئی کا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ انسان کی تعریف میں اگر حیوان کہا جائے تو اس سے کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔
- (۲) خاص مطلق سے اگرچہ فی الجملہ (یعنی کچھ نہ کچھ) علم حاصل ہوتا ہے، مگر مکمل علم حاصل نہیں ہوتا، نیز خاص مطلق معرفت سے زیادہ واضح بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کے ذریعہ بھی تعریف صحیح نہیں ہے۔ مثلاً حیوان کی تعریف میں انسان کہا جائے تو تمام حیوانات کا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔
- (۳) اور جو چیز مندرجہ عام ہو اور مندرجہ خاص ہو، اس سے چونکہ کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اس لئے اس کے ذریعہ بھی تعریف صحیح نہیں ہے۔ جیسے حیوان کی تعریف میں ایض کہا جائے، یا ایض کی تعریف میں حیوان کہا جائے تو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔
- (۴) اسی طرح مابین چیز کے ذریعہ بھی تعریف نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مابین چیز معمول نہیں ہو سکتی۔
- (۵) اسی طرح اگر معرفت اور معرفت دونوں مجہول ہوں، یا دونوں کو ہم یکساں درجہ میں جانتے ہوں، تب بھی تعریف صحیح نہیں ہے کیونکہ معرفت کے لئے اُجلی یعنی زیادہ واضح ہونا شرط ہے۔
- (۶) اسی طرح اگر تعریف معرفت سے بھی زیادہ دقیق اور پوشیدہ ہو تو وہ بھی چونکہ بے فائدہ ہے اس لئے صحیح نہیں ہے مثلاً اسدِ شیر کی تعریف میں عُشْقُفَر کہا درست نہیں ہے۔

وَالْتَعْرِيفُ بِالْفَضْلِ الْقَرِيبِ حَدٌّ، وَبِالْخَاصَّةِ رَسْمٌ. فَإِنْ كَانَ مَعَ  
الْجَنَسِ الْقَرِيبِ فَتَامٌ، وَإِلَّا فَنَاقِصٌ، — وَكَمْ يَعْتَبَرُ بِالْعَرَضِ الْعَلَامُ.

ترجمہ: اور تعریف فضلِ قریب کے ذریعہ حد ہے۔ اور خاصہ کے ذریعہ رسم ہے، پھر اگر ہو تعریف جنسِ قریب کے ساتھ تو تام ہے، ورنہ تو ناقص ہے۔ اور نہیں اعتبار کیا ہے منطقیوں نے عرضِ عام کا۔

تشریح: پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ معرفت و معرفت کے مساوی ہوتا ہے۔ اب جانتا چاہئے کہ یہ مساوی دوسرے کے ذریعہ تعریف کی گئی ہے، یا تو کلی ذاتی ہوگا، یا کلی عرضی۔ اگر کلی ذاتی ہے تو اصطلاح میں اس کو حد کہتے ہیں۔ اور اگر کلی عرضی ہے تو اصطلاح میں اس کو رسم کہتے ہیں۔ العرض، تعریف کی دو قسمیں ہیں۔ حد اور رسم۔ حد وہ تعریف ہے جو کلی ذاتی کے ذریعہ ہو۔

اور رسم وہ تعریف ہے جو کلی عرضی کے ذریعہ ہو۔

پھر اگر اس کلی ذاتی اور عرضی کے ساتھ معرفت کی جنس قریب بھی ہو، تو اس کو حد تام اور رسم تام کہتے ہیں۔



اور اگر کلی ذاتی کے ساتھ جنس بعید ہو، یا کسی قسم کی کوئی جنس نہ ہو، صرف کلی ذاتی اور کلی عرضی سے تعریف کی گئی ہو، تو اس کو حد تمام ناقص، اور رستم ناقص کہتے ہیں۔ الغرض تعریف کی چار قسمیں ہیں۔ حد تمام، حد ناقص، رستم تمام، اور رستم ناقص حد تمام۔ جیسے انسان کی تعریف میں کہیں حیوان ناطق یہ جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہے اور فصل، انسان کی کلی ذاتی مساوی ہے۔

حد ناقص۔ جیسے انسان کی تعریف میں کہیں جسم ناطق یا صرف ناطق۔ پہلی تعریف جنس بعید اور فصل سے مرکب ہے۔ اور دوسری تعریف صرف فصل ہے۔

رستم تمام۔ جیسے انسان کی تعریف میں کہیں حیوان ضاحک، یا حیوان متعجب۔ یہ جنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہے۔ اور خاصہ انسان کے لئے کلی عرضی مساوی ہے۔

رستم ناقص۔ جیسے انسان کی تعریف میں جسم ضاحک، یا صرف ضاحک کہیں۔ یہ جنس بعید اور خاصہ سے مرکب ہے۔ یا صرف خاصہ ہے۔

نوٹ۔ کلی ذاتی مساوی صرف فصل ہے۔ اور کلی عرضی مساوی صرف خاصہ ہے۔ جنس عام ہوتی ہے، اس لئے اس کے ذریعہ تعریف صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح عرض عام بھی عام ہوتا ہے، اس لئے اس کے ذریعہ بھی تعریف صحیح نہیں ہے۔ اور نوع عین شئی ہوتی ہے، اس لئے اس کے ذریعہ بھی تعریف صحیح نہیں ہے۔

ولم یعتبروا..... الخ، فرماتے ہیں کہ متاخرین نے عرض عام کو تعریف میں بالکل جائز نہیں قرار دیا۔ کیونکہ وہ محرف سے عام ہوتا ہے۔ اور عام کے ذریعہ تعریف صحیح نہیں ہے۔

نوٹ۔ عرض عام کا اعتبار نہ کرنا اس وقت ہے، جب عرض عام مفرد، یعنی ایک ہو۔ لیکن اگر چند عرض عام اکٹھا ہو جائیں تو ان کا مجموعہ خاصہ کے ہم وزن ہو جاتا ہے۔ اور ان کے ذریعہ تعریف درست ہے۔ مثلاً انسان کی تعریف میں کہیں: مُسْتَفِیْمُ الْعَامَّةِ، مَاشِیْ عَلَى الْقَدَمَیْنِ، ظَآہِرُ الْبَشَرَةِ رَسِیدٌ قَدَآلَا، دَوَّانِیْوْنَ سے چلنے والا، اور بالوں سے خالی کھال والا، اس تعریف میں چند عرض عام اکٹھا ہیں، جن میں سے ہر ایک اگرچہ عرض عام ہے، مگر تینوں مل کر خاصہ کا کام دے رہے ہیں۔ اس لئے یہ تعریف صحیح ہے۔ اور اس کو رستم ناقص کہیں گے۔ اور اگر اس تعریف کے شروع میں حیوان پڑھا دیں تو وہ رستم تمام ہو جائے گی۔

وَقَدْ أُجِيزَ فِي السَّاقِصِ أَنْ يَكُونَ أَعْمَ، كَاللْفُظِّ وَهُوَ: مَا  
يُقَصَّدُ بِهِ تَفْسِيرُ مَذْكُولِ اللَّفْظِ

ترجمہ:- اور تحقیق جائز قرار دی گئی ہے ناقص میں یہ بات کہ وہ عام ہو، جیسے تعریف لفظی۔ اور تعریف لفظی وہ

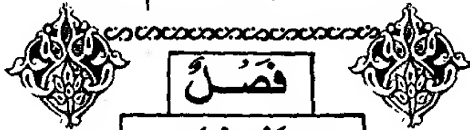
تعریف ہے جس کے ذریعہ ارادہ کیا جائے لفظ کے مدلول کی تفسیر کرنے کا۔

**نشریح**۔ فرماتے ہیں کہ متقدمین نے حد ناقص اور رسم ناقص میں عام کلی کا اعتبار کیا ہے۔ جیسا کہ تعریف لفظی عام لفظ کے ذریعہ درست ہے۔

**تعریف لفظی** وہ ہے جس کے ذریعہ کسی لفظ کے مدلول (معنی) کی وضاحت کی جائے۔ جیسے  
اما الکتاب فالقرآن۔ یہ القرآن، تعریف لفظی ہے۔

عام کلی کے ذریعہ حد ناقص۔ جیسے انسان کی تعریف میں حیوان کہنا، اور رسم ناقص۔ جیسے انسان کی تعریف میں ماہی کہنا۔

اور عام لفظ سے تعریف لفظی، جیسے امرود کی تعریف میں ایک پھل یا ایک درخت کہنا۔ اور کلاب کی تعریف میں ایک پودا یا ایک پھول کہنا۔ اور قرآن کی تعریف میں ایک کتاب کہنا۔  
(بحمد اللہ تصورات تمام ہوئے)



فی التَّصْدِيقَاتِ

الْقَضِيَّةُ قَوْلُهُ يَحْتَمِلُ الصِّدْقَ وَالْكَذِبَ

ترجمہ :- یہ فصل تصدیقات کے بیان میں ہے۔ قضیہ وہ بات ہے جو احتمال رکھتی ہوئی اور جھوٹ کا۔

**نشریح**۔ تصورات سے فارغ ہو کر اب تصدیقات کا بیان شروع کرتے ہیں۔ تصدیقات میں حجت سے بحث کی جاتی ہے جس طرح تصورات میں معترف سے بحث کی جاتی ہے۔ حجت کو دلیل بھی کہتے ہیں، اور چونکہ حجت قضایا سے مرکب ہوتی ہے، اس لئے پہلے قضایا کی بحث شروع کرتے ہیں۔

**قضیہ** وہ کلام ہے جو (اپنے مفہوم کے اعتبار سے) صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہو۔ یعنی وہ کلام سچا بھی ہو سکتا ہو، اور جھوٹا بھی۔ بالفاظ دیگر، قضیہ وہ مرکب کلام ہے، جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔

تعریف میں بن القوسین جو ٹرہایا گیا ہے (یعنی اپنے مفہوم کے اعتبار سے) اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن خارجیہ سے قطع نظر کر کے وہ کلام صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہو، جیسے اللہ ربُّنا، السماء فوقنا

تقلیاً ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے صدق و کذب کا احتمال رکھتے ہیں۔ اگرچہ پہلا تفسیر وحی کے ساتھ اور دوسرا تفسیر مشاہدہ کے ساتھ نوید ہونے کی وجہ سے جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ خارجی چیزوں کا لٹکانے کی وجہ سے ہے۔ نفس مفہوم اور معنی کے اعتبار سے، یعنی قرآن خارجیہ سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ تقلیاً صدق و کذب کا احتمال رکھتے ہیں۔

صدق کے معنی ہیں: مُطَابَقَةُ النِّسْبَةِ لِلْوَاقِعِ، کلام کی نسبت کا واقع کے مطابق ہونا۔ النسبة میں النظام عہد خارجی ہے، اور نسبت کلامی ہے۔ جیسے زید قائم فی الصحن (زید کھڑا ہے) اس تفسیر میں زید اور قائم کی نسبت ایک ہی ہے جس کا ترجمہ اردو میں ”ہے“ ہے۔ یہ نسبت کلامی ہے۔ اور خارج میں زید کا کھڑا ہونا، یہ واقع ہے۔ پس اگر واقع میں بھی زید کھڑا ہے، تو نسبت کلامی واقع کے مطابق ہے، اور اسی مطابقت کا نام صدق ہے۔

کذب کے معنی ہیں: عَدَمُ مُطَابَقَةِ النِّسْبَةِ لِلْوَاقِعِ، نسبت کلامی کا واقع کے مطابق نہ ہونا مثلاً مثال مذکور میں اگر واقع میں یعنی خارج میں زید کھڑا نہیں ہے تو زید قائم فی الصحن، کلام کاذب ہے۔ کیونکہ اس صورت میں نسبت کلامی واقع کے مطابق نہیں ہے۔

نوٹ:- مناطہ کی اصطلاح میں قول کلام مرکب کو کہتے ہیں۔ اس لئے تعریف میں جو لفظ قول آیا ہے، اس سے مراد کلام ہے۔ اور یہ مناطہ کی اپنی اصطلاح ہے۔

فَإِنْ كَانَ الْحُكْمُ كَيْفِيًّا يَتَّبِعُ شَيْءٌ يَشْتَرِي، أَوْ نَفْعُهُ عَنْهُ فَحَمَلِيَّةٌ، مُوجِبَةٌ،  
أَوْ سَالِيَةٌ، وَيُسَمَّى الْمَحْكُومُ عَلَيْهِ مَوْضُوعًا، وَالْمَحْكُومُ بِهِ مَحْمُولًا، وَالذَّالُّ  
عَلَى النَّسْبَةِ رَابِطَةً، وَقَدْ اسْتَوْرَعَ لَهَا ”هُوَ“ وَإِلَّا فَشَرْطِيَّةٌ، وَيُسَمَّى  
الْجُزْءُ الْأَوَّلُ مُقَدِّمًا، وَالْثَانِي تَالِيًا

ترجمہ:- پہلا اگر ہو حکم اس تفسیر میں ایک شے کے ثبوت کا دوسری شے کے لئے، یا ایک شے کی نفی کا دوسری شے سے، تودہ حملیہ ہے، متوجہ ہے، یا سالیہ ہے۔ اور محکوم علیہ موضوع کہلاتا ہے۔ اور محکوم بہ محمول کہلاتا ہے۔ اور نسبت پر دلالت کرینولا لفظ رابطہ کہلاتا ہے۔ اور تحقیق عاریت پر لیا گیا ہے رابطہ کے لئے ہو، ورنہ پس شرطیہ ہے۔ اور پہلا جز مقدم کہلاتا ہے۔ اور دوسرا جز تالی کہلاتا ہے۔

تشریح:- اس عبارت میں تفسیر کے بنیادی اقسام بیان کئے گئے ہیں۔ بنیادی اقسام سے مراد اقسامِ اولیٰ ہیں۔ تفسیر کی اولاد و تقسیم میں حملیہ اور شرطیہ۔

تفسیر حملیہ وہ تفسیر ہے جس میں ایک شے کا دوسری شے کے لئے ثبوت، یا ایک شے کی دوسری شے سے نفی کی گئی ہو۔

اگر ثبوت ہے تو موجب ہے اور نفی کی گئی ہے تو سلب ہے۔ — حلیہ موجب جیسے زید قائم، الانسان حیوان وغیرہ۔  
— اور حلیہ سلب جیسے الانسان لیس، بھجوا زید لیس بقائم وغیرہ۔

تقصیہ شرطیہ وہ قضیہ ہے جس میں ایک شئی کا دوسری شئی کے لئے ثبوت، یا ایک شئی کی دوسری شئی سے نفی کی گئی ہو، بلکہ کوئی اور حکم ہو۔ جیسے: اِنْ كَانَتْ الشَّمْسُ طَالِعَةً، فَالْقَهَارُ مُوجُودًا، اگر سورج نکلا ہے تو دن موجود ہے۔ اس قضیہ میں طلوع شمس اور وجود نہار میں تلازم بیان کیا گیا ہے۔

یادوں سمجھئے کہ اگر قضیہ دو قضیوں سے مرکب ہے تو وہ شرطیہ ہے۔ ورنہ حلیہ ہے۔  
موضوع قضیہ حلیہ میں جو جز محکوم علیہ ہوتا ہے یعنی جس پر حکم لگایا جاتا ہے، اس کو موضوع کہتے ہیں۔ موضوع کے نفوی معنی ہیں: بنایا ہوا۔ قضیہ حلیہ میں محکوم علیہ کو موضوع اس لئے کہتے ہیں کہ وہ حکم لگانے کے لئے بنایا گیا ہے۔  
محمول۔ اور قضیہ حلیہ میں جو جز محکوم بہ ہوتا ہے، اس کو محمول کہتے ہیں محمول کے نفوی معنی ہیں: اٹھایا ہوا۔ اور اصطلاحی معنی ہیں: ثابت کیا ہوا۔ محمول کو محمول اس لئے کہتے ہیں کہ وہ موضوع کے لئے ثابت کیا جاتا ہے۔  
رابطہ۔ موضوع اور محمول میں جو تعلق اور نسبت ہے، اس پر دلالت کرنے والے لفظ کو رابطہ کہتے ہیں۔ رابطہ کے معنی ہیں: ہاندھے والا، جوڑنے والا۔ نسبت بھی چونکہ موضوع اور محمول کو آپس میں جوڑتی ہے، اس لئے اس کو رابطہ کہتے ہیں۔

نوٹ۔ عربی زبان میں عام طور پر نسبت کو حرکتوں کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے، اور کبھی کبھی کوئی لفظ بھی نسبت پر دلالت کرنے کے لئے لایا جاتا ہے۔ جیسے زید قائم (زید کھڑا ہے)، قضیہ حلیہ ہے۔ زید موضوع ہے۔ اس لئے کہ اس پر کھڑا ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔ اور قائم محمول ہے۔ کیونکہ اسے زید کے لئے ثابت کیا گیا ہے۔ اور متبادر کا اعلا ب نسبت پر دلالت کرتا ہے۔ جس کا ترجمہ اردو میں ”ہے“ کیا جاتا ہے۔

مقدم۔ قضیہ شرطیہ کے جز راول کو مقدم کہتے ہیں، مقدم کے معنی ہیں: آگے کیا ہوا۔ چونکہ جز راول پہلے ہوتا ہے، اس لئے اس کو مقدم کہتے ہیں۔

تالی۔ قضیہ شرطیہ کے جز ثانی کو تالی کہتے ہیں، تالی کے معنی ہیں: پیچھے متصلاً آنے والا۔ چونکہ دوسرا جز پہلے جز کے بعد متصلاً آتا ہے، اس لئے اس کو تالی کہتے ہیں۔

رابطہ کی دو قسمیں ہیں۔ زمانیہ، اور غیر زمانیہ

رابطہ زمانیہ کے لئے تمام افعال ناقصہ استعمال کئے جاتے ہیں، جیسے کان زید عالمًا، قضیہ حلیہ ہے۔ زید موضوع ہے۔ عالمًا محمول ہے۔ اور کان رابطہ ہے۔

اور رابطہ غیر زمانیہ کے لئے کبھی کو افعال عامہ کے مشتقات استعمال کئے جاتے ہیں یعنی کاویج

ثابت، موجود، صائر وغیرہ اور کبھی ہوا اور ہی استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے زید فی الدار، قضیہ حملیہ ہے۔ زید موضوع ہے۔ فی الدار محمول ہے۔ اور موجود رابطہ محذوف ہے۔ اور زید ہو قائم، اور فاطمة ہی ناٹمہ میں ہو اور ہی رابطہ ہیں۔

**نوٹ :-** جب فلسفہ یونانی زبان سے عربی زبان میں منتقل ہوا، تو مترجمین نے عربی زبان میں رابطہ غیر زمانہ کیلئے کوئی لفظ نہیں پایا۔ مجبور ہو کر ہو اور ہی سے کام چلایا۔ اور اس کی نوبت بھی کبھی آتی ہے۔ ورنہ عام طور پر حرکتوں کے ذریعہ رابطہ غیر زمانہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

آگے قضیہ حملیہ کی تقسیمیں شروع کرتے ہیں۔

**قضیہ حملیہ کی تقسیمات:** قضیہ حملیہ کی پانچ تقسیمیں کی گئی ہیں۔ ہر تقسیم کے تحت متعدد اقسام ہیں۔ اور ہر تقسیم کے اقسام آپس میں متباہ ہیں۔ مگر در تقسیموں کے اقسام ایک ساتھ جمع ہو سکتے ہیں۔

پہلی تقسیم قضیہ حملیہ کی نسبت کی حالت کے اعتبار سے ہے۔

دوسری تقسیم موضوع کی حالت کے اعتبار سے ہے۔

تیسری تقسیم موضوع کے وجود کے اعتبار سے ہے۔

چوتھی تقسیم حرف نفی کے قضیہ کا جز ہونے نہ ہونے کے اعتبار سے ہے۔

اور پانچویں تقسیم جہت کے مذکور ہونے نہ ہونے کے اعتبار سے ہے۔

**قضیہ حملیہ کی پہلی تقسیم** نسبت حکمیہ کی حالت کے اعتبار سے ہے۔ نسبت کی حالت کے اعتبار سے نسبت حکمیہ کی دو تقسیمیں ہیں۔ موجبہ اور سالبہ۔

**حکمیہ موجبہ :-** اگر قضیہ حملیہ میں یہ حکم ہو کہ موضوع محمول ہے، تو وہ حکمیہ موجبہ ہے۔ جیسے زید قائم میں یہ حکم ہے کہ زید جو موضوع ہے، وہ قائم ہے۔ اس لئے یہ موجبہ ہے۔

**حکمیہ سالبہ :-** اور اگر یہ حکم ہو کہ موضوع محمول نہیں ہے، تو وہ حکمیہ سالبہ ہے۔ جیسے زید بیس بقائم میں یہ حکم ہے کہ زید جو موضوع ہے، وہ قائم نہیں ہے۔ اس لئے یہ حکمیہ سالبہ ہے۔

**نوٹ :-** مصنف نے حکمیہ کی پہلی تقسیم صراحتہ بیان نہیں کی ہے کیونکہ یہ تقسیم حکمیہ کے ساتھ خاص

نہیں ہے۔ قضیہ شرطیہ بھی موجبہ اور سالبہ ہوتا ہے۔ بلکہ ہر قضیہ یا تو موجبہ ہوگا، یا سالبہ کیونکہ ایک نام ہے

ایقاع النسبة کا۔ اور سلب نام ہے رفع النسبة کا۔ اور چونکہ نسبت ہر قضیہ میں ہوتی ہے، اس لئے ہر

قضیہ یا تو موجبہ ہوگا، یا سالبہ۔ اگر نسبت کا ایقاع (ثابت کرنا) ہے، تو وہ موجبہ ہے، اور اگر نسبت

کا رفع نفی کرنا ہے، تو وہ سالبہ ہے۔

وَالْمَوْضُوعُ: إِنْ كَانَ شَخْصًا فَعَيْنًا سُمِّيَتْ الْقَضِيَّةُ شَخْصِيَّةً وَمَحْصُورَةً  
وَإِنْ كَانَ نَفْسَ الْحَقِيقَةِ قَطْعِيَّةً؛ وَإِلَّا فَإِنَّ بَيْنَ كَيْفِيَّةِ أَفْرَادِهِ كَلَامًا  
بَعْضًا فَمَحْصُورَةٌ، كَلِيَّةٌ، أَوْ جُزْئِيَّةٌ؛ وَمَا بِهِ الْبَيَانُ سَوْرًا؛ وَإِلَّا فَهَمَلَةٌ  
وَسَلَاذِمُ الْجُزْئِيَّةِ

ترجمہ: اور موضوع، اگر شخص معین ہو تو نام رکھا جاتا ہے قضیہ کا شخصیہ اور محصورہ۔ اور اگر نفس حقیقت ہو تو طبیعہ کہلاتا ہے، ورنہ اگر بیان کی گئی ہو افراد کی مقدار کل یا بعض، تو محصورہ کہلاتا ہے۔ کلیہ، یا جزئیہ۔ اور وہ لفظ جس کے ذریعہ بیان کی جاتی ہے (مقدار) وہ سور کہلاتا ہے۔ ورنہ تو ہملہ کہلاتا ہے۔ اور ہملہ جزئیہ کے ساتھ ساتھ ہر تہ ہے۔

تشریح: اس عبارت میں قضیہ حملیہ کی دوسری تقسیم کی گئی ہے۔ اور تقسیم موضوع کی حالت کے اعتبار سے ہے۔ موضوع کی حالت کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں: شخصیہ، طبیعہ، محصورہ اور ہملہ۔ شخصیہ کا دوسرا نام محصورہ بھی ہے۔ اور محصورہ کا دوسرا نام مسورہ بھی ہے۔ پھر محصورہ کی دو قسمیں ہیں۔ موجبہ اور سالبہ۔ پھر ایک کی دو، دو قسمیں ہیں۔ کلیہ اور جزئیہ۔ پس محصورہ کی کل چار قسمیں ہوتیں۔ موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ۔ سب کی تعریفات درج ذیل ہیں۔

قضیہ حملیہ شخصیہ، یا محصورہ: وہ قضیہ ہے جس کا موضوع شخص معین ہو، یعنی جزئی حقیقی ہو۔  
جیسے زید قائم، هذا انسان۔

حملیہ طبیعہ وہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو، اور حکم فقط ماہیت پر ہو۔ جیسے الانسان نوع، الحيوان جنس  
حملیہ محصورہ، یا مسورہ وہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو، اور حکم کلی کے افراد پر ہو، اور افراد کی مقدار بیان کی گئی ہو۔  
جیسے کل انسان حیوان، بعض الحيوان انسان  
حملیہ ہملہ وہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو، اور حکم کلی کے افراد پر ہو، مگر افراد کی مقدار بیان نہ کی گئی ہو  
جیسے إِنَّ الْإِنْسَانَ لَقَفٌ خَسِرٌ، الحيوانُ انسان۔

محمصورہ موجبہ کلیہ وہ محصورہ ہے جس میں حکم تمام افراد پر لگایا گیا ہو۔ جیسے کل انسان حیوان  
محمصورہ موجبہ جزئیہ وہ محصورہ ہے جس میں حکم بعض افراد پر لگایا گیا ہو۔ جیسے بعض الحيوان  
انسان، واحد من الحيوان انسان۔

محصورہ سالبہ کلیہ وہ محصور ہے جس میں حکم تمام افراد سے سلب کیا گیا ہو۔ جیسے لاشیٰ من الانسان بحجر، لا واحد من الحيوان بحجر۔

محصورہ سالبہ جزئیہ وہ محصور ہے جس میں حکم بعض افراد سے سلب کیا گیا ہو۔ جیسے بعض الحيوان ليس بانسان، ليس بعض الحيوان بانسان۔

وجہ تسمیہ :- قضیہ شخصی کو شخصیات نے کہتے ہیں کہ اس کا موضوع شخص معین ہے۔ اور محصورہ اس لئے کہتے ہیں کہ حکم خاص فرد پر ہے۔ اور قضیہ طبعیہ کو طبعیہ اس لئے کہتے ہیں کہ حکم مابیت پر ہے، طبعیت کے معنی ہیں مابیت۔ اور محصورہ اس لئے کہتے ہیں کہ حکم میں افراد کا احاطہ کیا جاتا ہے، یعنی ان کی تعداد بیان کی جاتی ہے، اور سورتہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں سورا استعمال کیا جاتا ہے۔ اور مہلہ کو مہلہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں افراد کی مقدار بیان نہیں کی جاتی، یعنی ہلی چھوڑ دی جاتی ہے۔

سورہ موجبہ کلیہ کے ڈس سور ہیں۔ کئی اور لام استفراق موجبہ جزئیہ کے بھی ڈس سور ہیں بعض اور واحد۔ اور سالبہ کلیہ کے بھی ڈس سور ہیں۔ لاشیٰ اور لا واحد۔ اور سالبہ جزئیہ کے تین سور ہیں۔

ليس كل، ليس بعض اور بعض ليس۔

سورہ کے معنی :- لفظ سور ماخوذ ہے سور البلد سے۔ سور البلد یعنی شہر پناہ وہ دیوار جو شہر کے چاروں طرف شہر کی حفاظت کے لئے بنائی جاتی ہے۔ یعنی قلعہ۔ جس طرح قلعہ تمام مکانوں کو اپنے احاطہ میں کر لیتا ہے، اسی طرح سور افراد کو اپنے احاطہ میں لے لیتا ہے۔

مہلہ اور محصورہ جزئیہ میں تلازم :- قضیہ مہلہ اور محصورہ جزئیہ میں تلازم ہوتا ہے یعنی دونوں ساتھ ساتھ پائے جاتے ہیں۔ جہاں محصورہ جزئیہ ہوگا وہاں مہلہ ہوگا، اور جہاں مہلہ ہوگا وہاں محصورہ جزئیہ ہوگا۔ جیسے الحيوان انسان مہلہ ہے۔ اور محصورہ جزئیہ بھی اس میں پایا جاتا ہے، کہہ سکتے ہیں کہ بعض الحيوان انسان۔ اسی طرح بعض الحيوان ليس بانسان محصورہ جزئیہ ہے۔ اور مہلہ سالبہ بھی اس میں پایا جاتا ہے، کہہ سکتے ہیں کہ الحيوان ليس بانسان۔ کیونکہ اس مہلہ میں حیوانیت کے تمام افراد سے انسانیت کی نفی نہیں کی گئی ہے۔ پس اگر حیوان کے بعض افراد بھی انسان نہ ہوں تو الحيوان ليس بانسان صادق ہے۔

نفس بمعنی خود ان کا نفس الحقیقہ میں نفس کے معنی ہیں خود، بعینہ۔ یعنی خود مابیت ہی محکوم۔ نفس بمعنی خود ہو، افراد پر حکم نہ ہو۔

نوٹ :- فن میں بحث صرف قضیہ محصورہ سے کی جاتی ہے۔ محصورہ، طبعیہ اور مہلہ کا فن منطق میں ظہور نہیں کیا گیا ہے۔

وَلَا يَدَّ فِي الْمَوْجِبَةِ مِنْ وُجُودِ الْمَوْضُوعِ، إِنَّمَا مُحَقَّقًا، فَهِيَ الْخَارِجِيَّةُ،  
أَوْ مُعَدَّلًا، فَالْحَقِيقَةُ، أَوْ هُنَا، فَالذِّهْنِيَّةُ

ترجمہ: ماورزوری ہے موجب میں موضوع کا ہونا، یا تو واقعی طور پر، پس وہ خارجیہ ہے۔ یا فرضی طور پر، پس وہ حقیقیہ ہے۔ یا ذہنی طور پر، پس وہ ذہنیہ ہے۔

**تشریح**۔ اس عبارت میں قضیہ کلیہ کی تیسری تقسیم بیان کی گئی ہے۔ تقسیم وجود موضوع کے اعتبار سے ہے۔ جانتا ہے کہ موضوع کا وجود صرف قضیہ موجب میں ضروری ہے۔ سالبہ میں موضوع کا فرض کرنا بھی کافی ہے، موضوع کا حقیقی وجود ضروری نہیں ہے۔ مثلاً، الْعُقُودُ لَيْسَ بَشًى دَعْفًا پر نہ کوئی چیز نہیں (جبل الذہب لیس بسوجود (سونے کا پہاڑ موجود نہیں ہے)۔ یہ قضایا سالبہ میں۔ ان کا موضوع یعنی "دعفا پر نہ" اور "سونے کا پہاڑ" کہیں موجود نہیں ہیں۔ صرف فرضی چیزیں ہیں۔ البتہ موجب میں چونکہ حکم موضوع کے لئے ثابت کیا جاتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ پہلے خود موضوع ثابت ہو۔ اس لئے مصنف نے عبارت میں موجب کی قید لگائی، اور فرمایا کہ لا بد فی الموجبة الیٰ۔۔۔ وجود موضوع کے اعتبار سے کلیہ کی تین قسمیں ہیں۔ خارجیہ، حقیقیہ اور ذہنیہ۔

**کلیہ خارجیہ**۔ اگر موضوع خارج میں واقعہ موجود ہو تو وہ کلیہ خارجیہ ہے، جیسے رید قائم کلیہ حقیقیہ۔ اگر موضوع خارج میں واقعہ موجود نہ ہو، بلکہ مقدر ہو۔ یعنی اس کو موجود مان لیا گیا ہو تو وہ کلیہ حقیقیہ ہے۔ جیسے الانسان حیوان (انسان خارج میں نہیں پایا جاتا۔ صرف اس کے افراد پائے جاتے ہیں۔ مگر افراد کے ضمن میں انسان کو بھی موجود مان لیا گیا ہے۔ اس لئے یہ کلیہ حقیقیہ ہے)۔

**کلیہ ذہنیہ**۔ اگر موضوع صرف ذہن میں پایا جاتا ہو، خارج میں کسی طرح بھی نہ پایا جاتا ہو، نہ واقعہ نہ تقدیراً تو وہ کلیہ ذہنیہ ہے، جیسے شریک الباری متنع (ظاہر ہے کہ شریک الباری خارج میں نہ واقعہ پایا جاتا ہے نہ مقدر مانا جاسکتا ہے بلکہ یہ صرف ایک مفہوم ذہنی ہے۔ اس لئے یہ کلیہ ذہنیہ ہے)۔

وَقَدْ يُجْعَلُ حَرْفُ السَّلْبِ جُزْءً مِّنْ جُزْءٍ فَتَسْتَعِي مَعْدُولُهُ، وَإِلَّا فَمَحْصَلَةٌ

ترجمہ: اور کبھی حرف نفی کو قضیہ کے جز بنایا جاتا ہے، تو وہ معدولہ کہلاتا ہے۔ ورنہ تو محصلہ کہلاتا ہے۔

**تشریح**۔ اس عبارت میں کلیہ کی چوتھی تقسیم بیان کر رہے ہیں۔ یہ تقسیم حرف نفی کے قضیہ کا جز ہونے نہ ہونے



کے اعتبار سے ہے۔ اس اعتبار سے قضیہ حلیہ کی دو قسمیں ہیں۔ معدولہ اور محصلہ۔

اگر حرف نفی قضیہ کے جز کا جز ہو تو وہ معدولہ ہے۔ اور جز نہ ہو تو محصلہ ہے۔ پھر معدولہ کی تین قسمیں ہیں۔ معدولۃ الموضوع، معدولۃ المحمول اور معدولۃ الطرفین۔

معدولۃ الموضوع :- اگر حرف نفی موضوع کا جز ہو تو وہ معدولۃ الموضوع ہے۔ جیسے اللّٰحِیُّ جَمَادٌ (بے جان چیزیں جماد کہلاتی ہیں)۔

معدولۃ المحمول :- اگر حرف نفی محمول کا جز ہو تو اس کو معدولۃ المحمول کہتے ہیں، جیسے الْجَمَادُ لَا عَالِمٌ (جماد بے علم ہیں)۔

معدولۃ الطرفین :- اگر حرف نفی موضوع اور محمول دونوں کا جز ہو تو اس کو معدولۃ الطرفین کہتے ہیں، جیسے اللّٰحِیُّ لَا عَالِمٌ (بے جان چیزیں بے علم ہیں)۔

وجہ تسمیہ :- معدولۃ کے معنی ہیں، پھیرا ہوا، بدلا ہوا۔ عدل کے معنی آپ نے خوب پڑھے ہوں گے، وہی معنی یہاں مراد ہیں۔ اور معدولہ کو معدولہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے اصل یا انداز سے بدلا ہوا قضیہ ہے۔ کیونکہ عام طور پر حرف نفی موضوع اور محمول کا جز نہیں ہوتا، بلکہ نسبت کا جز ہوتا ہے۔

مُحْصَلٌ :- اور محصلہ کے معنی ہیں مد حاصل کردہ، یعنی وہ قضیہ جو صحیح طریقہ پر یعنی قضیہ کے معروف انداز پر ہو جیسے زید کاتب اور زید لیس بکاتب۔

نوٹ (۱) مناطۃ حرف کوادات سے تعبیر کرتے ہیں، اس لئے مصنف "آدۃ السلب" کہتے تو بہتر ہوتا۔ حرف سلب لا، لیس، مانا فیہ وغیرہ ہیں۔

نوٹ (۲) جز قضیہ سے مصنف نے صرف موضوع اور محمول کو مراد لیا ہے۔ نسبت بھی اگرچہ قضیہ کا جز ہے، مگر چونکہ وہ معنوی چیز ہے، اس لئے اس کا اعتبار نہیں کیا ہے۔ پس اگر قضیہ محصلہ میں حرف نفی نسبت کا جز ہو، جیسے زید لیس بکاتب، تو اس کے ذریعہ اعتراض واقع نہ ہوگا۔

وَقَدْ یُصْرَحُ بِکَیْفِیَّةِ النِّسْبَةِ فَمَوْجَّهٌ، وَمَا یَدُ الْبَیَّانُ جَهٌ، وَإِلَّا فَمُطْلَقَةٌ

ترجمہ :- اور کبھی صراحت بیان کی جاتی ہے نسبت کی کیفیت، تو وہ مَوْجَّہ کہلاتا ہے۔ اور والفظ (جس کے ذریعہ نسبت کی کیفیت بیان کی جائے وہ جہت کہلاتی ہے۔ ورنہ تو مطلقہ کہلاتا ہے۔

تشریح :- یہاں سے قضیہ حلیہ کی پانچویں تقسیم شروع کرتے ہیں۔ جاتا چاہئے کہ ہر قضیہ حلیہ کے تین جز ہوتے

ہیں۔ موضوع مسئول اور نسبت عکسہ۔ نسبت حکم کی پھر دو قسمیں ہیں۔ ایجابی اور سلبی۔ اور ہر نسبت ایک خاص کیفیت کے ساتھ متصف ہوتی ہے۔

کیفیتیں متقدمین کے نزدیک تین ہیں۔ وجوب، امکان اور امتناع۔ اور متاخرین کے نزدیک کیفیتیں تین ہیں منہض نہیں ہیں، ان کے علاوہ بھی متعدد کیفیتیں ہیں۔ مثلاً ضرورت، دوام، فعلیت وغیرہ۔  
مادۂ قضیہ۔ نسبت کی نفس الامری کیفیت کا نام مادۂ قضیہ ہے۔

جہت قضیہ۔ اور اس نفس الامری کیفیت پر جو لفظ دلالت کرتا ہے۔ اس کا نام جہت قضیہ ہے۔  
موجہ تہم۔ پس اگر قضیہ حلیہ میں جہت مذکور ہو تو اس کا نام موجہ تہم ہے۔

مثال۔ جیسے کل انسان حیوان بالضرورۃ۔ اس قضیہ میں انسان موضوع ہے۔ اور حیوان محمول ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان نسبت ایجابی ہے۔ اور نسبت ایجابی کی کیفیت ضروری ہونا ہے، جو مادۂ قضیہ ہے۔ اور اس کیفیت پر دلالت کرنے والا لفظ ”بالضرورۃ“ ہے، یہ جہت قضیہ ہے، اور یہ پورا قضیہ جس میں نسبت کی کیفیت مذکور ہے قضیہ موجہ تہم کہلاتا ہے۔

مطلقہ یا محملہ۔ اور اگر قضیہ حلیہ میں نسبت کی کیفیت مذکور نہ ہو، تو اس کا نام مطلقہ اور محملہ ہے، جیسے کل انسان حیوان۔ یہ قضیہ مطلقہ اور محملہ ہے۔ کیونکہ اس میں نسبت کی کیفیت بیان نہیں کی گئی ہے، اہل چھوڑ دی گئی ہے۔

صادقہ اور کاذبہ۔ اگر جہت قضیہ اور مادۂ قضیہ ایک دوسرے کے موافق ہوں، تو وہ قضیہ صادقہ ہے۔ اور اگر ایک دوسرے کے موافق نہ ہوں، تو وہ قضیہ کاذبہ ہے۔ قضیہ صادقہ کی مثال اوپر ذکر ہوئی، یعنی کل انسان حیوان بالضرورۃ۔ انسان کے لئے حیوانیت نفس الامری میں بھی ضروری ہے۔ اور قضیہ میں جو جہت ذکر کی گئی ہے، وہ بھی بالضرورۃ ہے پس مادۂ قضیہ اور جہت قضیہ ایک دوسرے کے موافق ہوئے۔ اس لئے یہ قضیہ صادقہ ہے۔ اور قضیہ کاذبہ کی مثال کل انسان حَجَر بالضرورۃ ہے، اس میں جہت قضیہ بالضرورۃ ہے یعنی انسان کے لئے پتھر ہونا ضروری ہے۔ اور نفس الامری میں انسان کے لئے پتھر ہونا نہ صرف یہ کہ ضروری نہیں ہے بلکہ متع ہے پس اس قضیہ میں جہت اور مادہ ایک دوسرے کے موافق نہیں ہیں۔ اس لئے یہ قضیہ کاذبہ ہے۔

فائدہ۔ متقدمین چونکہ صرف نسبت ایجابی کی کیفیت کا اعتبار کرتے ہیں۔ اور نسبتیں بھی ان کے نزدیک تین ہی ہیں۔ اس لئے موجبات کی تعداد ان کے نزدیک کم ہے (کوئی قضیہ سالبہ ان کے یہاں موجہ نہیں ہو سکتا)۔ اور متاخرین کے نزدیک نسبت ایجابی اور نسبت سلبی دونوں کیفیتیں ذکر کرنے سے قضیہ موجہ بن جاتی ہیں۔ نیز کیفیتیں بھی ان کے نزدیک تین میں منہض نہیں ہیں۔ اس وجہ سے موجبات کی تعداد ان کے یہاں بہت زیادہ ہے۔

مگر فن میں بحث صرف دو کیفیتوں سے کی جاتی ہے۔ ایک ضرورت سے، دوسری دوام سے۔ — ضرورت کی نقیض امکان ہے۔ اور دوام کی نقیض فعلیت ہے۔ اس وجہ سے مقابلہ فعلیت اور امکان سے بھی بحث کرتے ہیں۔ پہلے سب کیفیتوں کی تعریفات سمجھ لینی چاہئیں۔

**ضرورت:** اَمْتِنَاعُ اَنْفِكَ اِلَى النِّسْبَةِ عَنِ الْمَوْضُوعِ (محمول کی نسبت کا موضوع سے جدا ہونا محال ہو)۔ جیسے انسان حیوان میں حیوانیت کی جو نسبت انسان کی طرف ہے وہ کبھی بھی انسان سے جدا نہیں ہو سکتی۔ یا جیسے اللہ واحد میں اُحدیت (ایک ہونے) کی جو نسبت اللہ کی طرف ہے وہ کبھی بھی اللہ سے جدا نہیں ہو سکتی۔

**دوام:** شَمُولُ النِّسْبَةِ فِي جَمِيعِ الْاَوْقَاتِ وَالْاَزْمَانِ (محمول کی موضوع کے ساتھ جو نسبت ہے، وہ تمام زمانوں میں اور ہر وقت موجود رہتی ہو)۔ یعنی محمول کا ثبوت یا سلب موضوع سے ضروری تو نہ ہو، مگر پھر بھی کسی وجہ سے ایسا التزام پایا جاتا ہو کہ موضوع محمول کی صفت سے کبھی خالی نہ ہوتا ہو۔ جیسے حیوان متنفس (جاندار سانس لینے والا ہے) الکاتب متحرك (لکھنے والے کی انگلیاں ہلتی ہیں) الفلك متحرك (آسمان متحرک ہے) ان تضایا میں سانس لینا، انگلیاں ہلنا، اور حرکت کرنا، اگرچہ موضوع کی ذات کا تقاضا نہیں ہے، مگر پھر بھی تمام زمانوں میں موضوع محمول کی صفت کے ساتھ متصف رہتا ہے۔

**فعلیت:** وَجُودُ الشَّيْءِ فِي زَمَانٍ مِنَ الْاَزْمَانِ (محمول کی نسبت کا ازمینہ نثلثہ میں سے کسی زمانہ میں پایا جانا)۔ جیسے کل انسان ضاحک بالفعل یعنی ہنستا کسی وقت پایا جاتا ہے۔

**بالقوة اور بالفعل:** فعلیت، قوت کا مقابل ہے۔ بالقوة کے معنی ہیں نسبت کسی وقت پائی جاسکتی ہے اور بالفعل کے معنی ہیں نسبت پائی گئی ہے۔

**فعلیت کی دو تعبیریں:** فعلیت کو دو نقطوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ بالفعل اور بالاطلاق العام جیسے

کل انسان ضاحک بالاطلاق العام یا بالاطلاق العام کل انسان ضاحک اور کل انسان ضاحک بالفعل (ہر انسان کسی وقت ہنستا ہے)۔

**فعلیت کی ایک اور تعبیر:** فعلیت دوام کی ضد ہے۔ اس نے فعلیت کو لا دوام سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

**امکان کی ایک اور تعبیر:** امکان ضرورت کی ضد ہے۔ اس نے امکان کو لازم ضرورت سے

پھر امکان کی دو قسمیں ہیں۔ امکان عام اور امکان خاص

**امکان عام کی تعریف:** سَبَبُ الْضَرُورَةِ الدَّائِمَةِ عَنِ الْجَانِبِ الْمَخَالِفِ لِلْحَكْمِ (موضوع کے لئے محمول کا ثبوت، یا سلب اس طرح ہو کہ اس کی جانب مخالف حکم ضروری

نہ ہو) جیسے کل نارحارۃ بالامکان العام (یعنی آگ اس طرح گرم ہے کہ عدم حرارت اس کے لئے ضروری نہیں ہے)۔  
**امکان خاص کی تعریف** سلب الضرورة الذاتية عن الطرفين، الموافق والمخالف، للحکم  
 (یعنی حکم کی نہ جانب موافق ضروری ہو، نہ جانب مخالف) جیسے کل انسان  
 موجود بالامکان الخاص (یعنی انسان ایک ایسا موجود ہے جس کے لئے نہ وجود ضروری ہے نہ عدم وجود ضروری ہے)۔  
 وجہ تسمیہ۔ امکان عام کو عام اس لئے کہتے ہیں کہ عوام لفظ امکان سے ہی معنی سمجھتے ہیں۔ اور امکان  
 خاص کو خاص اس لئے کہتے ہیں کہ خواص حکم لفظ امکان سے ہی معنی سمجھتے ہیں۔

**ضرورت کی پھر چار قسمیں ہیں۔ ذاتی، وضعی، وقتی معین اور وقتی غیر معین۔**  
 اور دوام کی دو قسمیں ہیں۔ ذاتی اور وضعی۔ اور اس کی ضد غلبت کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ذاتی  
 اور وضعی۔ اور ضرورت کی ضد امکان کی چار قسمیں ہیں۔ ذاتی، وضعی، وقتی معین اور وقتی غیر معین۔

**ذاتی کی تعریف** موضوع کے لئے محمول کا ثبوت یا سلب اس وقت تک ضروری، یا دائمی، یا بالامکان  
 ہو، جب تک موضوع کی ذات موجود ہے جیسے کل انسان حیوان بالضرورة، کل فلیک  
 متحرک دائمًا، کل انسان ضاحک بالفعل، کل نارحارۃ بالامکان العام۔

**وصفی کی تعریف** موضوع کے لئے محمول کا ثبوت، یا سلب اس وقت تک ضروری ہو، یا دائمی ہو، یا بالفعل  
 ہو، یا بالامکان ہو، جب تک موضوع کی ذات وصف عنوانی کے ساتھ متصف نہ ہے جیسے کل  
 کاتب متحرک الاصابع بالضرورة مادام کاتبًا، کل کاتب متحرک الاصابع دائمًا مادام کاتبًا،  
 کل کاتب متحرک الاصابع بالفعل مادام کاتبًا، کل کاتب متحرک الاصابع بالامکان العام مادام کاتبًا

**وقتی معین کی تعریف** موضوع کے لئے محمول کا ثبوت، یا سلب کسی خاص وقت میں ضروری ہو، یا ضروری نہ ہو۔  
 جیسے کل قمر منخسف بالضرورة وقت حیلولۃ الارض، کل قمر منخسف  
 بالامکان العلم وقت حیلولۃ الارض (یعنی جب زمین سورج اور چاند کے درمیان آجاتی ہے تو چاند کو گہن لگ جاتا ہے)  
**وقتی غیر معین کی تعریف** موضوع کے لئے محمول کا ثبوت، یا سلب کسی غیر معین وقت میں ضروری ہو، یا ضروری  
 نہ ہو۔ جیسے کل انسان متنفس بالضرورة فی وقت ما، کل انسان

متنفس بالامکان العام فی وقت ما (یعنی ہر انسان کسی وقت سانس لیتا ہے)۔  
**تقصیا یا موجدہ**۔ اب جانتا چاہئے کہ اگر قضیہ حلیہ میں ضرورت ذاتی کا ذکر ہے، تو وہ قضیہ ضروریہ مطلقہ ہے۔  
 اور اگر ضرورت وضعی کا ذکر ہے تو وہ مشروط عامہ ہے۔ اور اگر ضرورت وقتی معین کا ذکر ہے تو وہ قضیہ مطلقہ  
 ہے۔ اور اگر ضرورت وقتی غیر معین کا ذکر ہے تو وہ منتشرہ مطلقہ ہے۔ اور اگر دوام ذاتی کا ذکر ہے تو وہ

دائمہ مطلقہ ہے۔ اور اگر دوام وصفی کا ذکر ہے تو وہ عرقیہ عامہ ہے۔ اور اگر نفییت ذاتی کا ذکر ہے تو وہ مطلقہ عامہ ہے۔ اور اگر نفییت وصفی کا ذکر ہے وہ حیثیہ مطلقہ ہے۔ اور اگر امکان ذاتی کا ذکر ہے تو وہ ممکنہ عامہ ہے۔ اور امکان وصفی کا ذکر ہے تو وہ حیثیہ ممکنہ ہے۔ اور اگر امکان وقتی معین کا ذکر ہے تو وہ وقتیہ ممکنہ ہے۔ اور اگر امکان وقتی غیر معین کا ذکر ہے تو وہ منتشرہ ممکنہ ہے۔

یہ کل بارہ تفصایا ہیں۔ ان میں سے متقدمین کے نزدیک چھ تفسیروں سے فن میں بحث کی جاتی ہے۔ اور متاخرین کے نزدیک آٹھ تفسیروں سے بحث کی جاتی ہے۔ حیثیہ مطلقہ، حیثیہ ممکنہ، وقتیہ ممکنہ اور منتشرہ ممکنہ سے بحث بالاتفاق نہیں کی جاتی۔ وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ سے متاخرین بحث کرتے ہیں، متقدمین بحث نہیں کرتے۔ باقی چھ تفصایا یعنی ضروریہ مطلقہ، مشروطہ عامہ، دائمہ مطلقہ، عرفیہ عامہ، مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے بالاتفاق بحث کی جاتی ہے۔ مصنف چونکہ متاخرین میں سے ہیں اس لئے انھوں نے آٹھ تفسیریں ذکر کئے ہیں۔ یہ سب موجہات بساط ہیں۔ بسیطہ۔ وہ تفسیر ہے جس میں نسبت کی صرف ایک کیفیت ایجابی، یا سلبی مذکور ہو۔

اور مرکبہ وہ تفسیر ہے جس میں نسبت کی دو کیفیتیں ایجاب و سلب ایک ساتھ مذکور ہوں۔ اس کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

ذیل میں آٹھوں تفصایا موجہ بسیطہ کی تعریفات، اشلہ اور وجوہ تسمیہ پڑھتے

فَإِنْ كَانَ الْحُكْمُ فِيهَا بِضَرُورَةٍ أَوْ نِسْبَةٍ مَا دَامَ ذَاتُ الْمَوْضُوعِ  
مَوْجُودَةً، فَضَرُورِيَّةٌ أَوْ نِسْبِيَّةٌ

ترجمہ۔ پس اگر ہو حکم تفسیر میں نسبت کے ضروری ہونے کا، جب تک کہ موضوع کی ذات موجود ہے تو وہ ضروریہ مطلقہ ہے۔

تشریح۔ اگر تفسیر میں نسبت کے ضروری ہونے کا حکم ہو، جب تک کہ موضوع کی ذات موجود ہے، تو وہ ضروریہ مطلقہ ہے۔ پس:-

(۱) ضروریہ مطلقہ وہ تفسیر موجہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لئے محمول کا ثبوت یا سلب اس وقت تک ضروری ہے، جب تک کہ موضوع کی ذات موجود ہے۔ جیسے کل انسان حیوان بالضرورۃ (موجہ) اس تفسیر میں یہ حکم ہے کہ حیوانیت کا ثبوت انسان کے لئے اس وقت تک ضروری ہے جب تک انسان کی ذات موجود ہے۔ لاشعنی من الانسان جحر بالضرورۃ (راسب) اس تفسیر میں یہ حکم ہے کہ حجریت کی نفی انسان سے اس وقت تک ضروری ہے، جب تک انسان کی ذات موجود ہے۔

وجہ تسمیہ :- اس قضیہ کو ضروری اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بہت ضرورت پر مشتمل ہو تا ہے۔ اور مطلقہ اس لئے کہتے ہیں کہ ضرورت، وصف اور وقت کے ساتھ مقید نہیں ہے۔

اَوْ مَا دَامَ وَصْفُهُ ، فَمَشْرُوطَةٌ عَامَّةٌ

ترجمہ :- یا در نسبت کے ضروری ہونے کا حکم ہر جا جب تک موضوع کا وصف باقی ہو، تو مشروط عامہ ہے۔

تشریح :- یعنی اگر قضیہ میں یہ حکم ہو کہ نسبت اس وقت تک ضروری ہے، جب تک موضوع کا وصف عنوانی موجود ہے، تو وہ مشروط عامہ ہے۔ پس :-

(۲) مشروط عامہ وہ قضیہ موجدہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کیلئے معمول کا ثبوت یا سلب اس وقت تک ضروری ہے، جب تک موضوع کی ذات وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہے۔ جیسے کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورة مادام کاتباً (موجدہ) اس قضیہ میں یہ حکم ہے کہ انگلیاں ہلنے کا ثبوت کاتب کی ذات کے لئے اس وقت تک ضروری ہے جب تک وہ وصف عنوانی، یعنی کاتب کے ساتھ متصف ہے۔ لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورة مادام کاتباً (سالبہ) اس میں یہ حکم ہے کہ سکون اصابع (انگلیاں نہ ہلنے) کی نفی کاتب کی ذات سے اس وقت تک ضروری ہے جب تک وہ وصف عنوانی، یعنی کاتب کے ساتھ متصف ہے۔

وجہ تسمیہ :- اس قضیہ کو مشروط اس لئے کہتے ہیں کہ ضرورت کے لئے وصف عنوانی کو شرط کیا گیا ہے۔ اور عامہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مشروط خاصہ سے عام ہے۔

اَوْ فِي وَقْتٍ مُّعَيَّنٍ ، فَوَقْتِيَّةٌ مُّطْلَقَةٌ

ترجمہ :- یا در نسبت کے ضروری ہونے کا حکم ہو، وقت معین میں، تو وقتیہ مطلقہ ہے۔

تشریح :- اگر قضیہ میں یہ حکم ہو کہ نسبت کا ثبوت، یا سلب موضوع کے لئے کسی خاص وقت میں ضروری ہے، تو وہ وقتیہ مطلقہ ہے۔ پس :-

(۳) وقتیہ مطلقہ وہ قضیہ موجدہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لئے معمول کا ثبوت، یا سلب وقت معین میں ضروری ہے جیسے کُلُّ قَمَرٍ مُّنْخَسِفٍ بالضرورة وقت حیلولة الارض بینہ و بین الشمس (موجدہ) اس قضیہ میں یہ حکم ہے کہ گہن کا ثبوت چاند کے لئے اس وقت ضروری ہے، جب زمین چاند اور سورج کے

درمان آجائے۔ لَا شَيْءَ مِنَ الْقَصْرِ بِمُخْصِفٍ بِالضَّرُورَةِ وَقْتَ التَّزْيِجِ (رسالہ) اس میں یہ حکم ہے کہ  
 اُن کی نفی چاند سے تزیج کے وقت ضروری ہے۔ تزیج کے معنی ہیں سورج کا برج رالع میں ہونا۔  
 وجہ تسمیہ اس قضیہ کو وقتیہ اس لئے کہتے ہیں کہ ضرورت، وقت کے ساتھ مقید ہے۔ اور مطلقہ اس لئے کہتے  
 ہیں کہ لا دوام کے ساتھ مقید نہیں ہے۔

أَوْ غَيْرِ مُعَيَّنٍ ، فَمَنْشَرَةٌ مُطْلَقَةٌ

ترجمہ :- (۱) یا نسبت کے ضروری ہونے کا حکم (وقت غیر معین میں ہو تو منشرہ مطلقہ ہے۔

تشریح :- اگر قضیہ میں یہ حکم ہو کہ نسبت کا ثبوت، یا سلب کسی غیر معین وقت میں ضروری ہے، تو وہ منشرہ مطلقہ  
 ہے۔ پس :-

(۲) منشرہ مطلقہ وہ قضیہ موجبہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لئے محمول کا ثبوت یا سلب کسی  
 غیر معین وقت میں ضروری ہے۔ جیسے كُلُّ إِنْسَانٍ مُتَنَفِّسٌ بِالضَّرُورَةِ فِي وَقْتٍ مَا (موجبہ) اس میں یہ حکم ہے کہ  
 سانس لینے کا ثبوت انسان کے لئے غیر معین وقت میں ضروری ہے۔ لَا شَيْءَ مِنَ الْإِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالضَّرُورَةِ  
 فِي وَقْتٍ مَا (رسالہ) اس میں یہ حکم ہے کہ سانس لینے کی نفی انسان کے لئے غیر معین وقت میں ضروری ہے۔  
 وجہ تسمیہ اس کو منشرہ اس لئے کہتے ہیں کہ وقت غیر معین ہے۔ اور مطلقہ اس لئے کہتے ہیں کہ لا دوام کے ساتھ مقید نہیں

أَوْ يَدَوْنَهَا مَا دَامَ الذَّاتُ ، فَذَاتِيَّةٌ مُطْلَقَةٌ

ترجمہ :- اور اگر ہو حکم اس قضیہ میں نسبت کے ہمیشہ رہنے کا جب تک موضوع کی ذات موجود ہے تو وہ ذاتیہ مطلقہ ہے۔

تشریح :- یا قضیہ میں یہ حکم ہو کہ نسبت کا ثبوت، یا سلب موضوع کے لئے دائم یعنی مسلسل ہے جب تک موضوع  
 کی ذات موجود ہے، تو وہ ذاتیہ مطلقہ ہے۔ پس :-

(۵) ذاتیہ مطلقہ وہ قضیہ موجبہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لئے محمول کا ثبوت، یا سلب اس وقت  
 تک دائمی ہے جب تک کہ موضوع کی ذات موجود ہے۔ جیسے كُلُّ خَلْقٍ مُتَحَرِّكٌ دَائِمًا (موجبہ) اس میں یہ حکم ہے کہ  
 حرکت کا ثبوت خلک کے لئے اس وقت تک دائم ہے، جب تک خلک کی ذات موجود ہے۔ لَا شَيْءَ مِنَ الْخَلْقِ بِسَاكِنٍ  
 دَائِمًا (رسالہ) اس میں یہ حکم ہے کہ سکون کی نفی خلک سے اس وقت تک دائم ہے، جب تک خلک کی ذات موجود رہے۔

وجہ تسمیہ :- اس قضیہ کو دائرہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ جہت دوام پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور مطلقہ اس لئے کہتے ہیں کہ دوام کو وصف عنوانی کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا ہے۔

أَوْ مَا دَامَ الْوُصْفُ ، فَعَرَفِيَّةٌ عَامَّةٌ

ترجمہ :- یا اگر ہو حکم قضیہ میں جب تک موضوع کا وصف عنوانی باقی ہے تو عرفیہ عامہ ہے۔

تشریح :- یعنی اگر قضیہ میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لئے نسبت کا ثبوت، یا سلب اس وقت تک ضروری ہے، جب تک موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہے، تو وہ عرفیہ عامہ ہے۔ پس :-  
(۱) عرفیہ عامہ وہ قضیہ موجبہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لئے محمول کا ثبوت، یا سلب اس وقت تک دائمی ہے جب تک کہ موضوع کی ذات وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہے جیسے کل کاتب متحرک الاصابع دائماً مادام کاتباً (موجہ) اس میں یہ حکم ہے کہ انگلیاں ہلنے کا ثبوت موضوع کی ذات کے لئے اس وقت تک دائمی ہے، جب تک کہ موضوع کی ذات وصف عنوانی یعنی کاتبیت کے ساتھ متصف ہے۔ لاشی من الکاتب بساکن الاصابع دائماً مادام کاتباً (سالبہ) اس میں یہ حکم ہے کہ انگلیاں نہ ہلنے کی نفی کاتب کی ذات سے اس وقت تک دائمی ہے جب تک کہ وہ وصف عنوانی یعنی کاتبیت کے ساتھ متصف ہے۔

وجہ تسمیہ :- اس قضیہ کو عرفیہ اس لئے کہتے ہیں کہ جہت مذکور نہ ہونے کی صورت میں بھی اہل عرف بھی معنی سمجھتے ہیں مثلاً، کل کاتب متحرک الاصابع لوگ اس کا مطلب یہی سمجھتے ہیں کہ انگلیاں ہلنے کا حکم موضوع کے لئے اس وقت تک ہے جب تک وہ کاتب ہے۔ لاشی من الناسم بمُستقیظ (سالبہ) اس قضیہ کے معنی بھی لوگ ہی سمجھتے ہیں کہ بیدار ہونے کی نفی سونے والے سے اس وقت ہے جب تک کہ وہ سونے والا ہے۔ اور عامہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عرفیہ خاصہ سے عام ہے۔

أَوْ بِفِعْلِيَّتِهَا ، فَمُطْلَقَةٌ عَامَّةٌ

ترجمہ :- یا اگر ہو حکم قضیہ میں نسبت کے پائے جانے کا کسی زمانہ میں ازمنہ ثلثہ میں سے تو وہ مطلقہ عامہ ہے۔

تشریح :- اگر قضیہ میں یہ حکم ہو کہ نسبت ازمنہ ثلثہ میں سے کسی زمانے میں ثابت ہے، تو وہ مطلقہ عامہ ہے۔ پس :-  
(۱) مطلقہ عامہ وہ قضیہ موجبہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لئے محمول کا ثبوت، یا سلب ازمنہ ثلثہ میں



سے کسی زمانے میں ہے، جیسے کل انسان مُتَنَفِّسٌ بِالْفِعْلِ (موجہ) اس میں یہ حکم ہے کہ سانس لینے کا ثبوت انسان کے لئے ازمنہ ثلاثہ میں سے کسی زمانہ میں ہے۔ لاشئ من الانسان بعتنفس بالافعل (سائبہ) اس میں یہ حکم ہے کہ سانس لینے کی نفی انسان سے ازمنہ ثلاثہ میں سے کسی زمانہ میں ہے۔

وجہ تسمیہ :- اس کو مطلقہ اس لئے کہتے ہیں کہ جب قضیہ کو کسی جہت کے ساتھ مقید نہیں کرتے، مطلق چھوڑ دیتے ہیں تب بھی قضیہ سے یہی معنی سمجھے جاتے ہیں۔ اور عامۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ قضیہ وجودیہ لادائمہ اور وجودیہ لازمہ سے عام ہے۔

أَوْ بَعْدَهُمْ ضَرُورَةٌ خِلَافُهَا، فَمُمَكِّنَةٌ عَامَّةٌ

ترجمہ :- یا اگر ہو کہ قضیہ میں نسبت کی جانب مخالف کے ضروری نہ ہونے کا، تو ممکنہ عامہ ہے۔

تشریح :- یعنی اگر قضیہ حلیہ میں یہ حکم ہو کہ نسبت کا ثبوت، یا سلب اس طرح ہے کہ اس کی جانب مخالف ضروری نہیں ہے، تو وہ قضیہ ممکنہ عامہ ہے۔ پس :-

(۸) ممکنہ عامہ وہ قضیہ موجبہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ موضوع کے لئے معمول کا ثبوت یا سلب اس طرح ہے کہ اس کی جانب مخالف ضروری نہیں ہے، جیسے کل نار حائل بالامکان العلم (موجہ) اس میں یہ حکم ہے کہ حرارت کا ثبوت آگ کیلئے اس طرح ہے کہ حرارت کی ضد برودت آگ کے لئے ضروری نہیں ہے۔ لاشئ من النار ببارد بالامکان العلم (سائبہ) اس میں یہ حکم ہے کہ برودت کی نفی آگ سے اس طرح ہے کہ حرارت کا ثبوت آگ کے لئے ضروری نہیں ہے۔

وجہ تسمیہ :- اس کو ممکنہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ جہت امکان پر مشتمل ہے۔ اور عامۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ممکنہ عامہ سے عام ہے۔

فَهَذِهِ بَسَاطَةٌ

ترجمہ :- پس یہ بساطت ہیں۔

تشریح :- یعنی یہ آٹھ قضیے جو مذکور ہوئے وہ بسیطہ ہیں۔

قضیہ بسیطہ وہ قضیہ موجبہ ہے جس میں نسبت کی صرف ایک کیفیت ایجابی، یا سلبی ذکر کی گئی ہو جیسے کل انسان حیوان بالضرورۃ اس میں صرف ایجاب ہے۔ اور لاشئ من الانسان بحجر بالضرورۃ اس میں سلب ہے۔

## موہبات مرکبہ کا بیان

مرکبہ وہ تفسیرِ موجدہ ہے جس میں نسبت کی دو کیفیتیں: ایجاب و سلب یک وقت ذکر کی گئی ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جز ثانی بملاً بیان کیا جائے۔ مستقل عبارت کے ساتھ ذکر نہ کیا جائے، اور نہ وہ تفسیرِ مرکبہ نہ کہلائے گا۔ بلکہ دو تفسیریں بسیطہ کہلائیں گے۔

**الغرض جز ثانی محل مذکور ہونا ضروری ہے خواہ مستقل لفظ سے مذکور ہو، یا مشترک لفظ سے۔** مستقل لفظ سے مذکور ہونے کی مثال: کل انسان ضاحک بالفعل، لا دائماً ہے یعنی ضحک کا ثبوت اور سلب دونوں انسان کے لئے ہیں۔ اس تفسیر میں لا دائماً ایک مستقل لفظ ہے۔ اور اس سے حکم سلبی کی طرف اشارہ ہے۔ پس لا دائماً سے تفسیرِ سالبہ مطلقہ عامہ بنے گا۔ یعنی لا شئی من الانسان بضاحک بالفعل۔ اور مشترک لفظ سے جز ثانی کے مذکور ہونے کی مثال: کل انسان کاتب بالامکان الخاص ہے۔ بالامکان الخاص کا مطلب یہ ہے کہ نسبت کی نہ جانب موافق ضروری ہے، نہ جانب مخالف۔ پس اس لفظ سے دو ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہے۔ ایک موجبہ اور ایک سالبہ یعنی کل انسان کاتب بالامکان العلم، اور لا شئی من الانسان بکاتب بالامکان العام۔

اس کے بعد چند ضروری باتیں سمجھ لینی چاہئیں۔

**پہلی بات:** تفسیرِ مرکبہ میں چونکہ دو کیفیتیں مذکور ہوتی ہیں، اس لئے ہر تفسیرِ مرکبہ سے دو بسیطی تفسیریں بنیں گے، جو کیفیت یعنی ایجاب و سلب میں مختلف ہوں گے۔ اور کرم یعنی کلیت و جزیت میں متفق ہوں گے، مثال اوپر مذکور ہوئی یعنی کل انسان ضاحک بالفعل لا دائماً۔ اس میں ایک تفسیرِ تفصیل سے موجود ہے، جو موجبہ کہیے۔ اور دوسرا تفصیلی تفسیر لا دائماً سے بنائیں گے۔ اور وہ سالبہ کہیے ہوگا یعنی لا شئی من الانسان بضاحک بالفعل۔

**دوسری بات:** تفسیرِ مرکبہ کو موجبہ یا سالبہ پہلی کیفیت کے اعتبار سے کہتے ہیں کیونکہ مفصل کیفیت وہی ہوتی ہے، دوسری کیفیت چونکہ بالا جمال ذکر کی جاتی ہے۔ اس لئے تفسیر کے موجبہ، یا سالبہ ہونے میں اس کا دخل نہیں ہوتا۔ مثال اوپر ذکر ہوئی یعنی کل انسان ضاحک بالفعل لا دائماً تفسیرِ وجودیہ لا دائمہ موجبہ ہے اس وجہ سے کہ پہلی کیفیت ایجابی ہے۔ اور لا دائماً میں جو سلبی کیفیت ہے اس کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے۔

**تیسری بات:** پہلے بتایا جا چکا ہے کہ ضرورت کی نقیض لا ضرورت ہے۔ اور لا ضرورت امکان کا مفہوم ہے۔ اور دوام کی نقیض لا دوام ہے۔ اور لا دوام فعلیت کا مفہوم ہے پس جس طرح ضرورت اور دوام کی دو ضدتیں ہیں: ذاتی اور ضمنی، اسی طرح لا ضرورت اور لا دوام کی بھی دو ضدتیں ہیں۔ پس کل چار تفسیریں ہوں گی تعریفیات یہ ہیں:

**لا ضرورت ذاتی کے معنی یہ ہیں کہ جو نسبت قضیہ میں مذکور ہے، وہ موضوع کی ذات کے لئے ضروری نہیں ہے، جب تک موضوع کی ذات موجود ہے۔ بلکہ اس کے خلاف بھی ہو سکتا ہے۔ اور نسبت مذکور کے خلاف ہو سکتا اسکا ذاتی ہے۔ پس لا ضرورت ذاتی کا مفاد قضیہ ممکنہ عامہ ہے۔**

**لا ضرورت وصفی کے معنی یہ ہیں کہ جو نسبت قضیہ میں مذکور ہے، وہ موضوع کی ذات کے لئے ضروری نہیں ہے، جب تک موضوع کی ذات وصف عنوانی کے ساتھ متعلق ہے۔ بلکہ اس کے خلاف بھی ہو سکتا ہے۔ اور نسبت مذکور کے خلاف ہو سکتا اسکا وصفی ہے۔ پس لا ضرورت وصفی کا مفاد قضیہ ممکنہ عامہ ہے۔**

**لا دوام ذاتی کے معنی یہ ہیں کہ جو نسبت قضیہ میں مذکور ہے، وہ موضوع کی ذات کے لئے دائم نہیں ہے، جب تک کہ موضوع کی ذات موجود ہے۔ بلکہ اس کے خلاف بھی ہو سکتا ہے۔ اور نسبت مذکور کے خلاف ہو سکتا فعلیت ذاتی ہے۔ پس لا دوام ذاتی کا مفاد قضیہ مطلقہ عامہ ہے۔**

**لا دوام وصفی کے معنی یہ ہیں کہ جو نسبت قضیہ میں مذکور ہے، وہ موضوع کی ذات کے لئے دائم نہیں ہے، جب تک کہ موضوع کی ذات وصف عنوانی کے ساتھ متعلق ہے۔ بلکہ اس کے خلاف بھی ہو سکتا ہے۔ اور نسبت مذکور کے خلاف ہو سکتا فعلیت وصفی ہے۔ پس لا دوام وصفی کا مفاد قضیہ جہیدہ مطلقہ ہے۔**

**چوتھی بات۔** نسبت کی جن ڈو کیفیتوں کے جمع ہونے سے اجتماع نقیضین لازم آئے، وہ ترکیب درست نہیں ہے۔ پس ضروریہ میں جو تک ضرورت ذاتی ہوتی ہے۔ اس لئے اگر اس کو لا ضرورت ذاتی یا لا ضرورت وصفی، یا لا دوام ذاتی یا لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کریں گے تو اجتماع نقیضین لازم آئے گا۔ اس لئے اس کو کسی کے ساتھ مقید کرنا درست نہیں ہے۔ اور مشروط عامہ میں ضرورت وصفی ہوتی ہے۔ اس لئے اگر اس کو لا ضرورت وصفی یا لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کریں گے تو اجتماع نقیضین لازم آئے گا۔ اس لئے یہ ترکیب بھی درست نہیں ہے، البتہ لا ضرورت ذاتی، اور لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں اجتماع نقیضین لازم نہیں آتا۔ اور دائرہ مطلقہ میں دوام ذاتی ہوتا ہے، اس لئے اس کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید نہیں کر سکتے۔ باقی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ اور رقیبہ بھائط کو چاروں کیفیتوں کے ساتھ مقید کر سکتے ہیں۔

**پانچویں بات۔** عقلا میں قدر ترکیبیں صحیح ہیں وہ سب اہل فن کے نزدیک معتبر نہیں ہیں۔ بعض مہتر ہیں اور بعض غیر مہتر ہیں۔ دو ناموں کی اور دو وقتوں کی صرف لا دوام ذاتی کے ساتھ ترکیب مہتر ہے۔ اور مطلقہ عامہ کی لا ضرورت ذاتی اور لا دوام ذاتی دونوں کے ساتھ ترکیب معتبر ہے۔ اور ممکنہ عامہ کی صرف لا ضرورت ذاتی کے ساتھ ترکیب مہتر ہے۔

وَقَدْ تَقَيَّدُ الْعَامَّتَيْنِ، وَالْوَقُوفَتَيْنِ الْمُطْلَقَتَيْنِ بِاللَادَوَلِمِ الدَّلِيلِ فَتَسْتَشِي  
الْمَشْرُوطَةَ الْخَاصَّةَ، وَالْعُرْفِيَّةَ الْخَاصَّةَ، وَالْوَقُوفَةَ، وَالْمُنْتَشِرَةَ

ترجمہ:- اور کبھی مقید کیا جاتا ہے دو عاتوں کو اور دو وقتیں مطلقوں کو لادوام ذاتی کے ساتھ ہیں کہلاتے ہیں وہ مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ اور وقتیہ اور منتشرہ۔

**تشریح:-** یہاں سے موجبات مرکب کی بحث شروع کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ:-

(۱) جب مشروطہ عامہ کو لادوام ذاتی (مطلقہ عامہ) کے ساتھ مقید کریں گے تو اس کا نام مشروطہ خاصہ ہوگا۔ یہ پہلا مرکب ہے۔ پس:-

**مشروطہ خاصہ** وہ مشروطہ عامہ ہے جس کو لادوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا گیا ہو۔ جیسے کل کاتب متحرك الاصابع بالضرورة مادام کاتب لا دائماً اس قضیہ میں یہ حکم ہے کہ حرکت اصابع دائمیں ہلنا کاتب کی ذات کے لئے اس وقت تک ضروری ہے جب تک وہ وصف عنوانی یعنی کاتبیت کے ساتھ متصف ہے ہمیشہ متحرک اصابع ضروری نہیں ہے۔ پس لا دائماً سے قضیہ مطلقہ عامہ سالہ کی طرف اشارہ ہوگا، یعنی لاشئ من الکاتب بہتحرک الاصابع بالفعل یعنی متحرک اصابع کی نقی ذات کاتب کے لئے ازمنہ ثلثہ میں سے کسی زمانے میں ہے جب کہ وہ وصف عنوانی کے ساتھ متصف نہ ہو۔ لاشئ من الکاتب یساکن الاصابع بالضرورة مادام کاتب لا دائماً، اس قضیہ میں یہ حکم ہے کہ سکون اصابع کی نقی کاتب کی ذات سے اس وقت تک ضروری ہے جب تک کہ وہ وصف عنوانی یعنی کاتبیت کے ساتھ متصف ہے ہمیشہ نقی ضروری نہیں ہے پس ذات کاتب ازمنہ ثلثہ میں سے کسی زمانے میں سکون اصابع کے ساتھ متصف ہو سکتی ہے۔ پس لا دائماً سے قضیہ مطلقہ عامہ موجب کی طرف اشارہ ہوگا۔ یعنی کل کاتب یساکن الاصابع بالفعل۔ یعنی سکون اصابع ذات کاتب کیلئے ازمنہ ثلثہ میں سے کسی زمانے میں ثابت ہے۔

(۲) اور جب عرفیہ عامہ کو لادوام ذاتی کے ساتھ مقید کریں گے تو اس کا نام عرفیہ خاصہ ہوگا۔ یہ دوسرا

مرکب ہے۔ پس:-

**عرفیہ خاصہ** وہ عرفیہ عامہ ہے جس کو لادوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا گیا ہو۔ جیسے بالادوام کل کاتب متحرك الاصابع مادام کاتب لا دائماً اس قضیہ میں یہ حکم ہے کہ متحرک اصابع کاتب کی ذات کیلئے اس وقت تک دائم ہے جب تک وہ وصف عنوانی یعنی کاتبیت کے ساتھ متصف ہے متحرک اصابع ہمیشہ ثابت نہیں ہے۔ پس

لا دائماً سے مطلقہ عامہ ساری کی طرف اشارہ ہوگا یعنی لاشی من الکاتب بمتحرك الاصابع بالفعل یعنی تحرک اصابع کی نفی ذات کاتب سے ازمہ ثلثہ میں سے کسی زمانہ میں ہے جب کہ وہ وصف عنوانی کے ساتھ متصرف نہ ہو۔  
بالدوام لاشی من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتباً لا دائماً یعنی سکون اصابع کی نفی کاتب سے اس وقت تک دائم ہے جب تک وہ وصف عنوانی یعنی کاتب کے ساتھ متصرف ہے۔ ہمیشہ نفی نہیں ہے۔ پس ذات کاتب ازمہ ثلثہ میں سے کسی زمانہ میں سکون اصابع کے ساتھ متصرف ہو سکتی ہے۔ پس لا دائماً سے قضیہ مطلقہ عامہ موجبہ کی طرف اشارہ ہوگا، یعنی کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل یعنی سکون اصابع ذات کاتب کے لئے ازمہ ثلثہ میں سے کسی زمانہ میں ثابت ہے جب کہ وہ وصف عنوانی کے ساتھ متصرف نہ ہو۔

(۳) اور جب وقیہ مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کریں گے تو اس کا نام وقیہ ہوگا۔ یہ میرا مرکب ہے۔ پس :-  
وقیہ وہ وقیہ مطلقہ ہے، جس کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا گیا ہو۔ جیسے کل قمر منخسف بالضرورة وقت الحیلولة لا دائماً ای لاشی من القمر بمنخسف بالفعل — اور لاشی من القمر بمنخسف بالضرورة وقت التزیج لا دائماً ای کل قمر منخسف بالفعل  
(۴) اور جب منتشر مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کریں گے تو اس کا نام منتشر ہوگا۔ یہ چوتھا مرکب ہے، پہلے :-  
منتشر وہ منتشر مطلقہ ہے جس کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا گیا ہو۔ جیسے کل انسان متنفس بالضرورة فی وقت ما، لا دائماً ای لاشی من الانسان بمتنفس بالفعل :- اور لاشی من الانسان بمتنفس بالضرورة فی وقت ما، لا دائماً ای کل انسان متنفس بالفعل۔

وَقَدْ تَقَيَّدَ الْمُطْلَقَةُ الْعَامَّةُ بِاللَّضَرُورَةِ الدَّائِمَةِ، فَتُسَمَّى الْوُجُودِيَّةُ اللَّاضَرُورِيَّةُ

ترجمہ :- اور کبھی مقید کیا جاتا ہے مطلقہ عامہ کو لا ضرورت ذاتی کے ساتھ۔ پس کہلاتا ہے وہ وجودیہ لا ضروریہ۔

(۵) جب مطلقہ عامہ کو لا ضرورت ذاتی کے ساتھ مقید کریں گے تو اس کا نام وجودیہ لا ضروریہ ہوگا۔ یہ پانچواں مرکب ہے۔  
وجودیہ لا ضروریہ وہ مطلقہ عامہ ہے، جس کو لا ضرورت ذاتی (مکنہ عامہ) کے ساتھ مقید کیا گیا ہو جیسے کل انسان ضاحک بالفعل لا بالضرورة۔ ای لاشی من الانسان بضاحك بالامكان العام :-  
— اور لاشی من الانسان بضاحك بالفعل لا بالضرورة۔ ای کل انسان ضاحك بالامكان العام :-

أَوْ بِاللَّدَوَامِ الدَّائِمِ، فَتُسَمَّى الْوُجُودِيَّةُ اللَّادَائِمَةُ

ترجمہ: یاد رکھی مقید کیا جاتا ہے مطلق عامہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ، پس کہلاتا ہے وہ وجودیہ لا دائمہ۔

(۶) اور جب مطلق عامہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کریں گے تو اس کا نام وجودیہ لا دائمہ ہوگا۔ یہ چھٹا کرہ ہے پس وجودیہ لا دائمہ وہ مطلق عامہ ہے جس کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا گیا ہو جیسے: کل انسان ضاحک بالفعل لا دائماً ای لا شئ من الانسان بضاحک بالفعل — اور لا شئ من الانسان بمقتس بالفعل لا دائماً ای کل انسان مقتس بالفعل ۛ

وَقَدْ تَقَيَّدُ الْمُمَكِّنَةُ الْعَامَّةُ بِالْأَضْرُورَةِ مِنَ الْجَانِبِ الْمَوْافِقِ  
أَيْضًا، فَتَسَمَّى الْمُمَكِّنَةُ الْخَاصَّةُ

ترجمہ: اور کبھی مقید کیا جاتا ہے ممکنہ عامہ کو لا ضرورت کے ساتھ جانب موافق سے بھی پس کہلاتا ہے وہ ممکنہ خاصہ۔

(۷) اور جب ممکنہ عامہ کو جانب موافق کی لا ضرورت کے ساتھ مقید کیا جائے گا تو اس کا نام ممکنہ خاصہ ہوگا۔ یہ ساتواں کرہ ہے۔ پس ۛ

ممكنہ خاصہ وہ ممکنہ عامہ ہے جس کو جانب موافق کے غیر ضروری ہونے کے ساتھ مقید کیا گیا ہو جیسے کل انسان كاتب بالامكان الخاص ای کل انسان كاتب بالامكان العام ۛ ولا شئ من الانسان بکاتب بالامكان العام ۛ

وَهَذِهِ مُرَكَّبَاتٌ؛ لِأَنَّ اللَّادَامَ إِشَارَةٌ إِلَى مُطْلَقَةٍ عَامَّةٍ وَالْأَضْرُورَةَ  
إِلَى مُمَكِّنَةٍ عَامَّةٍ مُخَالَفَتِ الْكَيْفِيَّةِ وَمُؤَافَقَتِ الْكَيْفِيَّةِ بِمَا قَدْ بَيَّنَّا

ترجمہ: اور یہ مرکبات ہیں۔ اس لئے کہ لا دوام اشارہ ہے مطلق عامہ کی طرف۔ اور لا ضرورت اشارہ ہے ممکنہ عامہ کی طرف، جو دونوں کیفیت میں مختلف ہوں گے۔ اور کیت میں متفق ہوں گے اس قضیہ سے جو مقید کیا گیا ہے ان دونوں کے ساتھ (یعنی لا دوام اور لا ضرورت کے ساتھ)

تشریح: یعنی اگر اصل قضیہ کیسے ہو مطلق عامہ اور ممکنہ عامہ ہی کلیہ ہوں گے اور اگر اصل قضیہ جزئیہ ہو تو یہی جزئیہ ہوں گے۔ کیونکہ یہ دونوں قضیے کیت یعنی کلیت و جزئیت میں پہلے قضیہ کے ساتھ متفق ہونے پر

لیکن اگر اصل قضیہ موجب ہے تو مطلقہ عامہ اور مکملہ عامہ سائبہ ہوں گے اور اگر اصل قضیہ سائبہ ہے تو یہ دونوں موجب ہوں گے۔ کیونکہ یہ دونوں قضیہ کیفیت یعنی ایجاب و سلب میں پہلے قضیہ کے برخلاف ہوتے ہیں۔ مثلاً کل انسان ضاحک بالفعل، لادائماً میں اصل قضیہ موجبہ اور کلیہ ہے اس لئے لادائماً سے جو مطلقہ عامہ ہے گا وہ کلیہ تو ہوگا مگر سائبہ ہوگا، موجبہ نہیں ہوگا۔ پس لادائماً سے مطلقہ عامہ نے گا لاشعنی من الانسان بضاحک بالفعل۔

اور اگر اصل قضیہ موجبہ جزئیہ ہے تو دوسرا سائبہ جزئیہ ہوگا جیسے بعض الانسان عالم بالفعل، لادائماً ای لیس بعض الانسان بعالم بالفعل۔ اور اگر اصل قضیہ سائبہ کلیہ ہے تو دوسرا موجبہ کلیہ ہوگا جیسے لاشعنی من الانسان بضاحک بالفعل، لادائماً ای کل انسان ضاحک بالفعل اور اگر اصل قضیہ سائبہ جزئیہ ہے تو دوسرا موجبہ جزئیہ ہوگا جیسے لیس بعض الانسان بعالم بالفعل، لادائماً ای بعض الانسان بعالم بالفعل۔

### فصل

#### الشَّرْطِيَّةُ

مُتَّصِلَةٌ إِنْ حُكِمَ فِيهَا بِثَبُوتِ نَسَبَةٍ عَلَى تَقْدِيرِ أُخْرَى أَوْ نَفْيِهَا لَزُومِيَّةٌ إِنْ كَانَ ذَلِكَ بِعِلَاقَةٍ، وَإِلَّا فَاتِّفَاقِيَّةٌ

ترجمہ۔ فصل۔ قضیہ شرطیہ بمتصلہ ہے اگر حکم لگایا گیا ہو اس میں ایک نسبت کے ثبوت کا دوسری نسبت کے مان لینے پر یا اس کی نفی کا۔ لزومیہ ہے اگر ہو یہ حکم کسی تعلق کی بنا پر ورنہ نہ تو اتفاقیہ ہے۔

تشریح۔ اس فصل میں تضاد یا شرطیہ کی بحث ہے۔ قضیہ شرطیہ کی تقسیم قضیہ حلیہ کی بحث پہلے گذر چکی ہے۔ وہاں شرطیہ کی جو تعریف کی گئی تھی، وہی تعریف تھی۔ یعنی حلیہ وہ قضیہ ہے جس میں ایک شئی کا دوسری شئی کیلئے ثبوت، یا ایک شئی کی دوسری شئی سے نفی ہو۔ اور شرطیہ وہ قضیہ ہے جس میں یہ بات نہ ہو۔ شرطیہ کی یہ تعریف بھی ہے۔ اب ایک نئی تعریف سنئے۔

قضیہ شرطیہ وہ قضیہ ہے جس میں دو باتوں میں سے کوئی ایک بات پائی جاتی ہو۔

(۱) یا تو ایک نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر دوسری نسبت کا ثبوت ہو یا نفی ہو، اگر ثبوت ہو تو وہ موجبہ ہے اور نفی ہو تو وہ سائبہ ہے۔ مثلاً جب بھی سورج نکلا ہوا ہو تو دن موجود ہوگا۔ اس میں پہلی نسبت کے ثبوت کی صورت

میں یعنی سورج نکلے ہوئے ہونے کی صورت میں دوسری نسبت کا ثبوت ہے۔ یعنی دن کے موجود ہونے کا حکم ہے۔  
یہ مثال وجہ کی ہے، عربی میں کہیں گے: کُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالَعَةً فَالْهَارُ موجود

سائبہ کی مثال جب سورج نکلا ہوا ہو تو ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کہ رات لا جو ہو۔ لیس اَلْبَيْتَةُ کُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالَعَةً فَالْهَارُ موجود ہے اس قضیہ میں پہلی نسبت کے ثبوت کی صورت میں یعنی سورج نکلے ہوئے ہونے کی صورت میں دوسری نسبت کی نفی ہے یعنی رات کے موجود ہونے کی نفی ہے۔

(۲) یا اس قضیہ میں دو چیزوں کے درمیان تضاد (یعنی تثنائی) یا عدم تضاد (یعنی عدم تثنائی) کا حکم ہو۔  
اگر تضاد کا حکم ہے تو وہ قضیہ موجب ہے۔ اور عدم تضاد کا حکم ہے تو وہ سائبہ ہے۔ جیسے یہ عدد (مثلاً تین) یا وجفت ہے یا طاق (اَمَّا اَنْ يَكُوْنَ هَذَا الْعَدَدُ زَوْجًا اَوْ فَرْدًا) اس میں یہ حکم ہے کہ جفت اور طاق میں تضاد ہے۔ ایک میں عدد جفت اور طاق دونوں نہیں ہو سکتا۔ دونوں میں سے کوئی ایک ہی ہوگا، یہ قضیہ موجب ہے۔ کیونکہ اس میں تثنائی یعنی تضاد کا حکم ہے۔

سائبہ کی مثال۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ یہ عدد (مثلاً چار) یا وجفت ہو، یا مساوی تقسیم ہونے والا ہو۔ لیس اَلْبَيْتَةُ اَمَّا اَنْ يَكُوْنَ هَذَا الْعَدَدُ زَوْجًا اَوْ مُنْفَكِّمًا بِمُقَسَّاتٍ مِثْلِ (۱) اس میں یہ حکم ہے کہ جفت ہونے میں اور مساوی تقسیم ہونے میں تضاد نہیں ہے۔

الغرض ان دو باتوں میں سے کوئی بھی ایک بات پائی جائے تو وہ قضیہ شرطیہ ہے۔ پھر اگر پہلی بات پائی جاتی ہے یا یعنی ایک نسبت کے ثبوت کی صورت میں دوسری نسبت کے ثبوت کا یا نفی کا حکم ہے تو وہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے۔ اور اگر اس قضیہ میں دوسری بات پائی جاتی ہے یعنی دو چیزوں میں تضاد یا عدم تضاد کا حکم ہے تو وہ قضیہ شرطیہ منفصلہ ہے۔

پھر شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں۔ لزومیہ اور انتقائیہ۔

لزومیہ وہ متصلہ ہے جس میں پہلی نسبت (یعنی مقدم) اور دوسری نسبت (یعنی تالی) کے درمیان کوئی ایسی بات پائی جاتی ہو، جو تالی کی مصاحبت (یعنی ساتھ ہونے) کو چاہتی ہو۔

جو چیزیں مصاحبت کو چاہتی ہیں، وہ چاہتی ہیں۔

(۱) مقدم تالی کے لئے علت ہو۔ جیسے جب سورج نکلا ہو، تو دن موجود ہوگا۔ اس میں طلوع غم وجود نہار کی علت ہے۔

(۲) تالی مقدم کے لئے علت ہو جیسے جب سورج نکلا ہو، تو سورج نکلا ہوگا۔ اس میں تالی یعنی

طلوع غم، مقدم یعنی وجود نہار کی علت ہے۔



(۳) مقدم اور تالی دونوں کسی تیسری چیز کے معلول ہیں۔ جیسے جب بھی دن موجود ہوگا، تو جہاں روشن ہوگا۔  
 (کُلَّمَا كَانَ النَّهَارُ مَوْجُودًا، كَانَ الْعَالَمُ مُضِيًّا) اس میں مقدم یعنی وجود نہار اور تالی یعنی عالم کے روشن ہونے کی علت طلوع شمس ہے۔ اور یہ دونوں (مقدم اور تالی) اس کے (یعنی طلوع شمس کے) معلول ہیں۔  
 (۴) مقدم اور تالی متضامین ہوں جیسے جب بھی زید عرو کا باپ ہوگا، تو عرو اس کا بیٹا ہوگا۔ کُلَّمَا كَانَ زَيْدٌ أَبًا، كَانَ عَمْرُو بْنُ بَنَاهُ،

متضامین ایسی ڈوجیزوں کو کہتے ہیں جن میں سے ہر ایک کا سمجھنا دوسرے پر موقوف ہو جیسے اُتوت رباب ہونا، اور بُتوت (بیٹا ہونا)۔

اتفاقیہ وہ متصلہ ہے جس کے مقدم و تالی کے درمیان کوئی ایسا تعلق نہ ہو، جو مصاحبت کو چاہتا ہو جیسے اگر انسان ناطق ہے تو عمار ناہق ہے۔ (ان كان الانسان ناطقًا، فالعمار ناھق) یہ اتفاقیہ موجب ہے۔ اور جب بھی انسان ناطق ہوگا، تو ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ گھوڑا ناہق ہو لیس کُلَّمَا كَانَ الْاِنْسَانُ نَاطِقًا، كَانَ الْغَرَسُ نَاطِقًا، یہ اتفاقیہ سالبہ ہے۔

وَمُنْفَصِلَةٌ اِنْ حُكِمَ فِيهَا بِتَنَافِي النَّسَبَتَيْنِ اَوْ لَا تَنَافِيَهُمَا، صَدَقًا وَكَذِبًا  
 مَعًا وَهِيَ الْحَقِيقِيَّةُ، اَوْ صَدَقًا فَقَطَّ فَمَانِعَةٌ الْجَمْعِ، اَوْ كَذِبًا فَقَطَّ، فَمَانِعَةُ الْخُلُوِّ

ترجمہ:- اور منفصلہ ہے اگر حکم لگایا گیا ہو شرطیہ میں دو نسبتوں میں جدائی کا یا دو نسبتوں میں عدم جدائی کا مجمع ہونے کے اعتبار سے اور مرتفع ہونے کے اعتبار سے ایک ساتھ اور وہ حقیقیہ ہے، یا صرف مجمع ہونے کے اعتبار سے تو وہ مانعہ الجمع ہے یا صرف مرتفع ہونے کے اعتبار سے تو وہ مانعہ الخلو ہے۔

تشریح اس عبارت میں شرطیہ کی دوسری قسم منفصلہ کی تقسیم کی گئی ہے۔ سب سے پہلے منفصلہ کی تعریف سنئے:-  
 شرطیہ منفصلہ وہ قضیہ ہے جس میں دو چیزوں میں تضاد یا عدم تضاد کا حکم ہو۔ اگر تضاد کا حکم ہے تو وہ منفصلہ موجب ہے، جیسے یہ مرد (مثلاً چار) یا توجت ہے یا طاق ہے، اِنَّمَا اَنْ يَكُونَ هَذَا الْعَدَدُ زَوْجًا اَوْ فَرْدًا، اس قضیہ میں توجت اور طاق میں تضاد کا حکم ہے کہ ایک ہی مرد توجت بھی ہو اور طاق بھی ہو ایسا نہیں ہو سکتا دوسری مثال: یہ چیز یا تو درخت ہے یا پتھر ہے، اِنَّمَا اَنْ يَكُونَ هَذَا الشَّيْءُ شَجَرًا اَوْ حَجَرًا، اس قضیہ میں درخت اور پتھر میں تضاد کا حکم ہے چنانچہ ایک ہی چیز درخت بھی ہو اور پتھر بھی ہو ایسا نہیں ہو سکتا۔  
 اور اگر عدم تضاد کا حکم ہے تو وہ سالبہ ہے، جیسے یہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ یہ مرد (مثلاً چار) یا توجت ہو

یا مساوی تقسیم ہونے والا ہو۔ کیونکہ ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ چار کا عدد جفت بھی ہے اور مساوی تقسیم ہونے والا بھی ہے۔ اس لئے ان دو باتوں کے درمیان تردید نہیں کی جاسکتی۔ اَلْبَتَّةَ اِمَّا اَنْ يَكُونَ هَذَا الْعَدَدُ زَوْجًا اَوْ مُنْفَصِلًا بِمُقْتَضَا وَبَيِّنٍ

دوسری مثال: ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ یہ چیز یا تو گھوڑا ہے یا حیوان ہے۔ یعنی گھوڑا ہونے اور حیوان ہونے میں تردید کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ان دونوں باتوں میں تضاد نہیں ہے (لیس البتہ اِمَّا اَنْ يَكُونَ هَذَا الشَّيْءُ فَرَسًا اَوْ حَيَوَانًا)

پھر شرط منفصلہ کی تین قسمیں ہیں، حقیقیہ، مانعہ الجمع اور مانعہ التخلو

(۱) منفصلہ حقیقیہ وہ منفصلہ ہے جس میں تضاد یا عدم تضاد کا حکم صدق و کذب دونوں میں ہو یعنی پائے جانے میں بھی ہو اور نہ پائے جانے میں بھی ہو۔ مثال گذر چکی تھی ”یہ عدد یا تو جفت ہوگا یا طاق“۔ اس قضیہ میں یہ حکم ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی معین عدد جفت و طاق دونوں ہو یا دونوں نہ ہوں بلکہ ان میں سے کوئی ایک بات ضرور صادق ہوگی اور دوسری کاذب ہوگی یعنی اگر وہ عدد جفت ہے تو طاق نہ ہوگا اور طاق ہے تو جفت نہ ہوگا۔ یہ حقیقیہ موجب کی مثال ہے۔ اور حقیقیہ سالبہ کی مثال بھی گذر چکی ہے کہ دو ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ یہ عدد یا تو جفت ہو یا مساوی تقسیم ہونے والا ہو۔ اس میں عدم تضاد کا حکم صدق و کذب دونوں میں ہے پس کسی معین عدد میں یہ دونوں باتیں ایک ساتھ جمع بھی ہو سکتی ہیں اور مرتفع بھی ہو سکتی ہیں۔

(۲) مانعہ الجمع وہ منفصلہ ہے جس میں تضاد یا عدم تضاد کا حکم صرف صدق (پائے جانے) میں ہو جیسے ”یہ چیز یا تو درخت ہوگی یا پتھر“ اِمَّا اَنْ يَكُونَ هَذَا الشَّيْءُ شَجَرًا اَوْ حَجَرًا اس میں یہ حکم ہے کہ درخت اور پتھر میں تضاد صرف صدق (پائے جانے) میں ہے پس کوئی معین چیز درخت اور پتھر دونوں نہیں ہو سکتی۔ کذب نہ پائے جانے میں تضاد کا حکم نہیں ہے، کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی معین چیز نہ درخت ہو نہ پتھر مثلاً حیوان کہ وہ نہ درخت ہے نہ پتھر۔ یہ مانعہ الجمع موجب کی مثال ہے۔

مانعہ الجمع سالبہ کی مثال یہ ہے کہ ”ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ یہ انسان حیوان ہو یا کالا ہو“ اَلْبَتَّةَ اِمَّا اَنْ يَكُونَ هَذَا الْاِنْسَانُ حَيَوَانًا اَوْ اَسْوَدًا اس میں یہ حکم ہے کہ حیوان اور اسود میں عدم تضاد فقط صدق میں ہے۔ کیونکہ کوئی معین انسان حیوان اور اسود دونوں ہو سکتا ہے۔ کذب میں عدم تضاد نہیں ہے کیونکہ ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی معین انسان نہ حیوان ہو نہ کالا ہو، جب انسان ہے تو حیوان تو ضرور ہوگا۔ وجہ تسمیہ: چونکہ موجب میں تنافی اور تضاد صرف صدق میں ہے یعنی دونوں نسبتوں کا جمع ہونا محال ہے۔

اس وجہ سے اس کو مانعہ الخلو کہتے ہیں یعنی وہ قضیہ جس کے موجب میں دونوں نسبتوں کا اجتماع مستح ہے۔

نوٹ :- وجہ تسمیہ میں صرف موجبہ کا لحاظ کیا گیا ہے، سالبہ کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔

(۳) مانعہ الخلو وہ منقطعہ ہے جس میں تضاد یا عدم تضاد کا حکم صرف کذب نہ پائے جانے میں ہو۔ قضیہ مانعہ الخلو موجبہ کی مثال :- زید یا تو دریا میں ہو گا یا نہ ڈوبے گا، ارہما اَنْ یكون زید فی البحر اولاً یغرق) اس میں تضاد کا حکم صرف نہ پائے جانے میں ہے یعنی دریا میں ہونا اور نہ ڈوبنا دونوں باتیں ایک ساتھ نہ پائی جائیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ورنہ یہ صورت ہوگی کہ زید دریا میں نہ ہو اور ڈوب جائے۔ اس قضیہ میں صدق میں تضاد کا حکم نہیں ہے کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ زید دریا میں ہو اور نہ ڈوبے۔

قضیہ مانعہ الخلو سالبہ کی مثال :- ہر ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ یہ چیز انسان ہو یا گھوڑا، (لیس البتہ ارہما اَنْ یكون هذا الشئ انساناً أو فرساً) اس قضیہ میں عدم تضاد کا حکم صرف کذب نہ پائے جانے میں ہے یعنی ایک معین چیز انسان ہو اور نہ گھوڑا، ایسا ہو سکتا ہے مثلاً پتھر ہو۔ اس قضیہ میں صدق رکھنے جانے میں عدم تضاد کا حکم نہیں ہے، بلکہ تضاد ہے کیونکہ ایک معین چیز انسان اور فرس دونوں ایک ساتھ نہیں ہو سکتی۔ وجہ تسمیہ :- اس قضیہ کا نام بھی موجبہ کا لحاظ کر کے رکھا گیا ہے، سالبہ کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے اور موجبہ میں دونوں باتیں مرتفع ہوں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ یعنی زید دریا میں نہ ہو اور ڈوب جائے، ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کو مانعہ الخلو کہتے ہیں یعنی وہ قضیہ جس کے موجب میں دونوں باتوں سے خالی ہونا مستح ہو۔

وَكُنْ مِنْهُمَا عِنْدَیْهِ، اِنْ كَانَ التَّنَافُّی لِبَيْنِ الْجَزَئِیْنِ، وَلاَ فَاتِنَافُیَّةٌ

ترجمہ :- اور ان دونوں میں سے ہر ایک عنادیہ ہے، اگر ہوتا فی (جہانی) دونوں جزؤں کی ذات کی وجہ سے، ورنہ تو اتفاقیہ ہے۔

منقطعہ کی تینوں قسموں کی پھر دو دو قسمیں ہیں: عنادیہ اور اتفاقیہ۔

عنادیہ وہ قضیہ منقطعہ ہے جس کے مقدم و تاالی میں تنافی (تضاد) ذاتی ہو۔

اتفاقیہ وہ قضیہ منقطعہ ہے جس کے مقدم و تاالی میں تنافی ذاتی نہ ہو، بلکہ اتفاقی ہو۔

ذاتی تنافی کا مطلب یہ ہے کہ مقدم و تاالی کی ذات تنافی کو چاہتی ہو، چنانچہ تنافی ہر مادہ میں پائی جائے گی۔

ہر مادہ میں تنافی پائی جائے گی اور کسی مادہ میں نہ پائی جائے۔

اتفاقی تنافی کا مطلب یہ ہے کہ مقدم و تاالی کی ذات کی وجہ سے تنافی نہ ہو بلکہ مادہ کی خصوصیت کی وجہ سے

ذیل میں تمام قسمیں مثالوں کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) منفصلہ حقیقیہ عنادویہ وہ قضیہ حقیقیہ ہے جس کے مقدم و تالی میں تنافی (تضاد) ذاتی ہو،

جیسے اَمَا اَنْ یكونَ هَذَا الْعَدَدُ زَوْجًا وَفَرْدًا۔ زوجیت (جفت ہونے) اور فردیت (طاق ہونے) میں منافات ذاتی ہے یعنی کسی جگہ یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

نوٹ: اگر قضیہ حقیقیہ کے مقدم و تالی میں سے ہر ایک کا مفہوم دوسرے کے مفہوم کی نفی یا مساوی نفی ہو تو تنافی ذاتی ہوگی جیسے اوپر کی مثال میں مقدم و تالی نفیغین ہیں، اس لئے تنافی ذاتی ہے۔

(۲) منفصلہ مانعہ الجمع عنادویہ وہ قضیہ مانعہ الجمع ہے جس کے مقدم و تالی میں تنافی ذاتی ہو

جیسے اَمَا اَنْ یكونَ هَذَا الشَّیْءُ شَجَرًا اَوْ حَجَرًا۔ شجرت درخت ہونا اور حجریت (پتھر ہونے) میں منافات ذاتی ہے یعنی کسی جگہ یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

نوٹ: اگر قضیہ مانعہ الجمع کے مقدم و تالی میں سے ہر ایک کا مفہوم دوسرے کی نفی سے اخذ ہو تو تنافی ذاتی ہوگی

جیسے اوپر کی مثال میں لا شجر اور حجر میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے، لا شجر عام ہے اور حجر خاص ہے اسی طرح لا حجر اور شجر میں بھی عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے لا حجر عام ہے اور شجر خاص ہے۔

اس لئے تنافی ذاتی ہے۔

(۳) منفصلہ مانعہ الخلو عنادویہ وہ قضیہ مانعہ الخلو ہے جس کے مقدم و تالی میں تنافی ذاتی ہو۔

جیسے اَمَا اَنْ یكونَ زَیْدٌ فِی الْبَحْرِ وَاَمَّا اَنْ لَا یَغْرُقَ دَرِیَا مِیْنِیْ ہونے اور نہ ڈوبنے میں منافات ذاتی ہے اسی طرح کہ دونوں کا ارتقاغ نہیں ہو سکتا یعنی زید دریا میں نہ ہو اور ڈوب جائے ممکن نہیں ہے۔

نوٹ: اگر قضیہ مانعہ الخلو کے مقدم و تالی میں سے ہر ایک کا مفہوم دوسرے کے مفہوم کی نفی سے عام ہو تو تنافی ذاتی ہوگی جیسے اوپر کی مثال میں دریا میں نہ ہونا جو مقدم کی نفی ہے اور نہ ڈوبنا جو بعیدہ تالی ہے

ان میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ عدم کو نہ فی البحر خاص ہے اور عدم غرق عام ہے اور ڈوبنا جو تالی کی نفی ہے اور دریا میں ہونا جو بعیدہ مقدم ہے، ان میں بھی عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے غرق ہونا

خاص ہے اور کو نہ فی البحر عام ہے، اس لئے تنافی ذاتی ہے۔

(۴) منفصلہ حقیقیہ اتفاقیہ وہ قضیہ حقیقیہ ہے جس کے مقدم و تالی میں تنافی ذاتی نہ ہو، بلکہ

اتفاقی ہو، جیسے اَمَا اَنْ یكونَ هَذَا اُسُوْدٌ اَوْ جَاہِلٌ، دراصل حایکہ ہذا کا اشارہ یہ کوئی گور جاہل آدمی ہو یا کوئی کالا عالم آدمی ہو پس نہ تو دونوں باتیں صادق ہوں گی نہ کاذب، کیونکہ پہلی صورت میں وہ اسوئیں

ہے بلکہ گور ہے۔ اور دوسری صورت میں وہ جاہل نہیں ہے بلکہ عالم ہے۔ مگر یہ تنافی خاص

مثال کی وجہ سے ہے، اگر مثال بدل جائے یعنی ہذا کا مشار الیہ کوئی کالا جابل ہو، یا گورا عالم ہو، تو دونوں باتیں صادق بھی ہوں گی اور کاذب بھی ہوں گی۔

(۵) منفصلہ مانعۃ الجمع اتفاقیہ وہ قضیہ مانعۃ الجمع ہے جس کے مقدم و نتالی میں تنانی ذاتی نہ ہو، بلکہ اتفاقاتی ہو۔ جیسے إِمَّا أَنْ يَكُونَ هَذَا أَسْوَدَ أَوْ عَالِقًا، درآں حالیکہ ہذا کا مشار الیہ گورا جابل ہو، تو اس میں دونوں باتیں جمع نہ ہو سکیں گی۔ مگر نفی ہو سکے گی، کیونکہ مشار الیہ گورا اور جابل ہے۔ مگر یہ تنانی خاص مثال کی وجہ سے ہے، اگر مثال بدل جائے تو تنانی باقی نہ رہے گی۔ مثلاً ہذا کا مشار الیہ کوئی کالا عالم ہو تو اب تنانی باقی نہ رہے گی بلکہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں گی۔

(۶) منفصلہ مانعۃ النحول اتفاقیہ وہ قضیہ مانعۃ النحول ہے جس کے مقدم و نتالی میں تنانی ذاتی نہ ہو، بلکہ اتفاقاتی ہو۔ جیسے إِمَّا أَنْ يَكُونَ هَذَا أَمِيقًا أَوْ جَاهِلًا، درآں حالیکہ ہذا کا مشار الیہ گورا جابل ہو، تو دونوں باتیں جمع تو ہو سکتی ہیں۔ مگر دونوں باتیں مرتفع نہیں ہو سکتیں۔ مگر یہ تنانی خاص مثال کی وجہ سے ہے۔ اگر مثال بدل جائے تو تنانی باقی نہ رہے گی۔ مثلاً ہذا کا مشار الیہ کالا عالم ہو تو دونوں باتیں مرتفع ہو جائیں گی۔

ثُمَّ الْحُكْمُ فِي الشَّرْطِيَّةِ: إِنْ كَانَ عَلَى جَمِيعِ تَقَادِيرِ الْمُقَلَّمِ كَلِمَةً، أَوْ بَعْضَهَا مُطْلَقًا، فَجَرِيئَةٌ؛ أَوْ مَعْنِيًا شَخْصِيَّةً، وَالْأُخْرَى هَلَكَةٌ

ترجمہ۔ پھر حکم شرطیہ میں اگر ہو مقدم کے پائے جانے کی تمام صورتوں میں تو وہ کلیہ ہے، یا بعض غیر متعین صورتوں میں تو وہ جزئیہ ہے، یا معین صورت میں تو وہ شخصیت ہے، ورنہ تو وہ ہلکتہ ہے۔

تشریح۔ قضیہ شرطیہ کی (خواہ وہ متصل ہو یا منفصلہ) پھر تین قسمیں ہیں۔ شخصیت، محصورہ اور ہلکتہ یہ تقسیم مقدم کی حالت کے اعتبار سے ہے۔ قضیہ شرطیہ طبعیہ نہیں ہو سکتا۔

(۱) شرطیہ شخصیت وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں حکم مقدم کی کسی متعین حالت کے اعتبار سے ہو، جیسے اگر آج زید مجھ سے ملے گا تو میں اس کو انعام دوں گا۔ (إِنْ جَاءَ فِي الْيَوْمِ زَيْدٌ أَتَعَمَّتْ عَلَيْهِ) اس میں ملنے کی حالت پر انعام کرنے کا حکم ہے۔

(۲) شرطیہ محصورہ وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں حکم مقدم کے تمام یا بعض حالات کے اعتبار سے ہو اگر تمام حالات کے اعتبار سے ہے تو وہ محصورہ کلیہ ہے جیسے کَلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً كَانَ النَّهَارُ

موجودہ ۱۔ اور اگر حکم بعض غیر معین حالات کے اعتبار سے ہے تو وہ جزئیہ ہے، جیسے قد یكون إذا كان الشيء حيواناً كان انساناً (کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی چیز حیوان ہو تو وہ انسان ہو)۔ پھر کلیہ میں اگر حکم مقدم کے تمام حالات میں ایجابی ہو تو وہ موجبہ کلیہ ہے اور سلبی ہو تو سالبہ کلیہ ہے۔ اسی طرح جزئیہ میں اگر حکم مقدم کے بعض حالات میں ایجابی ہو تو وہ موجبہ جزئیہ ہے، اور سلبی ہو تو سالبہ جزئیہ ہے۔ اور ان چاروں کو محصورات اربعہ کہتے ہیں۔

نوٹ (۱) محصورات اربعہ کے بیان میں مصنف رحمہ اللہ نے بہت اختصار سے کام لیا ہے۔

نوٹ (۲) متصلہ موجبہ کلیہ کا سور کلاماً، مطلقاً اور حقیقی ہے اور منفصلہ موجبہ کلیہ کا سور دائماً اور ابدی ہے اور متصلہ سالبہ کلیہ اور منفصلہ سالبہ کلیہ کا سور لیس البتہ ہے اور متصلہ موجبہ جزئیہ اور منفصلہ موجبہ جزئیہ کا سور قد یكون ہے اور متصلہ سالبہ جزئیہ اور منفصلہ سالبہ جزئیہ کا سور قد لا یكون ہے۔ اور موجبہ کلیہ کے سور پر حرف نفی داخل کرنے سے بھی سالبہ جزئیہ بن جاتا ہے۔

(۳) شرطیہ مہملہ وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں حکم مقدم پر مطلق ہو، تمام حالات یا بعض حالات کا کوئی ذکر نہ ہو، جیسے إذا كان الشيء انساناً كان حیواناً۔

وَطَرَفَا الشَّرْطِيَّةِ فِي الْأَصْلِ قَضِيَّتَانِ: حَمَلَتَانِ، أَوْ مُنْفَصِلَتَانِ، أَوْ مُنْفَصِلَتَانِ  
أَوْ مُخْتَلِفَتَانِ، إِلَّا أَنَّهُمَا خَرَجَتَا بِزِيَادَةِ أَذَاةِ الْإِتِّصَالِ وَالْإِنْفِصَالِ عَنِ التَّامِّ.

ترجمہ: اور قضیہ شرطیہ کے دونوں کنارے درحقیقت دو قضیے ہیں: دو حملیے، یا دو شرطیے، یا دو منفصلے، یا دو مختلف۔ البتہ وہ دونوں نکل گئے ہیں حرف اتصال اور حرف انفصال بڑھنے کی وجہ سے پورا ہونے سے۔

تشریح: یہ بات پہلے معلوم ہو چکی ہے کہ قضیہ شرطیہ دو قضیوں سے مرکب ہوتا ہے۔ پہلا قضیہ مقدم کہلاتا ہے اور دوسرا تاہی۔ اب جاننا چاہئے کہ قضیہ شرطیہ کے یہ دونوں جزر حملیہ بھی ہو سکتے ہیں، اور شرطیہ بھی ہو سکتے ہیں، متصلہ بھی ہو سکتے ہیں اور منفصلہ بھی ہو سکتے ہیں، اور مختلف بھی ہو سکتے ہیں یعنی ایک حملیہ اور ایک شرطیہ متصل ہو، یا ایک حملیہ اور ایک شرطیہ منفصل ہو، یا ایک شرطیہ متصل اور ایک شرطیہ منفصل ہو۔

مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ وہ دو قضیے قضیہ شرطیہ بننے کے بعد دو باقی نہیں رہتے ہیں بلکہ ایک قضیہ بن جاتا ہے، کیونکہ حروف اتصال یا حروف انفصال داخل ہونے کے بعد دونوں مل کر کلام تام ہوتے ہیں، مثلاً دو حملیے ہیں الشمس طلعت اور النهار موجود یہ دو قضیے ہیں، کیونکہ دونوں کلام تام ہیں، ہر ایک پر سکوت صحیح ہے، مگر جب ہم ان پر حروف اتصال داخل کریں گے اور کہیں گے ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود

قواب ہر ایک کلام تام نہیں رہے گا کیونکہ اس پر سکوت صحیح نہیں ہے، بلکہ شرط و جزا مل کر کلام تام ہوں گے اس لئے اب وہ ایک قضیہ کہلائیں گے۔ اسی طرح دو جملے ہیں هذا العدد زوج اور هذا العدد فرد، یہی دو قضیے ہیں، کیونکہ دونوں کلام تام ہیں، ہر ایک پر سکوت صحیح ہے مگر جب ہم ان پر حروف انفصال داخل کریں گے اور کہیں گے۔ إما أن یکون هذا العدد زوجاً او فرداً تو اب ہر ایک کلام تام نہیں رہے گا، کیونکہ اس پر سکوت صحیح نہیں ہے، بلکہ دونوں مل کر کلام تام ہوں گے اور ایک قضیہ کہلائیں گے۔ نوٹ حروف اتصال ان شرطیہ اور قہریہ ہیں اور حروف انفصال اتماء اور آؤ ہیں۔

## فصل

التَّخَالُفُ: اَلْقَضِيَّتَيْنِ بِحَيْثُ يَلْزَمُ لِدَاتِهِ مِنْ صَدَقٍ  
يَكُنْ كَذِبُ الْآخَرَى، أَوْ بِالْعَكْسِ

ترجمہ بتناقض: دو قضیوں کا اس طرح مختلف ہونا ہے کہ بغیر واسطہ کے لازم آئے ہر ایک کے سچا ہونے سے دوسرے کا جھوٹا ہونا، یا برعکس (یعنی ہر ایک کے کاذب ہونے سے دوسرے کا صادق ہونا لازم آئے)

تناقض دو قضیوں کا اس طرح مختلف ہونا کہ وہ بلا واسطہ اس بات کو متفق ہی ہو کہ اگر کوئی بھی ایک قضیہ صادق ہو تو دوسرا کاذب ہو یا کوئی بھی ایک قضیہ کاذب ہو تو دوسرا صادق ہو، جیسے زید انسان اور زید لیس انسان میں اختلاف ہے، کیونکہ پہلا موجب ہے اور دوسرا سائبہ، اور اختلاف بھی ایسا ہے کہ ان دو قضیوں کی ذات اس بات کو چاہتی ہے کہ اگر دونوں میں سے ایک سچا ہے تو دوسرا ضرور جھوٹا ہے یا ایک جھوٹا ہے تو دوسرا ضرور سچا ہے۔

نوٹ (۱) لڈاتہ (بلا واسطہ) کی قید سے وہ اختلاف نکل گیا جو بالواسطہ ہوتا ہے جیسے زید انسان اور زید لیس بناتق کا اختلاف۔ یہاں ہر ایک کے سچا ہونے سے دوسرے کا جھوٹا ہونا یا تو اس لئے لازم آتا ہے کہ زید لیس بناتق کا مفاد زید لیس بانسان ہے یا زید انسان کا مفاد زید ناطق ہے۔

نوٹ (۲) بحیث کی قید سے موجب جزئیہ اور سائبہ جزئیہ کا اختلاف نکل گیا، کیونکہ وہ دونوں کبھی ایک ساتھ سچے ہوتے ہیں مثلاً بعض حیوان انسان اور بعض حیوان لیس بانسان دونوں سچے ہیں۔

نوٹ (۳) بالنعکس کی قید سے موجب کلیہ اور سائبہ کلیہ کا اختلاف نکل گیا، کیونکہ وہ دونوں کبھی ایک ساتھ جھوٹے ہوتے ہیں مثلاً کل حیوان انسان اور لاشعنی من حیوان بانسان دونوں جھوٹے ہیں۔

وَلَا بَدَّ مِنَ الْإِخْتِلَافِ فِي الْكَيْفِ، وَالْجِهَةِ، وَالْإِتِّحَادِ فِيمَا عَدَا هَا

ترجمہ: اور ضروری ہے کہ اکیلت و جزئیت (کیف) ایجاب و سلب اور جہت میں اختلاف، اور ان کے ماسوا میں اتحاد

متناقض کے لئے شرط یہ ہے کہ۔

(۱) دونوں قضیے کیف (ایجاب و سلب) میں مختلف ہوں یعنی اگر ایک قضیہ موجب ہو تو دوسرا سالب ہو۔

(۲) اور اگر دونوں قضیے محصورہ ہوں تو کم (اکیلت و جزئیت) میں بھی اختلاف شرط ہے یعنی ایک کلیہ ہو تو

دوسرا جزئیہ ہو۔

(۳) اور اگر دونوں قضیے کو جہت ہوں تو جہت میں بھی اختلاف ضروری ہے یعنی اگر ایک قضیہ میں ضرورت

کی جہت ہو تو دوسرے میں اسکان کی جہت ہو۔

ان تین باتوں کے علاوہ اور چیزوں میں اتحاد ضروری ہے۔

وَصَدَاتِ ثَمَانِيَةٍ: وہ چیزیں جن میں اتحاد ضروری ہے وہ آٹھ ہیں۔

(۱) دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہو۔ پس ”حسن کھڑا ہے“ اور ”حسین کھڑا نہیں ہے“ ان دو قضیوں

میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ موضوع ایک نہیں ہے۔

(۲) دونوں قضیوں کا محمول ایک ہو۔ پس ”سعید حاضر ہے“ اور ”سعید بھوکا نہیں ہے“ ان دو

قضیوں میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ محمول ایک نہیں ہے۔

(۳) دونوں قضیوں کی جگہ ایک ہو۔ پس ”وحید مسجد میں ہے“ اور ”وحید بازار میں نہیں ہے“

ان دو قضیوں میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ مکان ایک نہیں ہے۔

(۴) دونوں قضیوں کی شرط ایک ہو۔ پس ”جسم نگاہ کو خیر و کرتا ہے“ بشرطیکہ سفید (چمکدار) ہو،

اور نہ جسم نگاہ کو خیر نہیں کرتا، بشرطیکہ سیاہ ہو۔ ان دو قضیوں میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ شرط (سفید ہونا

اور سیاہ ہونا) ایک نہیں ہے۔

(۵) دونوں قضیوں کی اضافت یعنی نسبت ایک ہو۔ پس ”قاسم باپ ہے“ یعنی محمد کا اور ”قاسم

باپ نہیں ہے“ یعنی احمد کا، ان دو قضیوں میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ نسبت ایک نہیں ہے۔

(۶) دونوں قضیوں میں جزو کل کا اختلاف نہ ہو۔ پس ”یہ کمرہ سفید ہے“ یعنی اس کا مری فرش ہمارا

”یہ کمرہ سفید نہیں ہے“ یعنی تمام، ان دو قضیوں میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ سفید ہونے کا حکم صرف فرش پر ہے



اور سفید نہ ہونے کا حکم پورے کرے کہ ہے۔

(۷) دونوں تفضیوں میں قوت و فعل کا اختلاف نہ ہو۔ پس ”رشد عالم ہے، یعنی بالقوہ“ اور ”رشد عالم نہیں ہے، یعنی بالفعل“ ان دو تفضیوں میں تعارض نہیں ہے کیونکہ قوت و فعل کا اختلاف ہے۔

(۸) دونوں تفضیوں کا زمانہ ایک ہو۔ پس ”ابراہیم پڑھتا ہے، یعنی دن میں“ اور ”ابراہیم نہیں پڑھتا، یعنی رات میں“ ان دو تفضیوں میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ زمانہ ایک نہیں ہے۔

**نوٹ** کسی شاعر نے ان وحدات ثنائیہ کو نظم کیا ہے۔ آپ یہ اشعار یاد کر لیں۔

در تناقض ہشت وحدت شرط داں      وحدت موضوع و محمول و مکات

وحدت شرط و اضافت جسوکل      قوت و فعل است، در آخر تراں

ترجمہ (۱) تناقض کے لئے وحدات ثنائیہ شرط ہیں: موضوع کا، محمول کا اور جگہ کا ایک ہونا۔

(۲) شرط اور اضافت (نسبت) کا ایک ہونا جزو کل اور قوت و فعل کا ایک ہونا در آخر میں زمانہ ایک ہونا۔

فَالْتَفَظِصُ لِلضَّرُورِيَّةِ الْمُمَكِّنَةِ الْعَامَّةِ، وَلِلدَّائِمَةِ الْمُطْلَقَةِ الْعَامَّةِ، وَ  
لِلْمَشْرُوطَةِ الْعَامَّةِ الْجِنْيَةِ الْمُمَكِّنَةِ، وَلِلْعُرْفِيَّةِ الْعَامَّةِ الْجِنْيَةِ الْمُطْلَقَةِ.

ترجمہ:- پس ضروریہ کی نقیض ممکنہ عامہ ہے، اور دائمہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہے، اور مشروطہ عامہ کی نقیض جینیہ ممکنہ ہے، اور عرفیہ عامہ کی نقیض جینیہ مطلقہ ہے۔

**تشریح** جب یہ بات معلوم ہوگی کہ تناقض کے لئے کم، کیف اور جہت کا اختلاف ضروری ہے، تو اب جانتا چاہئے کہ:-

(۱) ضروریہ مطلقہ کی نقیض ممکنہ عامہ ہے کیونکہ ضروریہ مطلقہ میں جہت ضرورت ہوتی ہے، پس اس کی نقیض وہ تفسیہ ہوگی جس میں ضرورت کا سلب (نفی) ہو، اور ضرورت کا سلب نام ہے جانب مخالف کے امکان کا، جو ممکنہ عامہ کا مفہوم ہے۔ پس ضروریہ مطلقہ کی نقیض ممکنہ عامہ ہوگی، جیسے کل انسان حیوان بالضرورۃ و ضروریہ مطلقہ کی نقیض بعض الإنسان لیس حیوان بالامکان العام (ممکنہ عامہ) ہے۔

(۲) دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہے، کیونکہ دائمہ مطلقہ میں جہت دوام ہوتی ہے، پس اس کی نقیض وہ تفسیہ ہوگی جس میں دوام کا سلب (نفی) ہو، اور دوام کا سلب نام ہے جانب مخالف کی فعلیت کا، جو مطلقہ عامہ کا مفہوم ہے۔ پس دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہوگی، جیسے کل فذک متحرک دائمًا

(دائمہ مطلقہ) کی نقیض بعض الفلک یس بعثت حرك بالفعل (مطلقہ عامہ) ہے۔

(۳) مشروطہ عامہ کی نقیض جینیہ ممکنہ ہے، کیونکہ مشروطہ عامہ کی نسبت جینیہ ممکنہ کے ساتھ بعینہ وہی ہے جو ضروریہ مطلقہ کی ممکنہ عامہ کے ساتھ ہے، فرق صرف اس قدر ہے کہ ضروریہ مطلقہ میں ضرورت ذاتی ہے اور مشروطہ عامہ میں ضرورت وصفی ہے، جیسے کل کاتب متحرك الأصابع بالضرورة مادام کاتباً (مشروطہ عامہ) کی نقیض یس بعض الکاتب بعثت حرك الأصابع حین ہو کاتب بالامکان العام (جینیہ ممکنہ) ہے۔

(۴) عرفیہ عامہ کی نقیض جینیہ مطلقہ ہے، کیونکہ عرفیہ عامہ کی نسبت جینیہ مطلقہ کے ساتھ بعینہ وہی ہے جو دائمہ مطلقہ کی مطلقہ عامہ کے ساتھ ہے، فرق صرف اس قدر ہے کہ دائمہ مطلقہ میں دوام ذاتی ہے اور عرفیہ عامہ میں دوام وصفی ہے، جیسے کل کاتب متحرك الأصابع دائماً مادام کاتباً (عرفیہ عامہ) کی نقیض یس بعض الکاتب بعثت حرك الأصابع حین ہو کاتب بالفعل (جینیہ مطلقہ) ہے۔

وَلِلْمُرَكَّبَةِ الْمَفْهُومِ الْمُرَدِّدِ بَيْنَ تَقْيِضِي الْجُزْئِيَيْنِ ؛ وَلَكِنْ فِي الْجُزْئِيَّةِ  
بِالنِّسْبَةِ إِلَى كُلِّ فَرْدٍ

ترجمہ۔ اور مرکبہ کی نقیض وہ مفہوم ہے جو دائرہ کیا گیا ہو دونوں جزوں کی نقیضوں کے درمیان؛ مگر (مرکبہ) جزئیہ میں ہر ہر فرد کی بہ نسبت (تردید ہوتی) ہے (یعنی موجدہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض ہر ہر فرد کے اعتبار سے بنائی جاتی ہے اس طرح سے کہ نقیض کلیہ ہوتی ہے اور حرف انفصال کے ذریعہ تردید دونوں قضیوں کے محمولوں کی نقیضوں میں کی جاتی ہے)۔

## موجہات مرکبہ کی نقیضوں کا بیان

موجدہ مرکبہ کی نقیض وہ مفہوم ہے جو مرکبہ کے دونوں جزوں کی نقیضوں کے درمیان حرف تردید داخل کرنے سے حاصل ہوتا ہے، کیونکہ ہر چیز کی نقیض اس کا رفع ہے اور مرکبہ میں چونکہ دو قضیے ہوتے ہیں، اس لئے پہلے دونوں قضیوں کی علیحدہ علیحدہ نقیض نکالی جائے گی، پھر ان نقیضوں کے درمیان ایماقاً آؤ داخل کر کے تردید کریں گے اور تردید سے جو مفہوم حاصل ہو گا وہ موجدہ مرکبہ کی نقیض کہلائے گا۔

(۱) موجدہ مرکبہ کلیہ کی نقیض بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے مرکبہ کے دونوں قضیوں کو الگ الگ

کر لیا جائے یعنی جو قضیہ محمل ہے اس کو بھی مفصل کر لیا جائے، پھر دونوں قضیوں کی حسب قاعدہ نقیض بنائی جائے، پھر حروف تردید یعنی حروف انفصال داخل کر کے دونوں قضیوں سے ایک قضیہ منفصلہ مانعہ الخلو بنایا جائے۔ یہ منفصلہ مانعہ الخلو، موجبہ مرکبہ کلیہ کی نقیض ہے مثلاً کل کاتب متحرک الأصابع بالضرورة مادام کاتباً لا دائماً، بشرط عامہ موجبہ کلیہ ہے۔ اس کا پہلا جز مفصل ہے اور لا دائماً سے اشارہ مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ کی طرف ہے، اور وہ ہے لا متی من الکاتب بمتحرک الأصابع بالفعل۔ اور پہلا قضیہ بشرط عامہ موجبہ کلیہ ہے، اس لئے اس کی نقیض حینیہ ممکنہ سالبہ جزئیہ آئے گی، اور وہ ہے بعض الکاتب لیس بمتحرک الأصابع بالإمكان حین ہو کاتب۔ اور دوسرا قضیہ مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ ہے۔ اس لئے اس کی نقیض دائمہ مطلقہ موجبہ جزئیہ آئے گی، اور وہ ہے بعض الکاتب متحرک الأصابع دائماً۔ اور ان دونوں نقیضوں میں تردید کر کے جو قضیہ منفصلہ مانعہ الخلو بنایا جائے گا، وہی اس مرکبہ کی نقیض ہوگی اور وہ یہ ہے اما بعض الکاتب لیس بمتحرک الأصابع بالإمكان حین ہو کاتب وإما بعض الکاتب متحرک الأصابع دائماً۔

(۲) موجبہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے موجبہ مرکبہ جزئیہ پر کلیہ کا سور بڑھا کر اس کو کلیہ بنایا جائے، کہونکہ جزئیہ کی نقیض کلیہ آتی ہے، پھر مرکبہ کا جو جز موجبہ ہے، اس کے محمول کی نقیض بنائی جائے، اور جو جز سالبہ ہے، اس کے محمول کی بھی نقیض بنائی جائے، پھر محمولوں کی دونوں نقیضوں کے درمیان حروف انفصال داخل کر کے قضیہ حلیمہ مردودہ المحمول بنایا جائے۔ یہی قضیہ حلیمہ اس موجبہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض ہے۔ مثلاً بعض الإنسان متنفس بالفعل، لا دائماً ای بعض الإنسان لیس بمتنفس بالفعل، وجودیہ لا دائماً موجبہ جزئیہ ہے، اس پر کلیہ کا سور بڑھا کر کل الإنسان الخو کر لیا۔ اور پہلے قضیہ کے محمول کی نقیض ہے لیس بمتنفس دائماً اور دوسرے قضیہ کے محمول کی نقیض ہے متنفس دائماً پھر ان نقیضوں میں حرف انفصال داخل کر کے جو قضیہ حلیمہ مردودہ المحمول بنایا وہ ہے کل الإنسان اما لیس بمتنفس دائماً وإما متنفس دائماً یہ قضیہ اس وجودیہ لا دائماً موجبہ جزئیہ کی نقیض ہے۔

### فصل

الْعَكْسُ الْمُسْتَوِي، تَبْدِيلُ طَرَفِي الْقَضِيَّةِ مَعَ بَقَاءِ الصِّدْقِ وَالْكَيْفِ

ترجمہ: عکس مستوی: قضیہ کے دونوں کناروں کو بدلتا ہے، صدق اور کفایت (ایجاب و سلب) کو باقی رکھتے ہوئے۔

عکس کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کے آخر کو اول کی طرف، اور اول کو آخر کی طرف پھیر دینا۔

خواہ وہ قضیہ ہو یا غیر قضیہ۔

اور عکس کے اصطلاحی معنی ہیں "کسی قضیہ کے دونوں کناروں کی ترتیب بدل دینا، اس طرح کہ قضیہ کا صدق اور کثیف اپنے حال پر باقی رہے، یعنی اگر قضیہ کلیہ ہو تو موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع کر دینا اور اگر قضیہ شرطیہ ہو تو مقدم کو تالی اور تالی کو مقدم کر دینا۔ اور اصل قضیہ اگر سچا ہو یا سچا مانا گیا ہو تو ترتیب بدلنے کے بعد جو نیا قضیہ بنا ہے، وہ بھی بلا تخصیص مادہ کے ضرور سچا ہو یا ضرور اس کو بھی سچا مان لینا پڑے۔ نیز عکس، کیف یعنی ایجاب و سلب میں بھی اصل قضیہ کے موافق ہوتا ہے، یعنی اگر اصل قضیہ موجب ہے تو عکس بھی ضرور موجب ہوگا، اور اگر اصل قضیہ سالبہ ہے تو عکس بھی ضرور سالبہ ہوگا، جیسے کل انسان حیوان (حمیہ موجبہ کلیہ) کا عکس مستوی بعض الحيوان انسان ہے۔ اس میں اصل قضیہ بھی سچا ہے اور عکس بھی سچا ہے اور دونوں موجبہ ہیں۔

اور مستوی کے معنی ہیں برابر۔ کہا جاتا ہے اسْتَوَى الشَّيْئَانِ، دونوں چیزیں برابر ہوئیں۔ اس عکس کو عکس مستوی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اصل قضیہ کے برابر اور مطابق ہوتا ہے صدق (سچا ہونے) میں، آگے ایک دوسرا عکس، عکس نقیض آ رہا ہے اس سے اقرار کے لئے اس کو عکس مستوی کہتے ہیں۔

وَالْمُوجِبَةُ إِنَّمَا تَتَعَكَّسُ جُزْئِيَّةً، لِيَجْوَازَ عُمُومَ الْمَحْمُولِ أَوْ النَّشِئَةِ؛  
وَالسَّالِبَةُ الْكُلِّيَّةُ تَتَعَكَّسُ سَالِبَةً كُلِّيَّةً، وَإِلَّا لَزِمَ سَلْبُ الشَّيْءِ عَنْ نَفْسِهِ،  
وَالجُزْئِيَّةُ لَا تَتَعَكَّسُ أَهْلاً، لِيَجْوَازَ عُمُومَ الْمَوْضُوعِ أَوْ الْمُعْذَمِ.

ترجمہ: اور موجبہ، جزئیہ میں ہی منعکس ہوتا ہے، محمول اور تالی کے عام ہونے کا احتمال ہونے کی وجہ سے، اور سالبہ کلیہ، سالبہ کلیہ ہی میں منعکس ہوتا ہے، اور نہ لازم آئے گی ایک چیز کی نفی اس کی ذات سے، اور جزئیہ بالکل منعکس نہیں ہوتا ہے، موضوع اور مقدم کے عام ہونے کا احتمال ہونے کی وجہ سے۔

(۱) موجبہ کا عکس مستوی خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ، موجبہ جزئیہ ہی آتا ہے، موجبہ کلیہ کبھی نہیں آتا کیونکہ محمول اور تالی، موضوع اور مقدم سے عام ہو سکتے ہیں، جیسے کل انسان حیوان میں محمول عام ہے اور کھما کانت النار موجودہ کانت الحرارة موجودہ (جب بھی آگ ہوگی تو گرمی ہوگی) اس شرطیہ میں تالی عام ہے، کیونکہ گرمی دھوپ وغیرہ سے بھی ہوتی ہے۔ اور اس صورت میں محمول تو موضوع کے ہر ہر فرد کے لئے ثابت ہوگا، مگر موضوع محمول کے ہر ہر فرد کے لئے ثابت نہ ہوگا، جیسے اوپر کی مثال میں حیوان ہونا

ہر انسان کے لئے ثابت ہے مگر انسان ہونا حیوان کے ہر فرد کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اس لئے اگر موجبہ کا عکس موجبہ کلیہ آئے تو وہ سچانہ ہوگا، جیسے مذکورہ کلیہ کا عکس کل حیوان انسان سچا نہیں ہے۔ اور عکس مستوی کے لئے ضروری ہے کہ اگر اصل نقضیہ سچا ہو تو عکس بھی ہر مادہ میں ضرور سچا ہو، حالانکہ کل انسان حیوان سچا نقضیہ ہے، مگر اس کا عکس کل حیوان انسان سچا نہیں ہے۔ اسی طرح کلما کانت النار الخ سچا ہے، مگر اس کا عکس کلما کانت الحرارة موجودہ کالت النار موجودہ، سچا نہیں ہے، کیونکہ گرمی تو سورج وغیرہ سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور اگر عکس موجبہ جزئیہ آئے تو وہ ہر مادہ میں سچا ہوگا۔ اس لئے موجبہ خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ اس کا عکس مطلقاً موجبہ جزئیہ آتا ہے۔

(۲) سالبہ کلیہ کا عکس مستوی سالبہ کلیہ آتا ہے، ورنہ سلب الشی عن نفسه لازم آئیگا مثلاً لا شئ من الإنسان بحجر سچا نقضیہ ہے، اور اس کا عکس لا شئ من الحجر بانسان بھی سچا ہے ورنہ اس کی نقیض بعض الحجر انسان سچی ہوگی، کیونکہ اگر یہی سچی نہ ہو تو ارتفاع نقیضین لازم آئیگا جو محال ہے۔ پس لامحالہ مذکورہ نقیض صادق ہوگی۔ پھر جب ہم اس نقیض کو اصل نقضیہ کے ساتھ ملا کر شکل اول بنائیں گے، تو سلب الشی عن نفسه لازم آئے گا جو محال ہے، اور جو چیز محال کو مستلزم ہو وہ خود محال ہوتی ہے۔ اور یہاں محال لازم آیا ہے عکس کو سچانہ ماننے سے پس اس کو سچا ماننا ضروری ہوا، و هو المطلوب۔

نقیض کو اصل نقضیہ کے ساتھ ملا کر شکل اول اس طرح بنائیں گے بعض الحجر انسان (صغریٰ) ولا شئ من الإنسان بحجر (کبریٰ) فبعض الحجر ليس بحجر نتیجہ اور یہ سلب الشی عن نفسه ہے یعنی پتھر سے پتھر ہونے کی نفی کرنا ہے جو کہ محال ہے۔ اور اس محال کا منشا عکس کی نقیض ہے کیونکہ شکل اول میں جو اصل نقضیہ ہے وہ تو سچا ہے اور قیاس کی ہیئت بھی غلط نہیں ہے پس ثابت ہو کہ صغریٰ ہی غلط ہے اور جب عکس کی نقیض باطل ہوئی تو عکس صادق ہوا و هو المطلوب۔

نوٹ۔ استدلال کا یہ طریقہ ذلیل خلف کہلاتا ہے۔

ذلیل خلف عکس کی نقیض کو اصل نقضیہ کے ساتھ ملا کر شکل اول بنا کر نتیجہ نکالنا۔

اور سالبہ جزئیہ کا عکس مستوی کچھ نہیں آتا، کیونکہ اگر سالبہ جزئیہ کا عکس سالبہ جزئیہ یا سالبہ کلیہ سچا ہو تو ضروری ہے کہ ہر مادہ میں یک عکس سچا ہو، حالانکہ جس نقضیہ میں موضوع یا مقدم عام ہو وہاں عکس نہ سالبہ کلیہ سچا ہوتا ہے نہ سالبہ جزئیہ مثلاً بعض الحيوان ليس بانسان سچا ہے مگر اس کا عکس نہ لا شئ من الإنسان بحیوان سچا ہے اور نہ بعض الانسان ليس بحیوان سچا ہے اسی طرح قد لا يكون اذا كان الشئ

حیواناً کان انساناً سچا ہے مگر اس کا عکس نہ تو لبس البتہ اذا کان الشئ انساناً کان حیواناً سچا ہے اور نہ قلاً یکون اذا کان الشئ انساناً کان حیواناً سچا ہے پس معلوم ہوا کہ سارہ جزیہ کا عکس مستوی کچھ نہیں آتا۔

وَأَمَّا بِحَسَبِ الْجِهَةِ: فَمِنْ الْمُوجِبَاتِ:

تَعَكُّسُ الْكَائِمَتَانِ، وَالْعَائِمَتَانِ جَيِّتَةٌ مُطْلَقَةٌ؛ وَالْخَاصَتَانِ جَيِّتَةٌ لَا دَائِمَةَ؛ وَالْوَقِيتَتَانِ وَالْوُجُودِيَّتَانِ، وَالْمُطْلَقَةُ الْعَائِمَةُ مُطْلَقَةٌ عَامَّةٌ؛ وَلَا عَكْسَ لِمُعْكِئَتَيْنِ.

ترجمہ اور رہا جہت کے اعتبار سے تو موجبہ قضیوں میں سے دو دائروں (ضروریہ مطلقہ اور دائمہ مطلقہ) اور دو عاتوں (مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ) کا عکس مستوی جینیہ مطلقہ آتا ہے، اور دو خاصوں (مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ) کا جینیہ لادائمہ آتا ہے، اور دو وقیتیوں (وقتیہ اور منتشرہ) اور دو وجودیوں (وجودیہ لا ضروریہ اور وجودیہ لادائمہ) اور مطلقہ عامہ کا مطلقہ عامہ آتا ہے۔ اور دونوں ممکنہ کا عکس نہیں آتا ہے۔

کم و کیف کے اعتبار سے قضیوں کے عکس مستوی کا بیان پورا ہوا، اب جہت کے اعتبار سے یعنی قضایا موجبہ (بسیطہ اور مرکبہ) کا عکس مستوی بیان کرتے ہیں۔ موجہات کی کل تعداد پندرہ ہے، مگر چونکہ وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ غیر مشہور ہیں۔ اس لئے باقی تیرہ قضیوں کا عکس بیان کرتے ہیں۔ پہلے موجہات موجبہ کا عکس بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ:-

(۱) ضروریہ مطلقہ، دائمہ مطلقہ، مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ کا عکس مستوی جینیہ مطلقہ آتا ہے، اور اس کا ثبوت بھی دلیل ظنی سے ہے جیسے کل انسان حیوان بالضرورة۔ یا دائما۔ یہ ضروریہ مطلقہ یا دائمہ مطلقہ ہے اور موجبہ کہیے اور سچا ہے۔ اس کا عکس بعض حیوان انسان بالفعل حین ہو حیوان ہے اور یہ بھی سچا ہے، کیونکہ اگر یہ عکس سچا نہ ہو گا تو اس کی نقیض لا شئ من حیوان بانسان دائما مادام حیوانا سچی ہوگی اور جب اس نقیض کو اصل کے ساتھ ملا کر شکل اول بنائیں گے اور کہیں گے کہ: کل انسان حیوان بالضرورة۔ یا دائما (صغریٰ) ولا شئ من حیوان بانسان دائما مادام حیوان (کبریٰ) فلا شئ من الانسان بانسان بالضرورة۔ یا دائما۔ (نتیجہ) پس سلب لاشئ عن نفسه لازم آئے گا۔ اس لئے یہ نتیجہ محال ہو گا اور اس محال کا نشا عکس کی نقیض ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ نقیض باطل ہے اور اصل عکس مستوی درست ہے وہو المطلوب۔

اور مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ کی مثال یہ ہے: کل کاتب متحرک الأصل بالضرورة۔ یا دائما۔

مادام کا تبا، یہ دو موجبہ کلیہ ہیں اور صادق ہیں اور ان کا عکس مستوی بعض متحرك الاصابع کاتب بالفعل  
 حین ہو متحرك الاصابع بھی صادق ہے، ورنہ اس کی نقیض لاشئ من متحرك الاصابع بکاتب دائماً  
 مادام متحرك الاصابع صادق ہوگی۔ حالانکہ یہ صادق نہیں ہے، کیونکہ جب ہم اس نقیض کو اصل تفسیر کے ساتھ  
 ملا کر شکل اول بنائیں گے تو محال لازم آئے گا، مثلاً: کل کاتب متحرك الاصابع بالضرورة — یا دائماً۔  
 مادام کاتباً (مصرفی) ولا شئ من متحرك الاصابع بکاتب دائماً مادام متحرك الاصابع (دکبری)  
 فلا شئ من الکاتب بکاتب بالضرورة — یا دائماً — مادام کاتباً۔

نوٹ یہ موجبہ کلیہ کا بیان ہے، موجبہ جزئیہ کو اسی پر قیاس کر لیا جائے۔ اور موجبہ جزئیہ کا عکس مستوی بھی  
 دلیل خلف سے ثابت ہوگا۔

(۲) مشروط خاصہ اور عرفیہ خاصہ کا عکس مستوی جینیہ مطلقہ لا دائمہ آتا ہے مثلاً: کل کاتب متحرك  
 الاصابع بالضرورة، مادام کاتباً، لا دائماً ای لاشئ من الکاتب بمتحرك الاصابع بالفعل، مشروط  
 خاصہ موجبہ کلیہ ہے۔ اس کا عکس جینیہ مطلقہ لا دائمہ موجبہ جزئیہ آتا ہے یعنی بعض متحرك الاصابع کاتب  
 بالفعل حین ہو متحرك الاصابع، لا دائماً ای لیس بعض متحرك الاصابع بکاتب بالفعل۔  
 اور یہ دعویٰ بھی دلیل خلف سے ثابت کیا جاتا ہے۔ مگر صرف جزئیاتی کے عکس میں دلیل جاری کی جاتی  
 ہے، کیونکہ جزر اول دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے بس اتنی بات کافی ہے کہ جب مشروط عامہ  
 اور عرفیہ عامہ کا عکس مستوی جینیہ مطلقہ آتا ہے تو مشروط خاصہ اور عرفیہ خاصہ کا عکس مستوی جینیہ مطلقہ بطریق اولیٰ  
 آئے گا۔ کیونکہ خاصیتیں، عامیتیں سے اخص (جزر) ہیں اور جب کل کا عکس جینیہ مطلقہ آتا ہے تو اس کے جزر کا عکس  
 بھی لا محالہ وہی آئے گا۔ اس لئے جزر اول کا عکس ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

البتہ جزئیاتی کا عکس ثبوت کا محتاج ہے۔ اس کو دلیل خلف سے اس طرح ثابت کریں گے کہ اگر جزئیاتی  
 کا عکس لیس بعض متحرك الاصابع بکاتب بالفعل صادق نہ ہوگا تو اس کی نقیض صادق ہوگی یعنی  
 کل متحرك الاصابع کاتب دائماً۔ حالانکہ یہ نقیض سچی نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ عکس صحیح ہے۔  
 اور نقیض اس لئے سچی نہیں ہے کہ اگر ہم اس کو اصل تفسیر کے جزر اول کے ساتھ ملا کر شکل اول بنائیں گے  
 تو اس طرح کہیں گے کہ: کل متحرك الاصابع کاتب دائماً (مصرفی) وکل کاتب متحرك  
 الاصابع بالضرورة مادام کاتباً (دکبری)، فکل متحرك الاصابع متحرك الاصابع دائماً  
 (نتیجہ) — یہ نتیجہ محفوظ رکھیں۔

پھر اسی نقیض کو اصل تفسیر کے ساتھ ملا کر شکل اول ترتیب دیں، تو اس طرح کہیں گے

کل متحرك الأضباع كاتب دائئاً (صغری)، ولا شئ من الكاتب بمتحرك الأضباع بالفعل (کبریٰ) فلا شئ من متحرك الأضباع بمتحرك الأضباع بالفعل (تثبیر)

اب دیکھئے دونوں تہجوں میں منافات ہے اور اجتماع متنافیین محال ہے اور یہ محال لازم آیا ہے نقیض کو سچا نہ مانتے، اور جو چیز محال کو مستلزم ہو وہ خود محال ہوتی ہے، پس ثابت ہوا کہ نقیض محال ہے اور عکس صیح ہے۔  
نوٹ: لا دوام کو دلیل غلط سے صرف اس وقت ثابت کیا جاسکتا ہے، جب اصل قضیہ موجب کھد ہو۔ کیونکہ اصل قضیہ اگر موجب جزئیہ ہوگا تو وہ شکل اول کا کبریٰ نہ بن سکے گا۔ اس لئے موجب جزئیہ کا عکس ثابت کرنے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت پیش آئے گی، اور وہ دلیل افتراضی ہے، جس کا بیان اگلی فصل میں آئے گا۔  
(۳) و قتیہ، منتشرہ، وجودیہ لادائئہ، وجودیہ لا ضروریہ اور مطلقہ عامہ کا عکس مستوی مطلقہ عامہ

آ ہے۔ مثلاً: کل ج (انسان) حیوان، بالضرورة فی وقت معین لا دائئاً و قتیہ، او بالضرورة فی وقت ما لا دائئاً (منتشر) او بالفعل لا دائئاً (وجودیہ لادائئہ) او بالفعل، لا بالضرورة (وجودیہ لا ضروریہ) او بالفعل (مطلقہ عامہ) سچے نقض یا ہیں اور ان کا عکس بعض ب ج بالفعل ہے، کیونکہ اگر عکس سچا نہ ہوگا تو اس کی نقیض لاشئ من ب ج دائئاً سچی ہوگی، حالانکہ جب ہم اس نقیض کو اصل قضیہ کے ساتھ ملا کر شکل اول بنائیں گے اور کہیں گے کہ: کل ج ب بالضرورة فی وقت معین لا دائئاً (صغریٰ) ولا شئ من ب ج دائئاً (کبریٰ)، فلا شئ من ج ج دائئاً (تثبیر) تو یہ سلب انشئ عن نفسہ ہوگا جو محال ہے، اور یہ محال لازم آیا ہے نقیض کو صادق مانتے، پس نقیض باطل ہوتی اور عکس صیح ہوا

نوٹ: مناقظہ موضوع کو ج سے تعبیر کرتے ہیں اور محمول کو ب سے۔ کیونکہ اس تعبیر میں اختصار بھی ہے اور کسی مثال کی تخصیص بھی نہیں رہتی، اور اس تعبیر کے لئے ہی حرف اس لئے اختیار کئے گئے ہیں کہ الف کا اعتبار نہیں ہے، کیونکہ الف ساکن کا تلفظ ممکن نہیں ہے اور الف متحرک کو لکھنے کی کوئی دانش شکل نہیں ہے اس لئے اس کو چھوڑ کر ب کو لیا، پھر ت اور ث چونکہ ب کے مشابہ ہیں اس لئے ان کو چھوڑ کر ج کو اختیار کیا اور ترتیب بدل کر موضوع کو ج سے اور محمول کو ب سے اس لئے تعبیر کیا جاتا ہے کہ موضوع میں تین چیزیں ہوتی ہیں، ایک ذات موضوع، دوسری وصف موضوع (یعنی وصف عنانی) اور تیسری عقد وضع (یعنی ذات موضوع کا وصف عنانی کے ساتھ متصف ہونا) اور محمول میں دو چیزیں ہوتی ہیں، ایک وصف محمول، اور دوسری عقد محل (یعنی محمول کا موضوع کے لئے ثابت ہونا) جیسے العالمُ مُکْتَرَمٌ (عالم عزت دار ہے)، اس میں عالم موضوع ہے جس میں تین چیزیں ہیں، ایک ذات موضوع جیسے زید دوسری وصف موضوع (یعنی علم تیسری عقد وضع (یعنی زید عالم کے ساتھ متصف ہونا) اور مُکْتَرَمٌ محمول ہے، اس میں دو چیزیں ہیں، ایک وصف محمول کیونکہ مُکْتَرَمٌ



اسم مفعول ہے اور اسم مفعول وصف ہوتا ہے اور دوسری چیز عقد مل یعنی محکوم کا عالم کے لئے ثابت ہونا ،  
الغرض موضوع میں یہ چیزیں ہیں اس لئے اس کو جمع سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ اس میں بھی تین حرف ہیں، اور معمول میں دو  
چیزیں ہیں اس لئے اس کو آتے سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ اس میں دو حرف ہیں، نیز اجد کے حساب سے بھی ب کے  
عدد دو ہیں اور ج کے عدد تین ہیں۔

دم، قدام اور متاخرین میں اختلاف ہے کہ ممکنہ عامہ اور ممکنہ خاصہ کا عکس آتا ہے یا نہیں؟ قدام عکس  
کے قائل ہیں، اور متاخرین عدم انعکاس کے قائل ہیں، اس اختلاف کی بنیاد ایک دوسرے مسئلہ میں اختلاف ہے  
اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ وصف عنوانی کا ثبوت موضوع کے لئے بالامکان ہوتا ہے یا بالفعل، فارابی کے نزدیک  
بالامکان ہوتا ہے اور شیخ کے نزدیک بالفعل یعنی فارابی کے نزدیک جو افرادی الوقت عنوان موضوع میں  
داخل نہیں ہیں لیکن بعد میں ان کا دخول ممکن ہے تو وہ بھی موضوع میں داخل ہیں یعنی ان کے لئے بھی محمول بالامکان  
ثابت ہے، اور شیخ کے نزدیک صرف وہ افراد داخل ہیں جو وصف عنوانی کے ساتھ بالفعل متصف ہیں۔

فارابی اور شیخ کا یہ اختلاف موضوع کے صرف ان افراد میں ہے جو نہ فی الوقت موجود ہیں اور نہ آئندہ  
موجود ہوں گے، البتہ ان کے وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہونے کا امکان ہے، فارابی کے نزدیک ایسے افراد بھی  
موضوع کے افراد ہیں اور شیخ کے نزدیک ایسے افراد موضوع کے افراد نہیں ہیں، پس فارابی کے نزدیک کسل  
انسان حیوان کے معنی کل انسان بالامکان فہو حیوان بالامکان ہیں یعنی جس پر بھی انسان ہونا صادق  
آسکتا ہے اس پر حیوان ہونا صادق آسکتا ہے، اور شیخ کے نزدیک اس قضیہ کے معنی ہیں کل انسان بالفعل  
فہو حیوان بالامکان، یعنی جو بالفعل انسان ہیں ان پر حیوان صادق آسکتا ہے۔

اس اختلاف کا اثر یہ ہے کہ فارابی کے مذہب پر ممکنہ عامہ اور ممکنہ خاصہ دونوں کا عکس مستوی ممکنہ عامہ  
آتا ہے، اور شیخ کے مذہب پر دونوں کا عکس نہیں آتا، مثلاً: فرض کریں کہ سعید کا کار پر سوار ہونا ممکن ہے مگر  
ہز مانتے میں اس کی سواری سائیکل ہوتی ہے، پس یہ قضیہ صادق ہے کہ کئی سیارۃ بالفعل مرکوب  
سعید بالامکان یعنی جو بھی کار ہے وہ سعید کی سواری ہو سکتی ہے اور اس کا عکس بعض مرکوب  
سعید بالفعل سیارۃ بالامکان صادق نہیں ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سعید کی جو بالفعل  
سواری ہے وہ کار ہو سکتی ہے حالانکہ سعید کی جو سواری بالفعل ہے وہ سائیکل ہے اور جب ایک مادہ میں عکس بجا  
نہ ہو تو یہ کہنا صحیح ہے کہ اس کا عکس نہیں آتا، البتہ فارابی کے نزدیک عکس آسکتا ہے، ان کے مذہب پر ہر کو  
قضیہ کا عکس یہ آئے گا بعض مرکوب سعید بالامکان سیارۃ بالامکان یعنی سعید کی کوئی سواری جو ہو  
سکتی ہے وہ کار ہو سکتی ہے، اور یہ بات صحیح ہے کیونکہ سعید کی جو بالفعل سواری ہے اس کے بارے میں کچھ نہیں

کہا گیا۔

نوٹ: عرف اور لغت کے اعتبار سے شیخ کا مذہب ہی صحیح ہے اور مصنف کا مختار بھی وہی ہے اس لیے مصنف نے فرمایا کہ ممکنہ عامہ اور ممکنہ خاصہ کا عکس کچھ نہیں آتا۔

وَمِنْ السُّؤَالِیِّ تَعَكُّسُ الْمَذَاهِمَانِ دَائِمَةً مُطْلَقَةً، وَالْعَاقِلَانِ عُرْفِيَّةً  
عَامَّةً؛ وَالْخَاصَّاتِ عُرْفِيَّةً لَا دَائِمَةً فِي الْبَعْضِ

ترجمہ:- اور سالہ تفسیروں میں سے دو دائروں (ضروریہ مطلقہ اور دائمہ مطلقہ) کا عکس مستوی دائمہ مطلقہ آتا ہے اور دو عاتوں (مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ) کا عکس عرفیہ عامہ آتا ہے، اور دو خاصوں (مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ) کا عکس مستوی و عرفیہ عامہ آتا ہے جو مقید ہو لا دائمہ فی البعض کے ساتھ۔

**تشریح** موجبات سالبین سے صرف چھ تفسیروں کا عکس آتا ہے، باقی نو تفسیروں کا عکس نہیں آتا جن تفسیروں کا عکس آتا ہے وہ ضروریہ مطلقہ، دائمہ مطلقہ، مشروطہ عامہ، عرفیہ عامہ، مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ ہیں۔

(۱) ضروریہ مطلقہ اور دائمہ مطلقہ کا عکس مستوی دائمہ مطلقہ آتا ہے، مثلاً: لاشئ من الانسان بحجر بالضرورة او دائماً جے قضایا ہیں اور ان کا عکس لاشئ من الحجر بانسان دائماً ہے کیونکہ اگر یہ عکس صادق نہ ہوگا تو اس کی نقیض بعض الحجر انسان بالفعل صادق ہوگی اور جب ہم اس نقیض کو اصل قضیہ کے ساتھ ملا کر شکل اول بنائیں گے تو نتیجہ بعض الحجر لیس بحجر بالضرورة یا دائماً آئے گا جو محال ہے، پس معلوم ہوا کہ نقیض غلط ہے، اور عکس صحیح ہے۔

(۲) مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ کا عکس مستوی عرفیہ عامہ آتا ہے، مثلاً: لاشئ من الکتاب بساکن الاصابع بالضرورة او دائماً مادام کاتباً صادق ہے، اور اس کا عکس لاشئ من ساکن الاصابع بکاتب مادام ساکن الاصابع ہے، کیونکہ اگر یہ صادق نہ ہوگا تو اس کی نقیض بعض ساکن الاصابع کاتباً بالفعل جیئن ہو ساکن الاصابع صادق ہوگی، اور جب اس کو اصل قضیہ کے ساتھ ملا کر شکل اول بنائیں گے تو کہیں گے کہ بعض ساکن الاصابع کاتباً بالفعل جیئن ہو ساکن الاصابع، و لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورة او دائماً مادام کاتباً، پس نتیجہ آئے گا بعض ساکن الاصابع لیس بساکن الاصابع بالفعل جیئن ہو ساکن الاصابع، اور یہ سلب لاشئ عن نفسہ جو محال ہے، پس معلوم ہوا کہ نقیض محال ہے اور عکس صحیح ہے۔

(۳) مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ کا عکس مستوی وہ عرفیہ عامہ ہے جو مقید ہو لا دائعۃً فی البعض کے ساتھ اور لا دائعۃً فی البعض کا مطلب یہ ہے کہ جزر اجمالی سے مطلقہ عامہ کلیہ کی طرف اشارہ نہ ہو بلکہ قیود کے خلاف مطلقہ عامہ جزئیہ کی طرف اشارہ ہو۔

اس دعوے کے جز اول کو ثابت کرنے کے لیے کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے، کیونکہ جب عامتین کا عکس دلیل سے عرفیہ عامہ ثابت ہے تو خاصتین کا عکس بھی عرفیہ عامہ بدرجہ اولیٰ آئے گا کیونکہ خاصان عامتان سے انحصار ہیں، اور انحصار عام میں داخل ہوتا ہے، پس جب عامتان جو کہ ہیں ان کا عکس عرفیہ عامہ آتا ہے تو ان کے جز یعنی خاصان کا عکس بطریق اولیٰ عرفیہ عامہ آئے گا۔

اب یہ دعوے کا جز ثانی دلیل کا محتاج ہے، اس کو دلیل خلف سے ثابت کیا جائے گا، مثلاً: لاشی من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورة او دائعاً مادام کاتباً لا دائعاً صادق ہے، اور اس کا عکس لاشی من ساکن الاصابع بکاتب دائعاً مادام ساکن الاصابع لا دائعاً فی البعض یعنی بعض ساکن الاصابع کاتب بالفعل ہے اگر یہ عکس صادق نہ ہوگا تو اس کی نقیض لاشی من ساکن الاصابع بکاتب دائعاً صادق ہوگی، اور جب ہم اس نقیض کو اصل قضیہ کے لا دائعاً والے جز سے ملائیں اول بتائیں گے تو کہیں گے: کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل ولاشی من ساکن الاصابع بکاتب دائعاً تو نتیجہ آئے گا لاشی من الکاتب بکاتب دائعاً، اور یہ سلب لاشی عن نفسہ ہے جو محال ہے، اور یہ محال لازم آیا ہے نقیض کو صادق ماننے سے، پس نقیض باطل ہوئی اور عکس صحیح ہوا۔

وَالْبَيَانُ فِي الْكُلِّ: أَنَّ نَقِيضَ الْعَكْسِ مَعَ الْأَصْلِ يُسْتَبْجُ الْمُحَالُ

ترجمہ: اور سب کی دلیل یہ ہے کہ عکس کی نقیض اصل قضیہ کے ساتھ مل کر محال نتیجہ دیتی ہے۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ ساتی میں جتنے دعوے مذکور ہوئے ہیں ان سب کا ثبوت دلیل خلف سے ہے، دلیل خلف کا مطلب یہ ہے کہ عکس کی نقیض کو اصل کے ساتھ ملا کر شکل اول بنائی جائے تاکہ نتیجہ محال پیدا ہو، اب یہ محال یا تو اصل قضیہ کی وجہ سے لازم آئے گا، یا عکس کی نقیض کی وجہ سے یا شکل کی ہست کی وجہ سے، ان وجوہ کے علاوہ محال لازم آنے کی اور کوئی وجہ نہیں ہے، اب جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ اصل قضیہ صادق ہے اور شکل کی ہیئت بھی غلط نہیں ہے کیونکہ شکل شکل اول ہے، پس ثابت ہوا کہ محال عکس کی نقیض کی وجہ سے لازم آیا ہے پس نقیض باطل ہوئی اور عکس صحیح ہوا۔

## وَلَا عَكْسَ لِلْبَّوَارِقِ بِالتَّقْضِی

ترجمہ :- اور باقی (دوسالہ قضیوں) کا عکس مستوی نہیں آتا دلیل نقض کی وجہ سے۔

تشریح :- مذکورہ چھ سالہ قضیوں کے علاوہ دیگر دوسالہ قضیوں کا عکس مستوی نہیں آتا، بسا اوقات سے چار کا یعنی وقتہ مطلقہ منتشرہ مطلقہ عامہ، اور ممکنہ عامہ کا عکس نہیں آتا، اور رکبات میں سے پانچ کا یعنی وقتہ منتشرہ، وجودیہ لازمہ وجودیہ لاوائہ اور ممکنہ عامہ کا عکس نہیں آتا، اور یہ بات دلیل نقض سے ثابت ہے، دلیل نقض کو دلیل تخلف بھی کہتے ہیں۔ نقض کے معنی ہیں ٹوٹنا، اور تخلف کے معنی ہیں پیچھے رہ جانا، دلیل نقض اور دلیل تخلف کا مطلب یہ ہے کہ اصل قضیہ تو ہر مادہ میں صادق ہو مگر اس کا عکس بعض مادوں میں صادق نہ ہو۔ اور اس کو دلیل نقض اس لئے کہتے ہیں کہ اصل قضیہ میں اور اس کے عکس میں جو تلازم تھا وہ بعض مادوں میں ٹوٹ گیا، اور اس کو دلیل تخلف اس لئے کہتے ہیں کہ اصل قضیہ کو اور اس کے عکس کو ہر مادہ میں صدق کے اعتبار سے ساتھ ساتھ رہنا چاہئے کیونکہ دونوں میں تلازم ہے مگر بعض مادوں میں ایسا نہیں ہوتا، اصل قضیہ صادق ہوتا ہے اور اس کا عکس صادق نہیں ہوتا تو وہ پیچھے رہ جاتا ہے۔

الغرض ان کوسوال کا عکس نہیں آتا اور یہ بات دلیل تخلف سے ثابت ہے، کیونکہ ان میں جو اخص ترین قضیہ ہے وہ وقتہ ہے اور اس کا عکس بعض مادوں میں صادق نہیں ہوتا، اور جب اخص کا عکس صادق نہ ہوا تو اعم کا عکس بطریق اولیٰ صادق نہ ہوگا کیونکہ یہ بات بدہشتہ باطل ہے کہ اعم دکل کا عکس تو صادق ہو اور اخص (جزرہ) کا عکس صادق نہ ہو۔ مثلاً لا شئ من القمر بمنخسف بالضرورة وقت التربع لا دائماً ای کل قمر منخسف بالفعل قضیہ سالہ کلیہ وقتہ ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ چاند اگرچہ ازمنہ ثلاثہ میں سے کسی زمانہ میں گہنا تاخ مگر کوئی چاند تریخ کے وقت یعنی جبکہ چاند اور سورج کے بیچ میں زمین حائل نہ ہو نہیں گہنا تا، یہ قضیہ سچا ہے اور اس کا عکس کم کے اعتبار سے اعم ترین سالہ جزئیہ ہے۔ اور جہت کے اعتبار سے ممکنہ عامہ ہے اور وہ یہ ہے لیس بعض المنخسف بقمر بالامکان العام، اور یہ عکس کا ذب ہے، کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ بعض وہ چیزیں جو گہنائی ہیں ان کا چاند نہ ہونا ممکن ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی نقیض کلی قمر منخسف بالضرورة صادق ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر گہنائے والی چیز بالیقین چاند ہے، پس جب یہ بات صادق ہے تو اس کا چاند نہ ہونا کیونکر ممکن ہے؟ پس جب اخص ترین قضیہ کا عکس صادق نہ ہوا تو باقی قضایا کا عکس بطریق اولیٰ صادق نہ ہوگا۔



## فصل

عَكْسُ النَّقِیْضِ: تَبْدِیْلُ نَقِیْضِ الظَّرْفَیْنِ، مَعَ بَقَاءِ الصِّدْقِ وَالْكَیْفِ، اَوْ جَعْلُ  
نَقِیْضِ الشَّيْءِ اَوَّلًا، مَعَ مُخَالَفَةِ الْكَیْفِ

**ترجمہ: فصل: عکس نقیض:** تفسیہ کے دونوں طرفوں کی نقیضوں کو بدنام ہے، صدق و کیف باقی رہتے ہوئے۔ یا دوسرے جز کی نقیض کو پہلا جز بنانا (اور پہلے جز کو بعید دوسرا جز بنانا) ہے، کیف کے اختلاف کے ساتھ (اور صدق کے بقا کے ساتھ)

**نقیض ہر چیز کی اس کا رُف (الٹنا)** ہے۔ انسان کی نقیض لا انسان ہے اور لا انسان کی نقیض لا انسان یعنی انسان ہے۔ کیونکہ نفی کی نفی اثبات ہوتی ہے۔  
**عکس نقیض** مرکب انسانی کے معنی ہیں نقیض کو پلٹنا۔

**متقدمین کے نزدیک عکس نقیض** کی تعریف ہے: "تفسیہ کے پہلے جز کی نقیض کو دوسرا جز، اور دوسرے جز کی نقیض کو پہلا جز بنانا"۔ دو باتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے۔  
**پہلی بات:** اگر اصل تفسیہ سچا ہو، یا سچا مانا گیا ہو، تو عکس نقیض بھی سچا ہونا چاہیے، یا سچا مانا جاسکے۔  
**دوسری بات:** اگر اصل تفسیہ مجبہ ہو، تو عکس نقیض بھی مجبہ ہونا چاہیے، اور اگر اصل تفسیہ سالبہ ہو، تو عکس نقیض بھی سالبہ ہونا چاہیے۔

**مثلاً** کل انسان حیوان کا عکس نقیض ہے کل لا حیوان (کوئی غیر جاندار انسان نہیں ہے) اور لا شئ من الإنسان بحجر (کوئی انسان پتھر نہیں ہے) کا عکس نقیض ہے لیس بعض اللاحجر بلا انسان (بعض وہ چیزیں جو پتھر نہیں ہیں انسان ہیں)۔ پہلی مثال میں اصل اور عکس دونوں مجبہ ہیں اور دوسری مثال میں دونوں سالبہ ہیں اور دونوں صادق ہیں۔

**نوٹ** تعریف میں صرف بقا صدق کی شرط اس لئے لگائی ہے کہ بقا کذب ضروری نہیں ہے کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اصل تفسیہ کاذب ہو اور اس کا عکس نقیض صادق ہو جیسے لا شئ من الحيوان با انسان کا ذب ہے اور اس کا عکس نقیض صادق (سچا) ہے یعنی لیس بعض اللا انسان بلا حیوان (بعض وہ چیزیں جو انسان نہیں ہیں)۔ مثلاً شجر و حجر۔ وہ غیر جاندار ہیں۔

**متاخرین کے نزدیک عکس نقیض** کی تعریف ہے: "تفسیہ کے دوسرے جز کی نقیض کو پہلا

جزر بنانا، اور پہلے جزر کو نجینہ دوسرا جزر بنانا۔۔۔ دو باتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے۔

پہلی بات: بقا صدق یعنی اگر اصل قضیہ سچا ہو یا سچا فرض کیا گیا ہو، تو عکس نقیض بھی سچا ہونا چاہئے یا سچا فرض کیا جاسکے۔  
دوسری بات: کیف کا اختلاف یعنی اگر اصل قضیہ موجب ہو تو عکس نقیض سالبہ ہونا چاہئے۔ اور اگر اصل قضیہ سالبہ ہو، تو عکس نقیض موجب ہونا چاہئے۔

مثلاً کل انسان حیوان کا عکس نقیض ہے لاشیء من الالحیوان بانسان (کوئی غیر جاندار انسان

نہیں ہے)

**نوٹ:** جو بات دونوں تعریفوں میں ضروری ہے، وہ دوسری تعریف میں ذکر نہیں کی گئی ہے۔

**خلاصہ** یہ ہے کہ متقدمین اور متاخرین میں اختلاف ہے کہ کس نقیض قضیہ کی دونوں جانبوں کی نقیضوں کو بدلنے کا نام ہے یا صرف محمول کی نقیض کو بدلنے کا نام ہے؟ متقدمین کی رائے پہلی ہے اور متاخرین کی دوسری۔

— اسی وجہ سے حضرت مصنفؒ نے دونوں تعریفیں ذکر کی ہیں یہ پہلی تعریف متقدمین کے مذہب پر ہے اور دوسری تعریف متاخرین کے مذہب پر ہے۔

**نوٹ:** علوم میں معتبر متدین کی تعریف ہے بچناچھ مصنف نے اس کو مقدم بیان کیا ہے۔ اور آگے جو احکام بیان کئے جارہے ہیں وہی متدین کی تعریف کے پیش نظر ہیں۔

وَحُكْمُ الْمُوجِبَاتِ هُنَا حُكْمُ السَّوَالِ فِي الْمُسْتَوَى، وَبِالْعَكْسِ .

**ترجمہ:** یہاں موجبہ قضیوں کا حکم دہ ہے جو عکس مستوی میں سالبہ قضیوں کا ہے اور اس کے برعکس بھی (یعنی یہاں سالبہ قضیوں کا حکم دہ ہے جو عکس مستوی میں موجبہ قضیوں کا ہے)

تشریح: اب عکس نقیض کے احکام بیان کرتے ہیں۔

(۱۱) عکس نقیض میں موجہ قضیوں کا حکم وہ ہے جو عکس مستوی میں سالبہ قضیوں کا تھا یعنی جس طرح سالبہ کلیہ کا عکس مستوی سالبہ کلیہ آتا ہے اسی طرح موجہ کلیہ کا عکس نقیض موجہ کلیہ آتا ہے اور جس طرح سالبہ جزئیہ کا عکس مستوی نہیں آتا اسی طرح موجہ جزئیہ کا عکس نقیض بھی نہیں آتا۔ کیونکہ بعض الاحیوان (جیسے گھوڑا) تو صادق ہے، مگر اس کا عکس نقیض بعض الانسان لاحیوان صادق نہیں ہے۔ اور جب موجہ جزئیہ کا عکس نقیض موجہ جزئیہ صادق نہیں، تو موجہ کلیہ بدرجہ اولیٰ صادق نہ ہوگا۔ کیونکہ جب بعض الانسان لاحیوان کاذب ہے تو کل الانسان لاحیوان بطریق اولیٰ کاذب ہوگا۔

(۲) ڈوجہات کا عکس نقیض نہیں آتا ہے۔ بسا اظہار سے چار کا یعنی دقیقہ مطلقہ، منتشر مطلقہ، مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ اور مرکبات میں سے پانچ کا یعنی دقیقہ منتشر، وجودیہ لاضروریہ، وجودیہ لادائمہ اور ممکنہ عامہ۔ کیونکہ جب یہ قیضے سالہ ہوتے ہیں تو ان کا عکس مستوی نہیں آتا۔

باقی چھ قضا یا یعنی ضروریہ مطلقہ، دائمہ مطلقہ، مشروطہ عامہ، عرفیہ عامہ، مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ کا عکس نقیض اسی طرح آتا ہے جس طرح ان کا عکس مستوی آتا ہے یعنی ڈو دائموں کا عکس نقیض دائمہ، اور ڈو عاموں کا عکس نقیض عرفیہ عامہ اور ڈو خاصوں کا عکس نقیض عرفیہ خاصہ لادائمہ فی البعض آتا ہے۔

(۳) اور سالہ قیضوں کا حکم عکس نقیض میں وہ ہے جو موجبہ قیضوں کا عکس مستوی میں تھا یعنی جس طرح موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ آتا ہے اسی طرح سالہ کلیہ اور سالہ جزئیہ کا عکس نقیض سالہ جزئیہ آتا ہے۔ مثلاً لا شئ من الانسان بحجر (کوئی انسان پتھر نہیں ہے) کا عکس نقیض ہے ایس بعض الاحجر بلا انسان (بعض غیر پتھر انسان ہیں) اور بعض الحیوان ایس بلا انسان کا عکس نقیض ہے بعض اللہ انسان ایس بلا حیوان (بعض غیر انسان جائز ہیں)

وَالْبَيَّانُ الْبَيَّانُ ، وَالنَّقْضُ النَّقْضُ

ترجمہ اور دلیل دی دلیل ہے، اور تخلف دی تخلف ہے۔

(۱) جن موجبہ یا سالہ قیضوں کا عکس نقیض آتا ہے ان کو ثابت کرنے کے لئے دلیل دہی دلیل حلف ہے جس کے ذریعہ عکس مستوی کو ثابت کیا گیا تھا یعنی عکس نقیض کی نقیض محال کر، اصل قضیہ کے ساتھ ملا کر شکل اول بنا کر، دیکھیں گے کہ کوئی محال تو لازم نہیں آتا، اگر محال لازم آتا ہو، تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ نقیض کی نقیض باطل ہے اور عکس نقیض صحیح ہے۔

(۲) اسی طرح جن موجبہ یا سالہ قیضوں کا عکس نقیض نہیں آتا، ان کو ثابت کرنے کے لئے دلیل بھی دی دلیل تخلف (نقض) ہے جس کے ذریعہ عکس مستوی نہ آنے کو ثابت کیا گیا تھا۔

**دلیل مختلف** کا مطلب ہے: ”کسی بھی ایک مادہ میں عکس نقیض کا صادق نہ ہونا“۔ چونکہ اس وقت اصل قضیہ اور عکس نقیض میں تلازم ختم ہو جائے گا اس لئے اس کو ”دلیل نقض“ کہتے ہیں۔ اور جب عکس نقیض صادق نہ ہوگا تو وہ اصل قضیہ سے بچے رہ جائے گا، اس لئے اس کو ”دلیل حلف“ اور ”دلیل مختلف“ کہتے ہیں۔

وَقَدْ بَيَّنَّا أَمْوَكَامُ الْخَاصَّتَيْنِ مِنَ الْمُوجِبَةِ الْجُزْئِيَّةِ هَهُنَا، وَمِنْ

### السَّلَابَةُ الْجُزْئِيَّةُ شَمَّةٌ، إِلَى الْمُعْرِفَةِ الْخَاصَّةِ بِالْإِفْتِرَاضِ

ترجمہ اور تحقیق بیان کیا گیا ہے دو خاصوں (یعنی مشروط خاصہ اور عرفیہ خاصہ) موجب جزئیہ کا منکسر ہونا یہاں (یعنی عکس نقیض میں) اور دو خاصوں (یعنی مشروط خاصہ اور عرفیہ خاصہ) سالبہ جزئیہ کا منکسر ہونا وہاں (یعنی عکس مستوی میں) اعرافیہ خاصہ کی طرف دلیل افتراض سے۔

تشریح عکس مستوی کی بحث میں جو کہا گیا تھا کہ سالبہ جزئیہ کا عکس مستوی نہیں آتا، اور عکس نقیض کی بحث میں جو کہا گیا ہے کہ موجب جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا۔ یہ دونوں باتیں اس وقت ہیں جبکہ سالبہ جزئیہ اور موجب جزئیہ دو خاصے (یعنی مشروط خاصہ اور عرفیہ خاصہ) نہ ہوں۔ کیونکہ حاصتین کا عکس مستوی اور عکس نقیض دونوں آتے ہیں۔ سالبہ جزئیہ مشروط خاصہ اور عرفیہ خاصہ کا عکس مستوی سالبہ جزئیہ عرفیہ خاصہ آتا ہے اور موجب جزئیہ مشروط خاصہ اور عرفیہ خاصہ کا عکس نقیض موجب جزئیہ عرفیہ خاصہ آتا ہے۔ اور یہ دونوں دعوے ”دلیل افتراض“ سے ثابت کئے جاتے ہیں۔

**افتراض** کے لغوی معنی ہیں واجب نظر کرنا، مقرر کرنا، کہا جاتا ہے افترض الله الاحکام علی عبادہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احکام مقرر کئے۔ دلیل افتراض یہی چونکہ دعویٰ ثابت کرتی ہے اس لئے اس کو ”دلیل افتراض“ کہتے ہیں۔

**دلیل افتراض کی تعریف ہے:** ”قفیہ کے موضوع کو کوئی معین چیز فرض کرنا، پھر اس کیلئے

وصف موضوع اور وصف محمول کو ثابت کرنا اور ان دو قفییوں سے شکل ثالث بنا کر مدعی ثابت کرنا“

**مثلاً** کل انسان حیوان کا عکس نقیض ہے کل لا حیوان لا انسان۔ اس عکس نقیض کو ثابت کرنے کیلئے ہم عکس کے موضوع کو ”ورثت“ فرض کرتے ہیں اور اس کے لئے دونوں وصف ثابت کرتے ہیں تو دو قفیتے حاصل ہوں گے (۱) کل الأشجار لا حیوان (۲) کل الأشجار لا انسان پس شکل ثالث سے نتیجہ نکلے گا کل لا حیوان لا انسان اور یہی عکس نقیض تھا۔

**دوسری مثال** بعض الإنسان کاتب بالفعل لا دائماً قفیہ وجودیہ لا دائم ہے اور اس کا عکس

مستوی بعض الکاتب انسان بالفعل (مطلق عامہ) ہے۔ یہ عکس صحیح ہے یا نہیں؟ اس کو جاننے کے لئے ہم کاتب

کو زید فرض کرتے ہیں، اور اس کے لئے دونوں وصف ثابت کرتے ہیں، تو دو قفیتے حاصل ہوں گے (۱) زید کاتب

بالفعل (۲) زید انسان بالفعل، پس شکل ثالث سے نتیجہ نکلے گا بعض الکاتب انسان بالفعل پس معلوم

ہوا کہ وہ عکس مستوی صحیح ہے۔



## دلیل اقراض کی عربی تعریف یہ ہے

فَرَضَ ذَاتُ الْمَوْضُوعِ شَيْئًا مُعَيَّنًا، وَحَصَلَ  
وَصْفُ الْمَحْمُولِ وَالْمَوْضُوعِ عَلَيْهِ، لِيَحْصَلَ

مَفْهُومُ الْعَيْنِ، یعنی پہلے موضوع کی ذات کو کوئی معین چیز فرض کیا جائے (لیکن جو چیز فرض کی جائے وہ موضوع کی ذات کے مناسب ہونی چاہیے) اگر موضوع نوع ہو تو وہ معین چیز اس کا فرد یا وصف ہونا چاہئے مثلاً موضوع انسان ہو تو وہ معین چیز زید یا رجل ہونا چاہئے اور اگر موضوع جنس ہو تو وہ معین چیز نوع یا اس کے مانند کوئی چیز ہونی چاہئے مثلاً موضوع حیوان ہو تو وہ معین چیز انسان وغیرہ ہونا چاہیے۔

پھر اس معین چیز کے لئے وصف موضوع اور وصف محمول دونوں کو ثابت کیا جائے تاکہ دو تقسیم ہوا ہوں اور ان کے ذریعہ مطلوب ثابت کیا جائے یعنی شکل ثالث بنائی جائے اگر نتیجہ وہی آئے جو مدعی تھا تو دعویٰ ثابت، ورنہ باطل۔

مثلاً پہلا دعویٰ تھا کہ مشروطہ خاصہ موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض موجبہ جزئیہ عریضہ خاصہ آتا ہے جیسے بعض متحرك الأضباع كاتب بالضرورة مادام متحرك الأضباع لا دائماً کا عکس نقیض ہے بعض الاكاتب لا متحرك الأضباع دائماً، مادام لا كاتباً، لا دائماً۔ یہ عکس صحیح ہے یا نہیں اس کو جاننے کے لئے ہم لا كاتباً کو ”گھوڑا“ فرض کرتے ہیں اور اس کے لئے دونوں وصف ثابت کرتے ہیں، تو دو تقسیمے حاصل ہوں گے (۱) الفرس لا كاتب (۲) الفرس لا متحرك الأضباع دائماً، مادام لا كاتباً پس شکل ثالث سے نتیجہ نکلے گا بعض الاكاتب لا متحرك الأضباع، انہ پس عکس نقیض کا جز اول ثابت ہوا۔  
نوٹ یہ آسان طریقہ پر دلیل اقراض جاری کی گئی ہے۔ مفصل طریقہ شرح تہذیب میں آئے گا۔

## فصل

القياس: قَوْلُهُ مُؤَلَّفٌ مِنْ قَضَائِيَا، يَلْزَمُ لِذَاتِهِ قَوْلُهُ آخَرُ

ترجمہ: قیاس چند قضیوں سے مرکب (ترکیب پائی ہوئی) وہ بات ہے جس کے لئے بالذات (یعنی خود بخود) دوسری بات لازم ہو۔

قیاس کی تعریف: قیاس دو قضیوں سے مرکب (دہنا ہوا) وہ قول ہے جس کے لئے بالذات (یعنی خود بخود) دوسرا قول لازم ہو، جیسے دنیا ایک حال پر برقرار نہیں ہے (الْعَالَمُ مُتَغَيِّرٌ) اور ہر وہ چیز جو ایک حال پر برقرار نہ ہو، وہ نوپید (نئی پیدا شدہ) ہوتی ہے (وَكُلُّ مُتَغَيِّرٍ جَادٍ) ان دو باتوں کے مجموعہ سے خود بخود یہ بات ثابت

ہوتی ہے کہ: ”دنیائو پیدا ہے“ (فَالْعَالَمُ حَادِثٌ)  
اس مثال میں پہلے دو قضیوں کے مجموعہ کا نام ”قیاس“ ہے، کیونکہ ان دو قضیوں کے مجموعہ ہی سے بغیر کسی نئی بات کے ملائے دوسری بات ثابت ہوتی ہے۔ اور اس دوسری بات کو قیاس کا نتیجہ کہتے ہیں۔

فَإِنْ كَانَ مَذْكَورًا فَيَدِّ بِعَادَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَاسْتِثْنَانِيٍّ، وَإِلَّا فَاقْتِرَانِيٍّ  
حَقْلِيٍّ أَوْ شَرْطِيٍّ

**ترجمہ** پس اگر ہر دو دوسری بات اس قیاس میں مذکور اپنی شکل اور ہیئت کے ساتھ، تو وہ قیاس استثنائی ہے، ورنہ تو اقترانی ہے: حقی ہے یا شرطی ہے

**ترکیب** کا اس اسم منہ مستر ہے جو ”قول آخر“ کی طرف راجع ہے۔ یہاں دو اولیٰ ہیئت کی ضمیریں بھی داخل آخر کی طرف راجع ہیں، اور قیہ کی ضمیر قیاس کی طرف راجع ہے۔

**تشریح** اس عبارت میں قیاس کی تقسیم کی گئی ہے۔ قیاس کی ابتدا دو تقسیمیں ہیں، ایک استثنائی اور دوسری اقترانی۔ پھر اقترانی کی دو تقسیمیں ہیں ایک حقی اور دوسری شرطی۔ پس قیاس کی کل تین تقسیمیں ہوں گی۔ قیاس استثنائی، قیاس اقترانی حقی اور قیاس اقترانی شرطی۔

**نوٹ:** قیاس کی تقسیم ہیئت کے اعتبار سے ہے۔ قیاس کی دوسری تقسیم مادہ کے اعتبار سے آگے آ رہی ہے مادہ کے اعتبار سے قیاس کی پانچ تقسیمیں ہیں، برہانی، جہلی وغیرہ۔

**وجہ حصر** قیاس میں نتیجہ یا تو اپنے مادہ اور اپنی ہیئت کے ساتھ مذکور ہوگا یا نہیں ہوگا، اول قیاس استثنائی ہے اور دوم قیاس اقترانی ہے۔ پھر قیاس اقترانی دو حال سے خالی نہیں یا تو قیاس کے دونوں مقدمے حلیہ قضیہ ہوں گے یا حلیہ نہیں ہوں گے بلکہ دونوں یا کوئی ایک شرطیہ ہوگا اول قیاس اقترانی حقی ہے اور دوم قیاس اقترانی شرطی۔  
**وجہ تسمیہ:** قیاس استثنائی کو ”استثنائی“ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حرف استثناء لکن وغیرہ ہوتا ہے اور قیاس اقترانی کو ”اقترانی“ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں نتیجہ کے اطراف یعنی اصغر، اکبر اور اوسط ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور حقی اور شرطی کی وجہ تسمیہ ظاہر ہے۔

**قیاس کا مادہ اور ہیئت** ایک مثال سے سمجھئے: کہہ رہائیں بنانے والا، پہلے گارانتیا کرتا ہے، یہ گارانتیوں کا مادہ ہے، پھر اس گارے کو سانچے میں بھر کر چوکنوئی پیش بناتا ہے۔ یہ چار گوشہ ہونا اینٹ کی ہیئت ہے۔ اسی طرح قیاس کا نتیجہ بھی ایک قضیہ ہے اور ہر قضیہ موضوع و محمول سے مرکب ہوتا ہے یہ موضوع و محمول نتیجہ کا

دادہ ہیں اور ان کی مخصوص صورت یعنی موضوع کا مقدم ہونا اور محمول کا موخر ہونا یہ اس نتیجہ کی ہیئت ہے۔

**قیاس استثنائی کی تعریف:** قیاس استثنائی وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ بعینہ یا نقیض نتیجہ مذکور ہو۔ نتیجہ بعینہ مذکور ہونے کی مثال یہ ہے ان کان هذا انسانا کان حیوانا

اگر یہ انسان ہے تو جاندار ہے، لکنہ انسانا (مگر یہ انسان ہے) لکنہ حیوانا (پس یہ جاندار ہے) اس مثال میں

نتیجہ قیاس کان حیوانا ہے، جو قیاس میں بعینہ مذکور ہے۔ اور نقیض نتیجہ مذکور ہونے کی مثال یہ ہے

ان کان هذا انسانا کان حیوانا (اگر یہ انسان ہے تو جاندار ہے) لکنہ لیس حیوان (مگر وہ جاندار نہیں

ہے) فہذا لیس با انسانا (پس یہ انسان نہیں ہے) اس مثال میں نتیجہ قیاس هذا لیس با انسان ہے، جو

قیاس میں مذکور نہیں ہے البتہ اس کی نقیض هذا انسان مگر ہے۔

**قیاس اقترانی کی تعریف:** قیاس اقترانی وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ بعینہ یا اس کی نقیض مذکور نہ ہو، البتہ نتیجہ کا مادہ یعنی موضوع و محمول قیاس میں مذکور ہوں جیسے العالم

متغیر وکل متغیر حادث، فالعالم حادث اس مثال میں نتیجہ قیاس العالم حادث ہے، جو نہ بعینہ

قیاس میں مذکور ہے، نہ اس کی نقیض مذکور ہے۔ البتہ عالم اور حادث یعنی موضوع و محمول مذکور ہیں۔

**اقترانی حملی کی تعریف:** قیاس اقترانی حملی وہ قیاس ہے جو صرف قضایا علیہ سے مرکب ہو، جیسے العالم متغیر وکل متغیر حادث، فالعالم حادث

قیاس اقترانی شرطی وہ قیاس ہے جو صرف قضایا علیہ سے مرکب نہ ہو، بلکہ

یا تو صرف شرطیات سے مرکب ہو یا شرطیہ اور علیہ دونوں طرح کے قضیوں

مرکب ہو۔ صرف قضایا شرطیہ سے مرکب ہونے کی مثال یہ ہے کلما کانت الشمس طالعة فالنہار

موجود (جب بھی سورج نکلا ہوا ہوگا تو دن موجود ہوگا) وکلما کان النہار موجودا فالعالم مضئ

(اور جب بھی دن موجود ہوگا تو جہاں روشن ہوگا) فکلما کانت الشمس طالعة فالعالم مضئ (پس جب

بھی سورج نکلا ہوا ہوگا تو جہاں روشن ہوگا۔

اور علیہ اور شرطیہ سے مرکب ہونے کی مثال یہ ہے کلما کان هذا الشئ انسانا کان حیوانا (جب بھی

یہ چیز انسان ہوگی تو جاندار ہوگی) وکل حیوان جسم (اور ہر جاندار جسم ہے) فکلما کان هذا الشئ انسانا

کان جسما (پس جب بھی یہ چیز انسان ہوگی تو جسم ہوگی) اس قیاس میں پہلا مقدمہ قضیہ شرطیہ ہے اور دوسرا مقدمہ

قضیہ علیہ ہے۔

وَمَوْضُوعُ الْمَطْلُوبِ مِنَ الْحَقِيقِ يَسْتَشْفِئُ أَصْغَرَ وَ مَحْمُولُهُ أَكْبَرَ

وَالْمُتَكَبِّرُ أَوْسَطُ؛ وَمَا فِيهِ الْأَصْغَرُ صَغْرَى، وَالْأَكْبَرُ كِبْرَى.

ترجمہ اور تفسیر علیہ کے تہجہ کا موضوع ”اصغر“ کہلاتا ہے، اور اس کا محمول ”اکبر“ کہلاتا ہے اور بار بار آتوالا جزر ”اوسط“ کہلاتا ہے، اور جس مقدمہ میں ”اصغر“ ہوتا ہے وہ ”صغریٰ“ کہلاتا ہے اور جس مقدمہ میں وہ ”اکبر“ ہوتا ہے وہ ”کبریٰ“ کہلاتا ہے۔

اصغر: تہجہ کا موضوع اکبر: تہجہ کا محمول حد اوسط: وہ جز مشترک جو صغریٰ میں بھی آیا ہے اور کبریٰ میں بھی آیا ہے مگر نتیجہ میں نہیں آیا ہے صغریٰ: قیاس کا وہ مقدمہ جس میں ”اصغر“ ہے کبریٰ: قیاس کا وہ مقدمہ جس میں ”اکبر“ ہے۔

تشریح: قیاس اقترانی حملی ایسے دو مقدموں پر مشتمل ہوتا ہے جو کسی ایک بات میں مشترک ہوتے ہیں اور ایک ایک بات میں مختلف ہوتے ہیں مثلاً العالم متغیر (صغریٰ) وکل متغیر حادث (کبریٰ) فالعالم حادث (نتیجہ) اس مثال میں متغیر دونوں مقدموں میں مشترک جز ہے اور عالم صرف پہلے مقدمہ میں ہے اور حادث صرف دوسرے مقدمہ میں ہے پس جز مشترک ہے وہ ”حد اوسط“ کہلاتا ہے اور نتیجہ کا موضوع ”اصغر“ کہلاتا ہے اور اصغر جس مقدمہ میں ہے وہ صغریٰ کہلاتا ہے اور نتیجہ کا محمول ”اکبر“ کہلاتا ہے اور اکبر جس مقدمہ میں ہے وہ کبریٰ کہلاتا ہے۔

مثال مذکور میں متغیر حد اوسط ہے، العالم اصغر ہے، حادث اکبر ہے، العالم متغیر صغریٰ ہے اور کل متغیر حادث کبریٰ ہے۔

نوٹ (۱) قیاس میں ہمیشہ صغریٰ مقدم ہوتا ہے اور کبریٰ مؤخر ہوتا ہے۔

(۲) یہ اصطلاحیں یعنی اصغر، اکبر وغیرہ اقترانی حملی کے ساتھ خاص نہیں ہیں، اقترانی شرطی میں بھی یہی اصطلاحیں استعمال کی جاتی ہیں پس من الحملی کی قید اتفاقی ہے، احترازی نہیں ہے۔

وَالْأَوْسَطُ: إِمَّا مَحْمُولُ الصَّغْرَى وَمَوْضُوعُ الْكِبْرَى، فَهُوَ الشَّكْلُ الْأَوَّلُ؛ أَوْ مَحْمُولُهُمَا فَالثَّانِي، أَوْ مَوْضُوعُهُمَا فَالثَّلَاثُ، أَوْ عَكْسُ الْأَوَّلِ فَالرَّابِعُ.

ترجمہ اور حد اوسط یا تو صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہوگی تو وہ ”شکل اول“ ہے یا دونوں میں

محمول ہوگی تو وہ ”شکل ثانی“ ہے یا دونوں میں موضوع ہوگی تو وہ ”شکل ثالث“ ہے، یا پہلی صورت کی برعکس صورت ہوگی (یعنی صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہوگی) تو وہ ”شکل رابع“ ہے۔

قیاس اقترانی حملی کی چار صورتیں ہیں، جو ”اشکال اربعہ“ کہلاتی ہیں۔

**چار شکلیں** اس طرح ہیں کہ حد واسطہ:

(۱) یا تو صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہوگی تو وہ ”پہلی شکل“ ہے جیسے العالم متغیر،

وکل متغیر حادث، فالعالم حادث

(۲) یا دونوں میں محمول ہوگی تو وہ ”دوسری شکل“ ہے جیسے کل انسان حیوان، ولا شئی

من الحجر حیوان، فلا شئی من الإنسان یحجر۔

(۳) یا دونوں میں موضوع ہوگی تو وہ ”تیسری شکل“ ہے، جیسے کل انسان حیوان، وکل

انسان ناطق، فبعض الحیوان ناطق۔

(۴) یا صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہوگی تو وہ ”چوتھی شکل“ ہے، جیسے کل انسان حیوان

وکل ناطق انسان، فبعض الحیوان ناطق۔

وَيَسْتَرْطُ فِي الْأَوَّلِ: إِنْجَابُ الصَّغْرَى، وَفِعْلِيَّتُهَا، مَعَ كَلِمَةِ الْكُبْرَى

**ترجمہ** اور شرط ہے ”پہلی شکل“ میں صغریٰ کا موجب ہونا، اور اس کا فعلیہ ہونا، کبریٰ کے کلمہ ہونے کے ساتھ۔

تشریح قیاس کی چاروں شکلوں کے صحیح نتیجہ دینے کے لئے کچھ شرائط ہیں جب وہ شرائط پائی جائیگی تب وہ شکلیں صحیح نتیجہ دیں گی اور اگر شرائط مفقود ہوں گی تو شکلیں صحیح نتیجہ نہیں دیں گی۔ صحیح نتیجہ دینے والی شکلوں کو **مُتَّصِحٌّ** (بجہ دینے والی) کہتے ہیں اور صحیح نتیجہ نہ دینے والی شکلوں کو **عَقِیْمٌ** (باجھ) کہتے ہیں۔

**شکل اول کے لئے شرطیں** تین ہیں ایک کیفیت کے اعتبار سے، دوسری جہت کے اعتبار سے اور تیسری کم کے اعتبار سے۔

کیف کے اعتبار سے یعنی ایجاب و سلب کے اعتبار سے شرط یہ ہے کہ صغریٰ موجب ہو اور جہت کے اعتبار سے شرط یہ ہے کہ صغریٰ فعلیہ ہو یعنی ممکنہ ہو ضرورت اور دوام کی جتنی فعلیں اور کم کے اعتبار سے یعنی کئی جزئی ہونے کے اعتبار سے شرط یہ ہے کہ کبریٰ کلمہ ہو۔

خلاصہ سب شرائط اور ج ذیل ہے۔

شکل اول کے صحیح نتیجہ دینے کے لئے شرط ہے کہ صفری موجبہ اور فعلیہ ہو اور کبری کلیہ ہو

لَيُنتِجُ الْمُوجِبَاتُ مَعَ الْمُوجِبَةِ الْكُلِّيَّةِ الْمُوجِبَاتِيْنَ ، وَمَعَ السَّلَابَةِ الْكُلِّيَّةِ  
السَّلَابَاتِيْنَ بِالضَّرُورَةِ

ترجمہ تاکہ دو موجبہ موجبہ کلیہ کے ساتھ مل کر نتیجہ دیں دو موجبوں کا، اور سالبہ کلیہ کے ساتھ مل کر دو سالبوں کا، بالبداهت۔

تشریح محسورات چار ہیں: موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ۔ اور صفری اور کبری میں سے ہر ایک چاروں محسورات ہو سکتے ہیں: پس صفری کی چار صورتوں کو کبری کی چار صورتوں میں ضرب دینے سے نو صورتیں ہوں گی۔ یہ صورتیں ”شکل اول کی ضربیں“ کہلاتی ہیں۔ ان سے نو ضربوں میں جب شرائط کا لحاظ کیا جائے گا تو صرف چار صورتیں منتج ہوں گی، باقی بارہ غقیم ہوں گی۔

ضروب منتجہ عرف چار ہیں (۱) صفری اور کبری دونوں موجبہ کلیہ ہوں (۲) صفری موجبہ کلیہ اور کبری سالبہ کلیہ ہو (۳) صفری موجبہ جزئیہ اور کبری موجبہ کلیہ ہو (۴) صفری موجبہ جزئیہ اور کبری سالبہ کلیہ ہو اور نتیجہ کے لئے ضابطہ یہ ہے کہ نتیجہ ہمیشہ ”آرڈل“ (کم تر کے تابع ہوتا ہے۔ ایجاب و سلب میں آرڈل سلب ہے اور کلیت و جزئیت میں آرڈل جزئیت ہے، پس:

پہلی صورت میں نتیجہ موجبہ کلیہ آئے گا، کیونکہ صفری اور کبری دونوں موجبہ اور کلیہ ہیں جیسے کل انسان حیوان، و کل حیوان جسم، فکل انسان جسم دوسری صورت میں نتیجہ سالبہ کلیہ آئے گا، کیونکہ دونوں مقدمے کلیہ ہیں مگر کبری سالبہ ہے،

جیسے کل انسان حیوان، ولا شئ من الحيوان بحجر، فلا شئ من الانسان بحجر۔ تیسری صورت میں نتیجہ موجبہ جزئیہ آئے گا، کیونکہ صفری جزئیہ ہے، جیسے بعض الحيوان

النسان، و كل انسان ناطق، فبعض الحيوان ناطق۔ چوتھی صورت میں نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا، سالبہ اس لئے کہ کبری سالبہ ہے اور جزئیہ اس لئے کہ

صفری جزئیہ ہے، جیسے بعض الحيوان انسان، ولا شئ من الإنسان بصاهل (منہانے والا)، فبعض الحيوان لبس بصاهل۔

باقی پانچ ضربیں شرائط مفقود ہونے کی وجہ سے عقیم ہیں۔ سب کا نقشہ یہ ہے

| نمبر شمار | مضری        | کبری       | نتیجہ       | کیفیت                             |
|-----------|-------------|------------|-------------|-----------------------------------|
| ①         | موجبہ کلیہ  | موجبہ کلیہ | موجبہ کلیہ  | شرائط موجود ہیں                   |
| ۲         | "           | "          | جزئیہ       | کبری کلیہ نہیں اس لئے عقیم ہے     |
| ③         | "           | سالہ کلیہ  | سالہ کلیہ   | شرائط موجود ہیں                   |
| ۴         | "           | "          | جزئیہ       | کبری کلیہ نہیں اس لئے عقیم ہے     |
| ⑤         | موجبہ جزئیہ | موجبہ کلیہ | موجبہ جزئیہ | شرائط موجود ہیں                   |
| ۶         | "           | "          | جزئیہ       | کبری کلیہ نہیں اس لئے عقیم ہے     |
| ⑦         | "           | سالہ کلیہ  | سالہ جزئیہ  | شرائط موجود ہیں                   |
| ۸         | "           | "          | جزئیہ       | کبری کلیہ نہیں اس لئے عقیم ہے     |
| ۹         | سالہ کلیہ   | موجبہ کلیہ | "           | مضری موجبہ نہیں ہے اس لئے عقیم ہے |
| ۱۰        | "           | "          | جزئیہ       | "                                 |
| ۱۱        | "           | سالہ کلیہ  | "           | "                                 |
| ۱۲        | "           | "          | جزئیہ       | "                                 |
| ۱۳        | سالہ جزئیہ  | موجبہ کلیہ | "           | "                                 |
| ۱۴        | "           | "          | جزئیہ       | "                                 |
| ۱۵        | "           | سالہ کلیہ  | "           | "                                 |
| ۱۶        | "           | "          | جزئیہ       | "                                 |

**عبارت کا مطلب**۔ یعنی نتیجہ میں لام عاقبت (غایت) ہے یعنی شکل اول کی شرائط کا اثر یہ ہے کہ  
 شلہ مضروں میں سے صرف چار نتیجہ اور باقی عقیم ہیں۔ مضری موجبہ کلیہ یا موجبہ جزئیہ جب کبری موجبہ کلیہ کے ساتھ  
 ملیں گے تو نتیجہ موجبہ آئے گا، پہلی صورت میں کلیہ آئے گا اور دوسری صورت میں جزئیہ آئے گا۔ اور جب یہی  
 دونوں سالہ کلیہ کے ساتھ ملیں گے تو نتیجہ سالہ آئے گا پہلی صورت میں کلیہ آئے گا اور دوسری صورت میں  
 جزئیہ آئے گا۔

بالضرورت: یہ جارح و ردی نتیجہ سے متعلق ہیں، جس کا ترجمہ ہے بالہامت یعنی شکل اول کا انشاج نتیجہ  
 دینا، یہی ہے کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ اور باقی شکلوں کا انشاج دلیل کا محتاج ہے، جیسا کہ آگے معلوم

ہوگا۔ لہذا یاد رکھیں کہ

**شکل اول بڑھتی الانتاج ہے، کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے**

وَفِي الثَّانِي: اخْتِلَافُهُمَا فِي الْكَيْفِ، وَكُلِّيَّةُ الْكُبْرَى، مَعَ دَوَامِ الصُّغْرَى؛ أَوْ  
إِمْكَانِ سَلْبِ الْكُبْرَى، وَكَوْنُ الْمُحْتَمَلَةِ، مَعَ الضَّرُورِيَّةِ، أَوِ الْكُبْرَى الْمَشْرُوطَةِ.

ترجمہ: اور دوسری شکل میں (شرط ہے) دونوں مقدموں کا مختلف ہونا کیف میں اور کبری کا کلیہ ہونا، صغری کے دوام کے ساتھ یا کبری سالبہ کے انکاس کے ساتھ، یا ممکنہ ہونا ضروریہ کے ساتھ یا کبری مشروطہ کے ساتھ

**شکل ثانی:** قیاس کی وہ شکل ہے جس میں حد وسط دونوں مقدمات میں محمول واقع ہوتی ہے۔ اس کے صحیح نتیجہ دینے کے لئے شرائط درج ذیل ہیں۔

کیف کے اعتبار سے شرط یعنی ایجاب و سلب کے اعتبار سے شرط یہ ہے کہ صغری اور کبری دونوں ایجاب و سلب میں مختلف ہوں، ایک موجب ہو تو دوسرا سالبہ ہو، اگر دونوں مقدمے موجب یا دونوں سالبہ ہوں گے تو نتیجہ ہمیشہ صحیح نہیں آئے گا۔

کَم کے اعتبار سے شرط یعنی کلیت و جزئیت کے اعتبار سے شرط یہ ہے کہ کبری کلیہ ہو۔

**شکل ثانی کے انتاج کیلئے شرط ہے صغری کبری کا ایجاب سلب میں مختلف ہونا اور کبری کا کلیہ ہونا**

اور جہت کے اعتبار سے شرطیں دہوں، اور ہر شرط دہو باتوں میں دائر ہے، یعنی دہو باتوں میں سے کوئی ایک بات ہائی جانی چاہیے۔

پہلی شرط: (۱) یا تو صغری دائرہ یا ضروریہ ہو (۲) یا کبری ان چھ قضیوں میں سے ہوجن کے سوالیہ منکس ہوتے ہیں یعنی کبری دہو دائروں، دہو عاموں اور دہو خاصوں میں سے ہو۔

دوسری شرط: (۱) صغری اگر ممکنہ عامہ یا ممکنہ خاصہ ہو تو کبری ضروریہ یا مشروطہ عامہ یا مشروطہ خاصہ ہو (۲) اور اگر کبری ممکنہ عامہ یا ممکنہ خاصہ ہو تو صغری ضروریہ ہو۔

لِيُتَجَّزَّ الْكُلِّيَّتَانِ سَلْبَةً مُطْلَقَةً، وَالْمُحْتَمَلَتَانِ فِي الْكَمِّ أَنْظَمَ سَلْبَةً جُزْئِيَّةً  
بِالْعَلَلِ، أَوْ عَلَى الْكُبْرَى أَوْ الصُّغْرَى، ثُمَّ التَّرْتِيبُ، ثُمَّ النَّتِيجَةُ.



ترجمہ تاکہ دو کلیے نتیجہ دیں سالہ کلیہ کا (یعنی اگر صغریٰ اور کبریٰ دونوں کلیہ ہوں، ایک موجبہ اور ایک سالہ  
تو نتیجہ سالہ کلیہ آئے گا) اور وہ دو مقدمے جو کم (ذکیت و جزئیت) میں مختلف ہیں وہ بھی نتیجہ دیں سالہ جزئیہ کا  
(یعنی کیف میں اختلاف کے ساتھ اگر کم میں بھی اختلاف ہو تو اس صورت میں بھی نتیجہ سالہ جزئیہ آئے گا) دلیل  
خلف کے ذریعہ، یا کبریٰ کے عکس کے ذریعہ، یا صغریٰ کے عکس، پھر ترتیب (کے عکس) پھر نتیجہ (کے عکس) کے ذریعہ

تشریح: شکل ثانی کی سولہ ضربوں میں سے بھی صرف چار ضربیں نتائج ہیں۔

ضرب اول: صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالہ کلیہ ہو، تو نتیجہ سالہ کلیہ آئے گا، جیسے کل انسان  
حیوان، ولا شئ من الحجر بحیوان فلا شئ من الإنسان بحجر۔  
ضرب دوم: صغریٰ سالہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو، تو نتیجہ سالہ کلیہ آئے گا، جیسے لا شئ من  
الحجر بحیوان، وکل انسان حیوان، فلا شئ من الحجر یا انسان۔  
ضرب سوم: صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ سالہ کلیہ ہو، تو نتیجہ سالہ جزئیہ آئے گا، جیسے بعض حیوان  
انسان، ولا شئ من الفرس یا انسان، فبعض حیوان لیس بفرس۔  
ضرب چہارم: صغریٰ سالہ جزئیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو، تو نتیجہ سالہ جزئیہ آئے گا، جیسے بعض  
الحیوان لیس یا انسان، وکل ناطق انسان، فبعض حیوان لیس بناطق۔  
باقی بارہ ضربیں شرائط مفقود ہونے کی وجہ سے عقیم ہیں۔ سب کا نقشہ یہ ہے۔

| نمبر شمار | صغریٰ       | کبریٰ      | نتیجہ      | کیفیت                  |
|-----------|-------------|------------|------------|------------------------|
| ۱         | موجبہ کلیہ  | موجبہ کلیہ | عقیم       | کیف میں اختلاف نہیں ہے |
| ۲         | "           | جزئیہ      | "          | "                      |
| ③         | "           | سالہ کلیہ  | سالہ کلیہ  | شرائط موجود ہیں        |
| ۴         | "           | جزئیہ      | عقیم       | کبریٰ کلیہ نہیں ہے     |
| ۵         | موجبہ جزئیہ | موجبہ کلیہ | "          | کیف میں اختلاف نہیں ہے |
| ۶         | "           | جزئیہ      | "          | "                      |
| ④         | "           | سالہ کلیہ  | سالہ جزئیہ | شرائط موجود ہیں        |
| ۸         | "           | جزئیہ      | عقیم       | کبریٰ کلیہ نہیں ہے     |

|    |            |            |            |                                                |
|----|------------|------------|------------|------------------------------------------------|
| ①  | سالہ کلیہ  | موجبہ کلیہ | سالہ کلیہ  | شرائط موجود ہیں                                |
| ۱۰ | "          | " جزئیہ    | عقیم       | کبری کلیہ نہیں ہے                              |
| ۱۱ | "          | سالہ کلیہ  | "          | کیف میں اختلاف نہیں ہے                         |
| ۱۲ | "          | " جزئیہ    | "          | کیف میں اختلاف بھی نہیں اور کبری کلیہ بھی نہیں |
| ②  | سالہ جزئیہ | موجبہ کلیہ | سالہ جزئیہ | شرائط موجود ہیں                                |
| ۱۳ | "          | " جزئیہ    | عقیم       | کبری کلیہ نہیں ہے                              |
| ۱۴ | "          | سالہ کلیہ  | "          | کیف میں اختلاف نہیں ہے                         |
| ۱۵ | "          | " جزئیہ    | "          | کیف میں اختلاف بھی نہیں اور کبری کلیہ بھی نہیں |

شکل ثانی کے انتاج کی تین دلیلیں ہیں۔

① دلیل خُف یعنی اگر شکل ثانی کے نتیجہ کو صحیح نہ مانیں گے تو اس کی نقیض کو صحیح مانتا ہوگا، حالانکہ نقیض کو صحیح مانتے سے خلاف مفروض لازم آتا ہے جو محال ہے اور جو چیز محال کو مستلزم نہ ہو وہ خود محال ہوتی ہے۔ پس نقیض باطل اور نتیجہ صحیح ہوگا۔

رہی یہ بات کہ نقیض کو صادق مانتے سے خلاف مفروض کیسے لازم آتا ہے؟ تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس نقیض کو صغری بنائیں، اور شکل ثانی کے کبری کو کبری بنائیں اور شکل اول ترتیب دیں تو جو نتیجہ آئے گا وہ اصل قیاس کے صغری کی نقیض ہوگا، جو خلاف مفروض ہے۔

مثلاً کل انسان حیوان، ولا شئ من الحجر بحیوان یہ دو مقدمے پہلے مان لئے گئے ہیں، پس اس کا نتیجہ یعنی لا شئ من الإنسان بحجر بھی ضرور سچا ہوگا۔ کیونکہ اگر یہ نتیجہ صادق نہ ہوگا، تو اس کی نقیض یعنی بعض الإنسان حجر صادق ہوگی۔ حالانکہ یہ نقیض صادق نہیں ہے، کیونکہ جب ہم اس نقیض کو صغری بنائیں گے، اور اصل قیاس کے کبری کو کبری بنائیں گے اور شکل اول ترتیب دیں گے اور کہیں گے کہ بعض الإنسان حجر، ولا شئ من الحجر بحیوان تو نتیجہ آئے گا بعض الإنسان ليس بحیوان اور یہ نتیجہ اصل قیاس کے صغری یعنی کل الإنسان حیوان کی نقیض ہے اور چوں کہ اصل قیاس کا صغری سچا مانا جا چکا ہے پس ضرور یہ نتیجہ کاذب ہوگا۔

اور نتیجہ کا کذب تین وجوہ سے ہو سکتا ہے یا تو صغری کاذب ہو یا کبری کاذب ہو یا شرائط انتاج کا فقدان ہو۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ کبری کاذب نہیں ہے، کیونکہ وہ اصل قیاس کا کبری ہے جو صادق

مانا جا چکا ہے اور شرائط انتاج بھی مفقود نہیں ہے کیونکہ احباب صغریٰ اور کلیت کبریٰ کی شرطیں پائی جا رہی ہیں۔ پس لامحالہ صغریٰ ہی کا ذب ہوگا اور جب صغریٰ کا ذب ہوگا نتیجہ مطلوب کی نقیض ہے تو نتیجہ مطلوب صادق ہوا و هو المطلوب!

نوٹ: دلیل خلف شکل ثانی کی چاروں متجہ ضربوں میں جاری ہو سکتی ہے۔ کیونکہ شکل ثانی کا نتیجہ سائب ہوتا ہے اس لئے اس کی نقیض موجب آئے گی جو شکل اول کا صغریٰ بن سکتی ہے اور چونکہ شکل ثانی میں کبریٰ کی کلیت شرط ہے، اس لئے شکل ثانی کا کبریٰ شکل اول کا کبریٰ بھی بن سکتا ہے۔

(۵) شکل ثانی نے نتیجہ کی صحت جانچنے کی دوسری دلیل ”عکس کبریٰ“ ہے یعنی شکل ثانی کے کبریٰ کا عکس مستوی بنا کر، صغریٰ کے ساتھ ملا کر، شکل اول بنائی جائے۔ اگر نتیجہ بعینہ وہی آئے جو شکل ثانی کا نتیجہ تھا، تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ شکل ثانی کا نتیجہ صحیح تھا۔

مثلاً: کل انسان حیوان، ولا شئ من الحجر بحیوان کا نتیجہ ہے لا شئ من الإنسان بحجر۔ اس قیاس کا کبریٰ سائبہ کلیہ ہے اور سائبہ کلیہ کا عکس مستوی سائبہ کلیہ آتا ہے یعنی لا شئ من الحیوان بحجر۔ اب اس عکس کو صغریٰ کے ساتھ ملا کر شکل اول ترتیب دیں گے تو کہیں گے کل انسان حیوان، ولا شئ من الحیوان بحجر۔ پس نتیجہ آئے گا لا شئ من الإنسان بحجر اور یہ نتیجہ بعینہ شکل ثانی کا نتیجہ ہے پس ثابت ہوا کہ شکل ثانی نے صحیح نتیجہ دیا تھا۔

نوٹ: یہ دلیل متجہ ضربوں میں سے صرف ضرب اول اور ضرب سوم میں جاری ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ان دونوں ضربوں میں صغریٰ موجب ہے جو شکل اول کا صغریٰ بن سکتا ہے۔ اور کبریٰ سائبہ کلیہ ہے جس کا عکس مستوی بھی سائبہ کلیہ آتا ہے پس وہ بھی شکل اول کا کبریٰ بن سکتا ہے۔

ضرب دوم اور چارم میں یہ دلیل جاری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان دونوں ضربوں میں صغریٰ سائبہ ہے جو شکل اول کا صغریٰ نہیں بن سکتا اور کبریٰ موجب کلیہ ہے جس کا عکس مستوی موجب جزئیہ آتا ہے پس وہ شکل اول کا کبریٰ بھی نہیں بن سکتا ہے۔

(۳) شکل ثانی کا نتیجہ جانچنے کی تیسری دلیل ”عکس صغریٰ پھر عکس ترتیب پھر عکس نتیجہ“ ہے یعنی پہلے شکل ثانی کے صغریٰ کا عکس مستوی بنایا جائے، پھر شکل چارم بنائی جائے، پھر شکل چارم کی ترتیب اٹ کر یعنی صغریٰ کو کبریٰ اور کبریٰ کو صغریٰ بنا کر شکل اول ترتیب دی جائے پھر اس کا جو نتیجہ آئے اس کا عکس مستوی بنایا جائے، اگر وہ عکس مستوی بعینہ شکل ثانی کا نتیجہ ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ شکل ثانی نے صحیح نتیجہ دیا تھا۔

مثلاً لاشئ من الحجر بھيوان، وکل انسان حیوان کا نتیجہ ہے لاشئ من الحجر بانسان اس قیاس کا صغریٰ سالبہ کلیہ ہے پس اس کا عکس مستوی بھی سالبہ کلیہ آئے گا یعنی لاشئ من الحيوان بحجر۔ اب اس عکس کو کبریٰ کے ساتھ ملا کر شکل چہارم بنائیں گے تو کہیں گے کہ لاشئ من الحيوان بحجر، وکل انسان حیوان۔ پھر اس شکل چہارم کی ترتیب الٹ کر شکل اول بنائیں گے تو کہیں گے کہ کل انسان حیوان، ولاشئ من الحيوان بحجر تو نتیجہ آئے گا لاشئ من الانسان بحجر۔ اور اس نتیجہ کا عکس مستوی ہے لاشئ من الحجر بانسان یہ نتیجہ بعینہ شکل ثانی کا نتیجہ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ شکل ثانی نے صحیح نتیجہ دیا تھا۔

نوٹ یہ دلیل منتج ضربوں میں سے صرف ضرب دوم میں جاری ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس ضرب میں صغریٰ کا عکس مستوی کلیہ ہے جو شکل اول کا کبریٰ بن سکتا ہے اور کبریٰ موجبہ ہے جو شکل اول کا صغریٰ بن سکتا ہے۔ باقی تین ضربوں میں یہ دلیل جاری نہیں ہو سکتی۔ ضرب اول اور سوم میں تو اس وجہ سے جاری نہیں ہو سکتی کہ ان دونوں ضربوں میں صغریٰ موجبہ ہے اور موجبہ خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ اس کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ آتا ہے جو شکل اول کا کبریٰ نہیں بن سکتا اور کبریٰ سالبہ ہے جو شکل اول کا صغریٰ نہیں بن سکتا۔ اور ضرب چہارم میں یہ دلیل اس لئے جاری نہیں ہو سکتی کہ اس میں صغریٰ سالبہ جزئیہ ہے جس کا عکس مستوی آتا ہی نہیں۔

وفي الثالث: رَاجَبُ الصَّغْرَى، وَفَعْلِيَّتُهَا، مَعَ كَلِمَةِ اِتَّخَذَ لَهَا

ترجمہ: اور تیسری شکل میں (شرط ہے) صغریٰ کا موجبہ ہونا اور اس کا فعلیہ ہونا، دونوں مقدموں میں سے ایک کے کلیہ ہونے کے ساتھ۔

شکل ثالث: قیاس کی وہ شکل ہے جس میں حد اوسط دونوں مقدموں میں موضوع واقع ہوتی ہے۔ اس کے صحیح نتیجہ دینے کے لئے شرائط درج ذیل ہیں۔

کیف کے اعتبار سے شرط یہ ہے کہ صغریٰ موجبہ ہو، خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ۔

کم کے اعتبار سے شرط یہ ہے کہ صغریٰ کبریٰ میں سے کوئی ایک کلیہ ہو۔

اور اہمیت کے اعتبار سے شرط یہ ہے کہ صغریٰ فعلیہ ہو، ممکنہ نہ ہو۔

شکل ثالث کے انتاج کے لئے صغریٰ کا موجبہ اور  
فعلیہ ہونا اور کسی ایک مقدمہ کا کلیہ ہونا شرط ہے

لِیَنْتِجَ الموجبتان مع الموجبة الكلية، او بالعکس، موجبة  
جزئية، ومع السالبة الكلية، او الكلية مع الجزئية سالبة جزئية.

ترجمہ تاکہ نتیجہ دیں دو موجبے (یعنی موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ) موجبہ کلیہ کے ساتھ مل کر، یا اس کا  
برعکس (یعنی موجبہ جزئیہ موجبہ کلیہ کے ساتھ مل کر) موجبہ جزئیہ کا، اور سالبہ کلیہ کے ساتھ مل کر یا  
موجبہ کلیہ سالبہ جزئیہ کے ساتھ مل کر سالبہ جزئیہ کا۔

تشریح مذکورہ بالا شرائط کا لحاظ کرنے کی وجہ سے شکل ثالث کی سولہ ضروریوں میں سے صرف  
چھ ضروریں منتج ہیں اور ان کا نتیجہ ہمیشہ جزئیہ آتا ہے کلیہ کبھی نہیں آتا۔  
ضرب اول: صغریٰ اور کبریٰ دونوں موجبہ کلیہ ہوں، تو نتیجہ موجبہ جزئیہ آئے گا جیسے کل انسان  
حیوان، وکل انسان ناطق، فبعض الحيوان ناطق۔

ضرب دوم: صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو، تو نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا، جیسے کل انسان  
حیوان، ولا شئ من الإنسان بفرس، فبعض الحيوان ليس بفرس۔  
ضرب سوم: صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو، تو نتیجہ موجبہ آئے گا، جیسے بعض الإنسان  
حيوان، وکل انسان ناطق، فبعض الحيوان ناطق۔

ضرب چہارم: صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو، تو نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا، جیسے بعض  
الإنسان حيوان، ولا شئ من الإنسان بحجر، فبعض الحيوان ليس بحجر۔  
ضرب پنجم: صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو، تو نتیجہ موجبہ جزئیہ آئے گا، جیسے کل انسان  
حيوان، وبعض الافسان كاتب، فبعض الحيوان كاتب۔

ضرب ششم: صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ جزئیہ ہو، تو نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا، جیسے کل  
انسان حيوان، وبعض الإنسان ليس بكاتب، فبعض الحيوان ليس بكاتب۔  
یاقی دس ضروری شرائط مفقود ہونے کی وجہ سے عقیم ہیں، سب کا نقشہ یہ ہے۔

| نمبر شمار | صغریٰ       | کبریٰ      | نتیجہ       | کیفیت                       |
|-----------|-------------|------------|-------------|-----------------------------|
| ①         | موجبہ کلیہ  | موجبہ کلیہ | موجبہ جزئیہ | شرائط موجود ہیں             |
| ②         | "           | " جزئیہ    | موجبہ جزئیہ | "                           |
| ③         | "           | سالہ کلیہ  | سالہ جزئیہ  | "                           |
| ④         | "           | " جزئیہ    | سالہ جزئیہ  | "                           |
| ⑤         | موجبہ جزئیہ | موجبہ کلیہ | موجبہ جزئیہ | "                           |
| ۶         | "           | " جزئیہ    | عقیم        | کوئی مقدمہ کلیہ نہیں ہے     |
| ⑤         | "           | سالہ کلیہ  | سالہ جزئیہ  | شرائط موجود ہیں             |
| ۸         | "           | " جزئیہ    | عقیم        | کوئی مقدمہ کلیہ نہیں ہے     |
| ۹         | سالہ کلیہ   | موجبہ کلیہ | "           | صغریٰ موجبہ نہیں ہے         |
| ۱۰        | "           | " جزئیہ    | "           | "                           |
| ۱۱        | "           | سالہ کلیہ  | "           | "                           |
| ۱۲        | "           | " جزئیہ    | "           | "                           |
| ۱۳        | سالہ جزئیہ  | موجبہ کلیہ | "           | "                           |
| ۱۴        | "           | " جزئیہ    | "           | اور کوئی مقدمہ کلیہ نہیں ہے |
| ۱۵        | "           | سالہ کلیہ  | "           | "                           |
| ۱۶        | "           | " جزئیہ    | "           | اور کوئی مقدمہ کلیہ نہیں ہے |

عبارت کامل: قوله: **لَيُنتِجَ الموجِبَتانِ مع الموجبة الكلية**، او بالعکس موجبہ جزئیہ ترجمہ: تاکہ دو موجبے (یعنی موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ) موجبہ کلیہ کے ساتھ مل کر یا اس کا برعکس (یعنی موجبہ جزئیہ موجبہ کلیہ کے ساتھ مل کر) موجبہ جزئیہ کا نتیجہ دیں (اس عبارت میں نتیجہ ضربوں میں سے ضرب اول، سوم اور پنجم کا بیان ہے)

قوله: **ومع السالبة الكلية**، او **الكلية مع الجزئية سالبة جزئية** ترجمہ: اور (دو موجبے یعنی موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ) سالہ کلیہ کے ساتھ مل کر، یا موجبہ کلیہ سالہ جزئیہ کے ساتھ مل کر سالہ جزئیہ کا نتیجہ دیں (اس عبارت میں ضرب دوم، چہارم اور ششم کا بیان ہے)

بِالْخُلْفِ، أَوْ عَكْسِ الصَّغْرَى، أَوِ الْكُبْرَى، ثُمَّ التَّرْتِيبُ، ثُمَّ النَتِیْجَةُ.

ترجمہ: دلیل خلف کے ذریعہ، یا صغریٰ کے عکس کے ذریعہ، یا کبریٰ کے عکس کے ذریعہ، پھر ترتیب پلٹ کر پھر نتیجہ کے عکس کے ذریعہ۔

تشریح: شکل ثالث کا نتیجہ جانچنے کے لیے بھی تین دلیلیں ہیں  
 ① دلیل خلف یعنی شکل ثالث کے نتیجہ کی نقیض کو کبریٰ بنائیں اور اصل قیاس کے صغریٰ کو صغریٰ بنائیں اور شکل اول ترتیب دیں، اگر نتیجہ شکل ثالث کے کبریٰ کی نقیض آئے تو وہ باطل ہوگا، کیونکہ شکل ثالث کا کبریٰ سچا مانا ہوا ہے۔ اب غور کریں یہ غلط نتیجہ یا تو شرائط انتاج کے فقدان کی وجہ سے آیا ہوگا یا صغریٰ کی وجہ سے یا کبریٰ کی وجہ سے۔ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ شرائط انتاج سب موجود ہیں اور صغریٰ مفروض الصدق ہے، پس لامحالہ کبریٰ باطل ہوگا، پس اس کی نقیض جو شکل ثالث کا نتیجہ ہے وہ صحیح ہوگی۔

مثلاً کل انسان حیوان، وکل انسان ناطق کا نتیجہ ہے بعض الحيوان ناطق اگر کوئی شخص اس نتیجہ کو صادق نہ مانے تو اس کی نقیض کو صادق مانے گا اور وہ ہے لاشئ من الحيوان بناطق حالانکہ یہ نقیض صادق نہیں ہے، کیونکہ جب ہم اس نقیض کو کبریٰ اور اصل قیاس کے صغریٰ کو صغریٰ بنا کر شکل اول ترتیب دیں گے تو کہیں گے کہ کل انسان حیوان ولا شئ من الحيوان بناطق تو نتیجہ آئے گا لاشئ من الانسان بناطق۔ یہ نتیجہ اصل قیاس کے کبریٰ کل انسان ناطق کے خلاف ہے۔ لہذا یہ نتیجہ باطل ہے، کیونکہ اصل قیاس کا کبریٰ مفروض الصدق ہے اور نتیجہ کا یہ کذب شکل اول کے کبریٰ کی وجہ سے ہے پس وہ باطل ہو اور اس کی نقیض جو اصل قیاس کا نتیجہ ہے صادق ہوتی و هو المطلوب!

② شکل ثالث کا نتیجہ جانچنے کی دوسری دلیل "صغریٰ عکس" ہے یعنی شکل ثالث کے

۱۔ یہ دلیل شکل ثالث کی تمام ضروریوں میں ہماری ہو سکتی ہے اور یہاں دلیل خلف کا مطلب شکل ثانی میں بیان کئے ہوئے مطلب سے ذرا مختلف ہے شکل ثانی میں نتیجہ کی نقیض کو صغریٰ بنایا تھا اور یہاں نتیجہ کی نقیض کو کبریٰ بنایا جاتا ہے ۱۲

صغریٰ کا عکس مستوی بنا کر شکل اول ترتیب دی جائے، اگر نتیجہ بعینہ شکل ثالث کا نتیجہ آئے تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ شکل ثالث نے صحیح نتیجہ دیا تھا۔

مثلاً: کل انسان حیوان، وکل انسان ناطق کا نتیجہ ہے بعض حیوان ناطق اس نتیجہ کو جانچنے کے لیے صغریٰ کا عکس مستوی بنا کر شکل اول ترتیب دی جائے کہ بعض حیوان انسان، وکل انسان ناطق تو نتیجہ آئے گا بعض حیوان ناطق اور یہ بعینہ شکل ثالث کا نتیجہ ہے، پس ثابت ہوا کہ شکل ثالث نے صحیح نتیجہ دیا تھا۔

نوٹ: یہ دلیل ضرب اول، دوم، سوم اور چہارم میں جاری ہو سکتی ہے کیوں کہ ان چاروں ضربوں میں کبریٰ کلیہ ہے جو شکل اول کا کبریٰ بن سکتا ہے۔ ضرب پنجم اور ششم میں یہ دلیل جاری نہیں ہو سکتی، کیونکہ ان دونوں ضربوں میں کبریٰ جزئیہ ہے جو شکل اول کا کبریٰ نہیں بن سکتا۔

③ شکل ثالث کا نتیجہ جانچنے کی تیسری دلیل یہ ہے کہ شکل ثالث کے کبریٰ کا عکس مستوی بنا کر شکل رابع بنائی جائے، پھر اس کی ترتیب پلٹ کر شکل اول بنائی جائے، پھر جو نتیجہ آئے اس کا عکس مستوی بنایا جائے اگر وہ عکس مستوی بعینہ نتیجہ مطلوب ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ شکل ثالث نے صحیح نتیجہ دیا تھا۔

مثلاً: کل انسان حیوان، وکل انسان ناطق کا نتیجہ ہے بعض حیوان ناطق اس نتیجہ کو جانچنے کے لیے کبریٰ کا عکس مستوی بنا کر شکل رابع بنائی جائے کہ کل انسان حیوان، و بعض الناطق انسان پھر اس کی ترتیب الٹ کر شکل اول بنائی جائے کہ بعض الناطق انسان وکل انسان حیوان تو نتیجہ آئے گا بعض الناطق حیوان اور اس کا عکس مستوی ہے بعض حیوان ناطق، جو بعینہ شکل ثالث کا نتیجہ ہے، پس ثابت ہوا کہ شکل ثالث نے صحیح نتیجہ دیا تھا۔

نوٹ: یہ دلیل صرف ضرب اول و پنجم میں جاری ہو سکتی ہے، کیونکہ ان دونوں ضربوں میں کبریٰ موجب ہے جس کا عکس مستوی بھی موجب آئے گا، جو شکل اول کا صغریٰ بن سکتا ہے۔ اور صغریٰ کلیہ ہے جو شکل اول کا کبریٰ بن سکتا ہے۔ باقی چار ضربوں میں یہ دلیل جاری نہیں ہو سکتی۔ ضرب دوم و چہارم میں تو اس وجہ سے جاری نہیں ہو سکتی کہ ان دونوں ضربوں میں کبریٰ سائبہ کلیہ ہے، جس کا عکس بھی سائبہ کلیہ آئے گا، جو شکل اول کا صغریٰ نہیں بن سکتا نیز ضرب چہارم میں صغریٰ جزئیہ بھی ہے جو شکل اول کا کبریٰ نہیں بن سکتا۔ اور ضرب ششم میں یہ دلیل اس وجہ سے جاری نہیں ہو سکتی کہ اس میں کبریٰ سائبہ جزئیہ ہے جس کے لئے عکس مستوی نہیں ہے۔ اور ضرب سوم میں یہ دلیل



اس وجہ سے جاری نہیں ہو سکتی کہ اس میں بھی صغریٰ جزئیہ ہے جو شکل اول کا کبریٰ نہیں بن سکتا۔

وَفِي الرَّابِعِ : رَابِعَاهُمَا مَعَ كَلْبِيَةِ الصَّغْرَى ، أَوْ اخْتِلَافَهُمَا مَعَ كَلْبِيَةِ الْإِحْدَاهُمَا .

ترجمہ : اور چوتھی شکل میں (شرط ہے) دو دونوں مقدموں کا موجب ہونا، صغریٰ کے کلیہ ہونے کے ساتھ، یا دونوں مقدموں کا (ایجاب و سلب میں) مختلف ہونا، اُن دونوں میں سے ایک کے کلیہ ہونے کے ساتھ۔

شکل رابع قیاس کی وہ شکل ہے جس میں حد واسطہ صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول واقع ہوتی ہے۔ اس شکل کے صحیح نتیجہ دینے کے لیے دو شرطیں ہیں، مانعہ الخلو کے طور پر، یعنی دونوں میں سے کوئی ایک شرط پائی جانی ضروری ہے۔ اگر دونوں شرطیں جمع ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اگر دونوں میں سے کوئی بھی شرط نہ پائی جائے تو پھر شکل رابع ہمیشہ صحیح نتیجہ نہیں دے گی۔ پہلی شرط : صغریٰ کلیہ ہو اور دونوں مقدمے موجب ہوں۔

دوسری شرط : دونوں مقدموں میں سے کوئی ایک کلیہ ہو، اور دونوں مقدمے کیف میں یعنی ایجاب و سلب میں مختلف ہوں یعنی ایک موجب ہو اور ایک سالب ہو۔  
نوٹ : مصنف نے شکل رابع میں جہت کے اعتبار سے شرطیں بیان نہیں کی ہیں، کیونکہ اس میں بہت تفصیل ہے۔ شرح تہذیب میں اس کا کچھ بیان آئے گا۔

لِيُنتِجَ الموجبة الكلية مع الأربع، والجزئية مع السالبة الكلية،  
والتسالبتان مع الموجبة الكلية، وكليتهما مع الموجبة الجزئية  
جزئية موجبة، إن لم يكن سلب، وإلا فسالبة

ترجمہ : تاکہ نتیجہ دے موجب کلیہ محصورات اربعہ کے ساتھ مل کر (ضرب اول، دوم، چہارم اور ہفتم میں) اور (صغریٰ موجب) جزئیہ سالبہ کلیہ کے ساتھ مل کر (ضرب پنجم میں) اور دو سالبے (یعنی سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ) موجب کلیہ کے ساتھ مل کر (ضرب سوم اور ششم میں) اور سالبہ کلیہ موجب جزئیہ کے ساتھ مل کر (ضرب ہفتم میں) موجب جزئیہ کا اگر دونوں مقدموں میں سے کوئی سالبہ نہ ہو، ورنہ پھر نتیجہ سالبہ آئے گا (یا تو کلیہ آئے گا جیسا کہ ضرب سوم میں یا جزئیہ آئے گا جیسا کہ باقی ضربوں میں)۔

تشریح: مذکورہ بالا شرائط کا لحاظ کرنے کی وجہ سے شکل رابع کی سو گھڑیوں میں سے آٹھ غریب منہج ہیں اور آٹھ عقیم ہیں۔ منہج غریب درج ذیل ہیں،

ضرب اول: صغریٰ اور کبریٰ دونوں موجبہ کلیہ ہوں تو (شرط اول کے تحقق کی وجہ سے) نتیجہ موجبہ جزئیہ آئے گا، جیسے کل انسان حیوان، وکل ناطق انسان، فبعض الحیوان ناطق۔

ضرب دوم: صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو، تو (شرط اول کے تحقق کی وجہ سے) نتیجہ موجبہ جزئیہ آئے گا، جیسے کل انسان حیوان و بعض الأسود انسان، فبعض الحیوان أسود۔

ضرب سوم: صغریٰ سالبہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو، تو (شرط دوم کے تحقق کی وجہ سے) نتیجہ سالبہ کلیہ آئے گا، جیسے لاشئ من الإنسان بحجر، وکل ناطق انسان، فلا شئ من الحجر ناطق۔

ضرب چہارم: صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو، تو (شرط دوم کے تحقق کی وجہ سے) نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا، جیسے کل انسان حیوان، ولا شئ من الفرس انسان، فبعض الحیوان ليس بفرس۔

ضرب پنجم: صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو، تو (شرط دوم کے تحقق کی وجہ سے) نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا، جیسے بعض الإنسان أسود، ولا شئ من الحجر انسان، فبعض الأسود ليس بحجر۔

ضرب ششم: صغریٰ سالبہ جزئیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو، تو (شرط دوم کے تحقق کی وجہ سے) نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا، جیسے بعض الحیوان ليس بأسود، وکل انسان حیوان، فبعض الأسود ليس با انسان۔

ضرب ہفتم: صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ جزئیہ ہو، تو (شرط دوم کے تحقق کی وجہ سے) نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا، جیسے کل انسان حیوان، و بعض الأسود ليس با انسان، فبعض الحیوان ليس بأسود۔

ضرب ہشتم: صغریٰ سالبہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو، تو (شرط دوم کے تحقق کی وجہ سے) نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا، جیسے لاشئ من الإنسان بحجر، و بعض الأسود انسان، فبعض الحجر ليس بأسود۔

باقی آٹھ غریب شرائط مفقود ہونے کی وجہ سے عقیم ہیں۔ سب کا نقشہ درج ذیل ہے۔

| نمبر شمار | صغریٰ      | کبریٰ      | نتیجہ       | کیفیت                     |
|-----------|------------|------------|-------------|---------------------------|
| ①         | موجبہ کلیہ | موجبہ کلیہ | موجبہ جزئیہ | شرط اول کے تحقق کی وجہ سے |
| ②         | "          | " جزئیہ    | "           | "                         |
| ③         | "          | سالبہ کلیہ | سالبہ جزئیہ | شرط دوم کے تحقق کی وجہ سے |
| ④         | "          | " جزئیہ    | سالبہ جزئیہ | "                         |

|    |             |            |             |                             |
|----|-------------|------------|-------------|-----------------------------|
| ۵  | موجبہ جزئیہ | موجبہ کلیہ | عقیم        | شرائط مفقود ہونے کی وجہ سے  |
| ۶  | "           | " جزئیہ    | "           | "                           |
| ⑤  | "           | سالبہ کلیہ | سالبہ جزئیہ | شرائط دوم کے تحقق کی وجہ سے |
| ۸  | "           | " جزئیہ    | عقیم        | شرائط مفقود ہونے کی وجہ سے  |
| ⑨  | سالبہ کلیہ  | موجبہ کلیہ | سالبہ کلیہ  | شرائط دوم کے تحقق کی وجہ سے |
| ⑩  | "           | " جزئیہ    | سالبہ جزئیہ | "                           |
| ۱۱ | "           | سالبہ کلیہ | عقیم        | شرائط مفقود ہونے کی وجہ سے  |
| ۱۲ | "           | " جزئیہ    | "           | "                           |
| ⑬  | سالبہ جزئیہ | موجبہ کلیہ | سالبہ جزئیہ | شرائط دوم کے تحقق کی وجہ سے |
| ۱۴ | "           | " جزئیہ    | عقیم        | شرائط مفقود ہونے کی وجہ سے  |
| ۱۵ | "           | سالبہ کلیہ | "           | "                           |
| ۱۶ | "           | " جزئیہ    | "           | "                           |

بِالْخُلْفِ؛ أَوْ بَعْكَسِ التَّرْتِيبِ ثُمَّ النَتِیْجَةُ؛ أَوْ بَعْكَسِ الْمَقْدَمِیْنِ؛  
أَوْ بِالرَّجْعِ إِلَى الثَّانِیِ بَعْكَسِ الصَّغْرِی؛ أَوْ الثَّالِثِ بَعْكَسِ الْكُبْرِی

ترجمہ: دلیل خلف کے ذریعہ؛ یا ترتیب کا عکس پھر نتیجہ کے عکس کے ذریعہ؛ یا دونوں مقدموں کے عکس کے ذریعہ؛ یا صغریٰ کا عکس نکال کر شکل ثانی کی طرف پھیرنے کے ذریعہ؛ یا کبریٰ کا عکس نکال کر شکل ثالث کی طرف پھیرنے کے ذریعہ۔

تشریح: شکل رابع کا نتیجہ چانچنے کے لئے پانچ دیلیں ہیں:

① دلیل خلف، اور وہ شکل رابع میں اس طرح جاری کی جائے گی کہ نتیجہ کی نقیض کو اصل قیاس کے صغریٰ یا کبریٰ کے ساتھ ملا کر شکل اول بنائی جائے، پھر شکل اول کے نتیجہ کا عکس مستوی بنایا جائے۔ اگر یہ عکس اصل قیاس کے صغریٰ یا کبریٰ کے منافی یا اس کی نقیض ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ اصل قیاس کے نتیجہ کی نقیض باطل ہے اور نتیجہ صحیح ہے۔

مثلاً: کل انسان حیوان، وکل فاعل انسان کا نتیجہ ہے بعض حیوان ناطق

اس نتیجہ کو اگر کوئی شخص صادق نہ مانے تو اس کی نقیض کو صادق مانے گا۔ اور وہ ہے لامشئ من الحيوان بنطاق حالانکہ یہ نقیض باطل ہے کیونکہ جب ہم اس نقیض کو اصل قیاس کے صغریٰ کے ساتھ ملا کر شکل اول بنائیں گے تو کہیں گے مکمل انسان حیوان ولاشئ من الحيوان بنطاق تو نتیجہ آئے گا لامشئ من الإنسان بنطاق جس کا عکس مستوی ہے لامشئ من الناطق بالإنسان اور یہ عکس اصل قیاس کے کبریٰ یعنی کل انسان ناطق کے منافی ہے۔ اور چونکہ اصل قیاس کا کبریٰ مفروض الصدق ہے اس لئے یقیناً یہ عکس مستوی کاذب ہوگا۔ اور جب یہ عکس کا زب ہو اذلیقاً نتیجہ کاذب ہوگا، کیونکہ عکس نقیض کو لازم ہوتا ہے۔ اور لازم کا کذب ملزم کے کذب کو مستلزم ہوتا ہے۔ اور نتیجہ کا کذب تین ہی وجوہ سے ہو سکتا ہے یا تو صغریٰ کا کذب ہو یا کبریٰ کا کذب ہو یا شرائط انتاج مفقود ہوں۔ لیکن غور کیا تو معلوم ہوا کہ صغریٰ کا کذب نہیں ہے کیونکہ وہ اصل قیاس کا صغریٰ ہے جو سچا مانا ہوا ہے اور انتاج کی تمام شرطیں بھی موجود ہیں، پس لامحالہ کبریٰ ہی کا کذب ہوگا اور جب کبریٰ کا کذب ہو تو اس کی نقیض صادق ہوگی اور اس کی نقیض اصل قیاس کا نتیجہ ہے، پس اصل قیاس کے نتیجہ کی صحت ثابت ہو گئی۔

نوٹ: یہ دلیل ضرب ششم، ہفتم اور ہشتم میں جاری نہیں ہو سکتی، باقی ضرروں میں جاری ہو سکتی ہے (۲) شکل رابع کا نتیجہ جانچنے کی دوسری دلیل: درعکس ترتیب پھر عکس نتیجہ ہے یعنی شکل رابع کی ترتیب الٹ کر شکل اول بنائی جائے، پھر جو نتیجہ آئے اس کا عکس بنایا جائے۔ اگر یہ عکس بعینہ شکل رابع کا نتیجہ ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ شکل رابع نے صحیح نتیجہ دیا تھا۔

مثلاً: کل انسان حیوان، وکل ناطق انسان کا نتیجہ ہے بعض الحيوان ناطق۔ اس کی ترتیب الٹ کر شکل اول اس طرح بنے گی کہ کل ناطق انسان، وکل انسان حیوان تو نتیجہ آئے گا کل ناطق حیوان اور اس نتیجہ کا عکس ہے بعض الحيوان ناطق جو بعینہ شکل رابع کا نتیجہ ہے۔

نوٹ: یہ دلیل صرف ضرب اول، دوم اور سوم میں جاری ہو سکتی ہے، باقی ضرروں میں جاری نہیں ہو سکتی۔

(۳) شکل رابع کا نتیجہ جانچنے کی تیسری دلیل: درعکس مقدمتین ہے یعنی صغریٰ اور کبریٰ دونوں کا عکس مستوی بنا کر شکل اول ترتیب دی جائے، اگر اس کا نتیجہ بعینہ شکل رابع کا نتیجہ آئے تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ شکل رابع نے صحیح نتیجہ دیا تھا۔

مثلاً: کل انسان حیوان، ولا شئ من الفرس بانسان کا نتیجہ ہے بعض حیوان  
لیس بفرس اس نتیجہ کو جانچنے کے لیے دونوں مقدموں کا عکس مستوی نکال کر شکل اول بنائیں گے  
تو کہیں گے کہ کل حیوان انسان، وبعض الانسان ليس بفرس تو نتیجہ آئے گا بعض الحیوان  
لیس بفرس، جو بعینہ شکل رابع کا نتیجہ ہے۔

نوٹ: یہ دلیل صرف ضرب چہارم و پنجم میں جاری ہو سکتی ہے، باقی ضربوں میں جاری نہیں ہو سکتی۔  
③ شکل رابع کا نتیجہ جانچنے کی چوتھی دلیل اصل قیاس کے صغریٰ کا عکس مستوی بنا کر  
شکل ثانی ترتیب دینا ہے۔ اگر اس کا نتیجہ بعینہ شکل رابع کا نتیجہ آئے تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ  
شکل رابع نے صحیح نتیجہ دیا تھا۔

مثلاً: لاشئ من الانسان بحجر، وکل ناطق انسان کا نتیجہ ہے لاشئ من  
الحجر بناطق۔ اس نتیجہ کو جانچنے کے لیے صغریٰ کا عکس مستوی بنا کر اس طرح شکل ثانی ترتیب  
دی جائے کہ لاشئ من الحجر بانسان، وکل ناطق انسان تو نتیجہ آئے گا لاشئ من الحجر  
بناطق، جو بعینہ شکل رابع کا نتیجہ ہے۔

نوٹ: یہ دلیل صرف ضرب سوم، چہارم اور پنجم میں جاری ہو سکتی ہے۔  
⑤ شکل رابع کا نتیجہ جانچنے کی پانچویں دلیل یہ ہے کہ کبریٰ کا عکس مستوی بنا کر شکل ثالث ترتیب  
دی جائے۔ اگر نتیجہ بعینہ شکل رابع کا نتیجہ آئے تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ شکل رابع نے صحیح نتیجہ  
دیا تھا۔

مثلاً: کل انسان حیوان، وکل ناطق انسان کا نتیجہ ہے بعض الحیوان ناطق اس  
نتیجہ کو جانچنے کے لیے کبریٰ کا عکس مستوی بنا کر اس طرح شکل ثالث ترتیب دیں گے کہ کل انسان  
حیوان، وکل انسان ناطق تو نتیجہ آئے گا بعض الحیوان ناطق جو بعینہ شکل رابع کا نتیجہ ہے۔  
نوٹ: یہ دلیل صرف ضرب اول، دوم، چہارم اور پنجم میں جاری ہو سکتی ہے۔



## ضابطہ

ضابطہ تہذیب کی شکل بحث سمجھی جاتی ہے، اس لئے اس کو توجہ سے بڑھانا چاہیے۔ ضابطہ کے اصطلاحی معنی ”قاعدہ کلیہ“ یہاں مراد نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے لغوی معنی ”ضبط کرنے والا، گھیرنے والا“ مراد ہیں۔ یعنی چاروں شکلوں کی جو شرطیں پہلے الگ الگ بیان کی گئی ہیں، اب ان کو ایک عبارت میں سمیٹ کر بیان کیا جاتا ہے تاکہ اس کا یاد رکھنا آسان ہو۔ اشکال اربعہ کی ضروب نتیجہ اور ان کی شرطیں درج ذیل ہیں

## ضروب نتیجہ شکل اول مع شرائط

(وہ شکل جس میں حد اوسط صفری میں محمول اور کبریٰ میں موضوع واقع ہوتی ہے)

| نمبر شمار | صفری        | کبری       | نتیجہ       | شرط اعتبار کتبہ | شرط اعتبار جہت |
|-----------|-------------|------------|-------------|-----------------|----------------|
| ۱         | موجبہ کلیہ  | موجبہ کلیہ | موجبہ کلیہ  | کبری            | صفری           |
| ۲         | ”           | ”          | ”           | کلیہ            | موجبہ          |
| ۳         | موجبہ جزئیہ | موجبہ کلیہ | موجبہ جزئیہ | ”               | ”              |
| ۴         | ”           | ”          | ”           | ”               | ”              |

## ضروب نتیجہ شکل ثانی مع شرائط

(وہ شکل جس میں حد اوسط دونوں مقدموں میں محمول واقع ہوتی ہے)

| نمبر شمار | صفری        | کبری       | نتیجہ       | شرط اعتبار کتبہ | شرط اعتبار جہت |
|-----------|-------------|------------|-------------|-----------------|----------------|
| ۱         | موجبہ کلیہ  | سالبہ کلیہ | سالبہ کلیہ  | کبری            | صفری اور       |
| ۲         | موجبہ جزئیہ | ”          | سالبہ جزئیہ | کبری            | ”              |
| ۳         | سالبہ کلیہ  | موجبہ کلیہ | ”           | کلیہ            | ”              |
| ۴         | سالبہ جزئیہ | ”          | سالبہ جزئیہ | ”               | ”              |

لے یعنی دُعا کے (مضروب مطلق اور دائرہ مطلق) دُعا کے (مضروب عامہ اور عرفی عامہ) اور دُعا کے (مضروب خاصہ اور عرفی خاصہ) ۱۲

## ضروب نتیجہ شکل ثالث مع شرائط

وہ شکل جس میں حد واسطہ دونوں مقدروں میں موضوع واقع ہوتی ہے۔ اور اس شکل کا نتیجہ ہمیشہ جزئیہ آتا ہے۔

| نمبر شمار | مضمری       | کبری        | نتیجہ       | شرط باعتبار کم | باعتبار کیف | باعتبار جہت |
|-----------|-------------|-------------|-------------|----------------|-------------|-------------|
| ۱         | موجبہ کلیہ  | موجبہ کلیہ  | موجبہ جزئیہ | کوئی ایک       | مضمری       | مضمری       |
| ۲         | " "         | موجبہ جزئیہ | " "         | مقدمہ          | موجبہ       | فعلیہ ہو    |
| ۳         | " "         | سالہ کلیہ   | سالہ جزئیہ  | کلیہ           | ہو          | یعنی        |
| ۴         | " "         | سالہ جزئیہ  | " "         | ہو             |             | مسکنہ       |
| ۵         | موجبہ جزئیہ | موجبہ کلیہ  | موجبہ جزئیہ |                |             | نہ ہو       |
| ۶         | " "         | سالہ کلیہ   | سالہ جزئیہ  |                |             |             |

## ضروب نتیجہ شکل رابع مع شرائط

وہ شکل جس میں حد واسطہ مضمری میں موضوع اور کبری میں محمول واقع ہوتی ہے

| نمبر شمار | مضمری       | کبری        | نتیجہ       | شرط باعتبار کم و کیف     | باعتبار جہت |
|-----------|-------------|-------------|-------------|--------------------------|-------------|
| ۱         | موجبہ کلیہ  | موجبہ کلیہ  | موجبہ جزئیہ | (۱) اگر دونوں مقدرے      | شرائط       |
| ۲         | " "         | موجبہ جزئیہ | " "         | موجبہ ہوں تو مضمری       | باعتبار     |
| ۳         | سالہ کلیہ   | موجبہ کلیہ  | سالہ کلیہ   | کلیہ ہو۔                 | جہت         |
| ۴         | موجبہ کلیہ  | سالہ کلیہ   | سالہ جزئیہ  | (۲) اور اگر دونوں مقدرے  | بیان        |
| ۵         | موجبہ جزئیہ | " "         | " "         | کیف یعنی ایجاب و سلب میں | نہیں        |
| ۶         | سالہ جزئیہ  | موجبہ کلیہ  | " "         | مختلف ہوں تو کوئی        | کی گئی      |
| ۷         | موجبہ کلیہ  | سالہ جزئیہ  | " "         | ایک مقدمہ کلیہ ہو۔       | ہیں         |
| ۸         | سالہ کلیہ   | موجبہ جزئیہ | " "         |                          |             |

۱۔ شکل رابع کی ضروب نتیجہ کا نقشہ شرح تہذیب کی ترتیب کے مطابق ہے ۱۲

## وَصَابِطَةُ شَرَايِطِ الْاَرْبَعَةِ

أَنَّهُ لَا بُدَّ إِمَّا مِنْ عُمُومٍ مَوْضُوعِيَّةِ الْاَوْسَطِ ، مَعَ  
مُلَاقَاتِهِ لِلْاَصْغَرِ ، بِالْفِعْلِ ، اَوْ حَمْلِهِ عَلَى الْاَكْبَرِ — وَاِمَّا  
مِنْ عُمُومٍ مَوْضُوعِيَّةِ الْاَكْبَرِ ، مَعَ الْاَخْتِلَافِ فِي الْكَيْفِ ،  
مَعَ مُتَافَاةٍ نِسْبَةٍ وَصَفِ الْاَوْسَطِ إِلَى وَصَفِ الْاَكْبَرِ ،  
لِلنِّسْبَةِ إِلَى ذَاتِ الْاَصْغَرِ

ترجمہ: چاروں شکلوں کی (مذکورہ سابقہ) شرطوں کو ضبط کرنے والی (یعنی گھیرنے والی عبارت) یہ ہے کہ ضروری ہے یا تو اوسط کا موضوع ہونا عام ہو، اوسط کے اصغر کے ساتھ بالفعل ملاقات کرنے کے ساتھ، یا اوسط کو اکبر پر حمل کرنے کے ساتھ۔ اور یا اکبر کا موضوع ہونا عام ہو، کیف (ایجاب و سلب) میں اختلاف کے ساتھ (اور) منافات کے ساتھ وصف اوسط کی وصف اکبر کے ساتھ نسبت میں اور وصف اوسط کی ذات اصغر کے ساتھ نسبت میں۔

ترکیب: ضابطہ شرائط الاربعہ: مرکب اضافی مبتدا ہے۔ اور جملہ اُنَّ لَا بُدَّ الْاَخْبَرِ ہے۔ اُنَّ میں ضمیر واحد مذکر غائب اُنَّ کا اسم ہے، اور ضمیر شان ہے یعنی اُس کا مرجع نہیں ہے۔ اور لَا بُدَّ الْاَخْبَرِ اُنَّ کی خبر ہے۔ لَا بُدَّ میں لا براۓ نفی جنس ہے اور بُدَّ اس کا اسم ہے۔ اور اِمَّا سے آخر تک خبر ہے۔ اِمَّا دونوں جگہ حرف تفصیل (تردید) ہے اور ایک کا دوسرے پر عطف ہے اور ترکیب میں شامل نہیں ہے۔ لائے نفی جنس کی خبر میں مِنْ اَنَا ہے۔ جیسے مَا لَا بُدَّ مِنْهُ — مع ملاقاتہ (الی قولہ) علی الاکبر حال ہے عموم موضوعیۃ الاوسط کا۔ اور مع الاختلاف اور مع متافاة الہ احوال تریز میں عموم موضوعیۃ الاکبر کے۔ لنفسبتہ المتعلق ہے متافاة۔ عبارت کا کل ① دونوں جگہ لفظ موضوعیۃ میں یا مصدر یہ ہے۔

لہ شرح تہذیب کے متن میں لَا بُدَّ کے بعد ”لہا“ ہے وہ غلط ہے تہذیب کے صحیح نسخوں میں اور ضابطہ کی تمام شرحوں میں لہا نہیں ہے۔



② پہلے اِمّا (مطوف علیہ) کے تحت جو عبارت ہے اس میں شکل اول اور شکل ثالث کی تمام شرائط اور شکل رابع کی چھ ضروریں کی شرائط سمیٹی گئی ہیں۔ اور دوسرے اِمّا (مطوف) کے تحت فی الکیف تک جو عبارت ہے اس میں شکل ثانی کی تمام ضروریں کی اور شکل رابع کی دو ضروریں کی شرائط باعتبار کتم و کیف جمع کی گئی ہیں۔ اور مع منافاة الخ میں شکل ثانی کی شرط باعتبار جہت کا بیان ہے۔

③ عموم موضوعیۃ الاوسط (اوسط کا موضوع ہونا نام ہو) یعنی حکم موضوع کے تمام افراد پر لگایا گیا ہو، اور یہ بات اس صورت میں حاصل ہوگی جبکہ وہ مقدمہ کہیے جو جس میں حد اوسط موضوع واقع ہو اسی طرح عموم موضوعیۃ الاکبر کا مطلب سمجھیں

④ مع ملاقاتہ للأصغر یعنی حد اوسط کی اصغر سے ملاقات ہو اور یہ بات اُسی صورت میں ممکن ہے جبکہ صغریٰ موجب ہو کیونکہ بصورت ایجاب ہی ملاقات ہو سکتی ہے۔ اگر صغریٰ سالبہ ہوگا تو ملاقات ممکن نہیں ہوگی کیونکہ سلب نسبت کا حاصل عدم ملاقات ہے۔ جیسے کل انسان حیوان میں حیوانیت کی انسان سے ملاقات (منا) ہے مگر کل انسان لبیس بحجر میں نہ صرف یہ کہ حجریت کی انسان سے ملاقات نہیں ہے بلکہ سلب ملاقات ہے۔

⑤ حملہ علی الاکبر یعنی حد اوسط پر اکبر محمول ہو اور یہ بات بھی اُسی صورت میں ممکن ہوگی جبکہ کبریٰ موجب ہو، کیونکہ بصورت سلب عدم حمل ہوگا۔

⑥ نتیجہ کا موضوع اصغر اور محمول اکبر کہلاتا ہے اور موضوع ذات ہوتی ہے اور محمول وصف۔ لہذا اصغر ذات ہوگی۔ اور اکبر وصف اور حد اوسط ہمیشہ وصف ہوتی ہے، اس لیے اوسط اور اکبر کے ساتھ لفظ وصف لائے ہیں۔ اور اصغر کے ساتھ لفظ ذات۔ جیسے العالم حادث میں عالم (دنیا) ذات ہے اور حادث (نو پیدا ہونا) وصف ہے اور العالم مُتَغَيِّرٌ وکلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ میں حد اوسط متغیر (تغیر پذیر) بھی وصف ہے۔ اور نسبت سے مراد کیفیت یعنی جہت تفسیر ہے۔

⑦ او حملہ میں او برائے مانعہ الخلو ہے پس ایجاب صغریٰ اور ایجاب کبریٰ دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔

⑧ اِمّا حرف تردید بھی برائے مانعہ الخلو ہے پس پہلی اور دوسری شرطیں ایک ساتھ جمع ہو سکتی ہیں۔

تشریح ضابطہ اشکال کے نتیجے ہونے کے لئے دو باتوں میں سے ایک بات ضروری ہے۔  
(۱) وہ مقدمہ کہیے ہونا چاہیے جس میں حد اوسط موضوع واقع ہوتی ہے نیز یا تو صغریٰ موجب ہو

یا کبریٰ موجب ہو اور بہت فعلیت کی ہو۔

(۲) یا وہ مقدمہ کلیہ ہونا چاہیے جس میں اکبر موضوع واقع ہوا ہے نیز دونوں مقدمے کیف یعنی ایجاب و سلب میں مختلف ہونے بھی ضروری ہیں اور کبریٰ میں حد اوسط اور اکبر میں تعلق کی جو بہت ہے وہ اُس بہت سے مغائر ہونی چاہیے جو صغریٰ میں حد اوسط اور اصغر کے درمیان ہے۔

**تطبیق** شکل اول کے کبریٰ میں حد اوسط موضوع ہے اس لیے اس کا کلیہ ہونا شرط ہے (عموم موضوعیۃ الاوسط) اور صغریٰ میں حد اوسط محمول ہے اس لیے اس کا موجب ہونا ضروری ہے (مع ملاقاتہ للأصغر) اور اگر شکل اول قضایا موہتہ سے مرکب ہو تو صغریٰ میں فعلیت کی بہت ضروری ہے (بالفعل)

شکل ثانی کے کبریٰ میں اکبر موضوع ہے اس لیے اُس کا کلیہ ہونا شرط ہے (عموم موضوعیۃ الاکبر) اور دونوں مقدموں کا کیف میں مختلف ہونا بھی ضروری ہے (مع الاختلاف فی الکیف) اور اگر شکل ثانی قضایا موہتہ سے مرکب ہو تو کبریٰ میں موضوع اور محمول کے درمیان نسبت کی جو کیفیت (بہت) ہے وہ اُس نسبت سے مغائر ہونی ضروری ہے جو صغریٰ میں موضوع اور محمول کے درمیان ہے۔ اس طرح کہ دونوں نسبتوں کا صدق میں اجتماع ممکن نہ ہو یعنی ایک کے صادق ماننے سے دوسری کا کاذب ہونا لازم آئے جبکہ ایک موضوع کے لئے دونوں جہتیں فرض کی جائیں۔ یعنی اگر ایک مقدمہ میں ضرورت کی بہت ہو تو دوسرے مقدمہ میں امکان کی بہت ضروری ہے اور اگر ایک مقدمہ میں دوام کی بہت ہو تو دوسرے مقدمہ میں فعلیت کی بہت ضروری ہے

مثلاً کل فلك متحرك دائماً، ولا شئ من الساكن بمتحرك بالفعل، فلا شئ من الفلك ساكن دائماً اس قیاس کے کبریٰ میں وصف اوسط (متحرك) اور وصف اکبر (ساكن) میں سلب فعلیت کی نسبت ہے۔ اور وصف اوسط (متحرك) اور ذات اصغر (فلك) کے درمیان دوام ایجاب کی نسبت ہے جو ایک دوسرے سے مغائر ہیں (مع منافاتہ) شکل ثالث کے دونوں مقدموں میں حد اوسط موضوع ہے اس لیے کسی ایک مقدمہ کا کلیہ ہونا شرط ہے (عموم موضوعیۃ الاوسط) اور صغریٰ کا موجب ہونا (مع ملاقاتہ

لأصغر) اور فعلیہ ہونا شرط ہے (بالفعل)

شکل رابع کے صغریٰ میں حد اوسط موضوع ہے اس لیے

ضرب اول و ثانی میں صغریٰ کے کلیہ ہونے کی شرط پائی جاتی ہے (عموم موضوعیۃ الاوسط)

اور اس کے موجب ہونے کی شرط بھی پائی جاتی ہے (مع ملاقات ملائع صغر) نیز کبریٰ کے موجب ہونے کی شرط بھی متحقق ہے (حملہ علی الاکبر)

**نوٹ** اوحملہ میں اودمانعہ الخلوکے لئے ہے پس دونوں باتیں جمع ہو سکتی ہیں۔

اور ضرب ثالث میں کلیتِ صغریٰ (عموم موضوعیۃ الاوسط) اور ایجاب کبریٰ (حملہ علی الاکبر) کی شرط بھی متحقق ہے اور کلیتِ کبریٰ (عموم موضوعیۃ الاکبر) اور ایجاب صلب میں اختلاف (مع الاختلاف فی کیف) کی شرط بھی متحقق ہے۔

**نوٹ** اہم حرف تردید برائے مانعہ الخلو ہے پس دونوں شرطیں جمع ہو سکتی ہیں۔

ضرب رابع میں کلیت صغریٰ اور ایجاب صغریٰ کی شرطیں بھی متحقق ہیں اور کلیت کبریٰ مع الاختلاف فی الکیف کی شرط بھی متحقق ہے۔

ضرر خالص و سادس میں صرف کلیت کبریٰ اور اختلاف فی الکیف کی شرط پائی جاتی ہے۔

ضرب سابع میں صغریٰ کے کلیہ اور موجب ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں۔

ضربِ ثامن میں صغریٰ کے کلیہ ہونے اور کبریٰ کے موجہ ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ضرب ۱ ۲ ۳ ۴ میں من پھلی شرط پائی جاتی ہے اور ضرب ۵ ۶ میں

صرف دوسری شرط متحقق ہے اور ضرب ۲۱ میں دونوں شرطیں متحقق ہیں۔

## فصل

الشرح من الأقراني، إما: أن يتركب من متصلتين، أو منفصلتين، أو حاملة ومتصلة، أو حاملة ومنفصلة، أو متصلة ومنفصلة. ويتعقد فيه الأشكال الأربعة. وفي تفصيلها طول

ترجمہ قیاس اقترانی کی قسموں میں سے قیاس شرعی یا تو مرکب ہوگا دو متصلوں سے، یا دو مقصوٰں سے، یا حلیہ اور متصلہ سے، یا حلیہ اور منفصلہ سے، یا متصلہ اور منفصلہ سے۔ اور تین ہیں شرعی میں (دبی) چاروں شکلیں۔ اور ان کی تفصیل میں طول ہے۔

**تشریح** قیاس کی بحث کے شروع میں یہ بتلایا جا چکا ہے کہ قیاس کی ابتدا دو قسمیں ہیں۔ ایک استثنائی اور دوسری اقترائی۔ پھر قیاس اقترائی کی دو قسمیں ہیں ایک حلی اور دوسری شرطی۔ اب تک قیاس اقترائی حلی کی بحث تھی۔ اب اقترائی شرطی کی بحث شروع کرتے ہیں۔

**اقتزائی شرطی کی تعریف:** قیاس اقتزائی شرطی وہ قیاس ہے جو صرف قضایا حلیہ سے مرکب نہ ہو، بلکہ یا تو صرف شرطیات سے مرکب ہو، یا شرطیہ اور حلیہ دونوں طرح کے قضیوں سے مرکب ہو۔ چنانچہ اقتزائی شرطی کی پانچ صورتیں ہیں۔ اگر صرف شرطیات سے مرکب ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں، یا تو صرف مقدمات سے مرکب ہوگا، یا صرف منفصلات سے، یا منقطعہ اور منفصلہ دونوں سے مرکب ہوگا۔ اور اگر حلیہ اور شرطیہ دونوں طرح کے قضایا سے مرکب ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو حلیہ اور متصلہ سے مرکب ہوگا، یا حلیہ اور مقصلہ سے مرکب ہوگا۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلی صورت: قیاس اقترانی شرطی دو شرط متعلقہ قضیوں سے مرکب ہو، جیسے کلکما کانت الشمس طالعة فالنہار موجود (ترجمہ: جب بھی سورج نکلا ہوا ہوگا تو دن موجود ہوگا) یہ صغریٰ ہے۔ وکلکما کان النہار موجودا فالعالم مُضیی (ترجمہ: اور جب بھی دن موجود ہوگا تو جہاں روشن ہوگا) یہ کبریٰ ہے۔ اور حد واسطہ النہار موجود ہے۔ اس کو ساقط کیا تو نتیجہ نکلا فکلکما کانت الشمس طالعة فالعالم مُضیی (پس جب بھی سورج نکلا ہوا ہوگا تو جہاں روشن ہوگا)۔

دوسری صورت: قیاس اقترانی شرطی دو شرطیہ منفصلہ تقبیوں سے مرکب ہو جیسے دائماً  
 لَمَّا أَنْ يَكُونَ الْعَدْدُ زَوْجًا وَإِمَّا أَنْ يَكُونَ فَرْدًا اِذَا عَدَدٌ هِمِشَ يَأْتُو جَفْتٌ ہوگا یا طاق  
 ہوگا۔ یہ صغریٰ ہے و دائماً لَمَّا أَنْ يَكُونَ الزَّوْجُ زَوْجٌ أَوْ يَكُونَ زَوْجٌ  
 الْفَرْدُ (اور جفت ہمیشہ یا تو جفت ہوگا۔ جیسے اُنھ کا عدد، یا طاق کا جفت ہوگا جیسے دو کا عدد)  
 یہ کبریٰ ہے۔ اور حد واسطہ اس میں الْعَدَدُ زَوْجٌ ہے۔ جب اس کو ساقط کیا تو نتیجہ نکلا دائماً لَمَّا  
 أَنْ يَكُونَ الْعَدْدُ زَوْجٌ الزَّوْجُ أَوْ يَكُونَ الْفَرْدُ، أَوْ يَكُونَ فَرْدًا (عدد ہمیشہ  
 یا تو جفت کا جفت ہوگا یا طاق کا جفت ہوگا، یا طاق ہوگا)

تیسری صورت: قیاس اقترانی شرطی حملیہ اور منقلہ سے مرکب ہو، پھر صغریٰ یا نو شرطیہ منقلہ ہو گا یا حملیہ۔

اول کی مثال: کَلَّمَا كَانَ هَذَا الشَّيْءُ إِنْسَانًا فَهُوَ حَيَوَانٌ (کوئی بھی چیز جب انسان ہوگی تو حیوان ضرور ہوگی) شرطیہ متصلہ ہے اور موضوع ہے۔ وَكُلُّ حَيَوَانٍ جِسْمٌ (اور ہر حیوان جسم رکھنے والا ہے) تفسیہ حملیہ ہے اور کبریٰ ہے اور حد اوسط حیوان ہے اس کو ساقط کیا تو نتیجہ نکلا کَلَّمَا كَانَ هَذَا الشَّيْءُ إِنْسَانًا كَانَ جِسْمًا (جب بھی کوئی چیز انسان ہوگی تو جسم دار ہوگی) اور ثانی کی مثال: هَذَا الشَّيْءُ إِنْسَانٌ حَمَلِيَّةٌ ہے اور صغریٰ ہے۔ وَكَلَّمَا كَانَ إِنْسَانًا كَانَ حَيَوَانًا شرطیہ ہے اور کبریٰ ہے اور حد اوسط انسان ہے اُس کو ساقط کیا تو نتیجہ نکلا هَذَا الشَّيْءُ حَيَوَانٌ۔

چوتھی صورت: قیاس اقترانی شرطی حملیہ اور منفصلہ سے مرکب ہو، پھر صغریٰ یا تو حملیہ ہو گیا شرطیہ منفصلہ۔

اول کی مثال: هَذَا عَدَدٌ (صغریٰ) وَدَائِمًا اَنْ يَكُونَ الْعَدَدُ زَوْجًا اَوْ يَكُونَ فَرْدًا (کبریٰ) فَهَذَا اِمَّا اَنْ يَكُونَ زَوْجًا اَوْ فَرْدًا (نتیجہ) اور ثانی کی مثال: دَائِمًا اِمَّا اَنْ يَكُونَ الْعَدَدُ زَوْجًا اَوْ يَكُونَ فَرْدًا (صغریٰ) وَكُلُّ زَوْجٍ مُنْقَسِمٌ بِمُتَسَاوِيَيْنِ (اور ہر جفت برابر تقسیم ہوتا ہے) کبریٰ ہے اور حد اوسط زوج ہے اس کو ساقط کیا تو نتیجہ نکلا دَائِمًا اِمَّا اَنْ يَكُونَ الْعَدَدُ مُنْقَسِمًا بِمُتَسَاوِيَيْنِ اَوْ يَكُونَ فَرْدًا (عدد ہمیشہ یا تو برابر تقسیم ہو گیا یا طاق ہو گیا) یا پانچویں صورت: قیاس اقترانی شرطی شرطیہ متصلہ اور شرطیہ منفصلہ سے مرکب ہو، پھر صغریٰ یا تو متصلہ ہو گیا، یا منفصلہ۔

اول کی مثال: کَلَّمَا كَانَ هَذَا الشَّيْءُ ثَلَاثَةً فَهُوَ عَدَدٌ (یہ چیز جب بھی تین ہوگی تو عدد ہوگی) وَدَائِمًا اِمَّا اَنْ يَكُونَ الْعَدَدُ زَوْجًا اَوْ يَكُونَ فَرْدًا (عدد ہمیشہ یا زوجت ہو گیا یا طاق ہو گیا) اس میں حد اوسط عدد ہے اس کے حذف کے بعد نتیجہ نکلا کَلَّمَا كَانَ هَذَا الشَّيْءُ ثَلَاثَةً فَهُوَ اِمَّا يَكُونَ زَوْجًا اَوْ يَكُونَ فَرْدًا اور ثانی کی مثال: اِمَّا اَنْ يَكُونَ الْعَدَدُ زَوْجًا وَاِمَّا اَنْ يَكُونَ فَرْدًا (شرطیہ منفصلہ صغریٰ) وَكَلَّمَا كَانَ الْعَدَدُ زَوْجًا كَانَ مُنْقَسِمًا بِمُتَسَاوِيَيْنِ (شرطیہ متصلہ کبریٰ) فَاِمَّا اَنْ يَكُونَ الْعَدَدُ مُنْقَسِمًا بِمُتَسَاوِيَيْنِ اَوْ يَكُونَ فَرْدًا۔ نوٹ: قیاس اقترانی کی مذکورہ بالا پانچوں صورتوں میں چاروں شکلیں بن سکتی ہیں۔

مگر ان کی تفصیل بہت طویل ہے۔ اس نے بیان نہیں کی گئی ہے۔ بڑی کتابوں میں آئے گی۔

### فصل الاستثنائی

يُنْتِجُ مِنَ الْمُتَّصِلَةِ وَضْعُ الْمُقَدَّمِ ، وَرَفْعُ التَّالِيِ ؛ وَمِنْ الْحَقِيقِيَّةِ وَضْعُ كُلِّ ، كَمَا نَعَةِ الْجَمْعِ ، وَرَفْعُهُ ، كَمَا نَعَةِ الْخُلُوِ .

ترجمہ: یہ فصل قیاس استثنائی کے بیان میں ہے۔ نتیجہ دیتا ہے (قضیہ شرطیہ یا قیاس استثنائی) متصلہ (لزومیہ وجہ کی صورت) میں مقدم کا رکھنا (وضع تالی کا) اور تالی کا اٹھانا (رفع مقدم کا) اور (قضیہ شرطیہ منفصلہ) حقیقیہ (عنادیہ وجہ کی صورت) میں (مقدم تالی میں سے) ہر ایک کا رکھنا (ہر ایک کے رفع کا) ، انقاع الجمع کی طرح ، اور ہر ایک کا اٹھانا (ہر ایک کے وضع کا) ، انقاع الخلو کی طرح۔

ترکیب: فصل الاستثنائی کی تقدیر عبارت فصل فی القیاس الاستثنائی ہے۔ ————— ینتج باب افعال سے ہے اور وضع المقدم مع معطوف فاعل ہے اور المقدم میں الف لام مضاف الیہ کے عوض میں ہے ای وضع مقدمہ اور ضمیر کا مرجع الاستثنائی ہے۔ اور مفعول بہ معطوف علیہ میں (وضع التالی) اور معطوف میں ارفع المقدم (مخدوف ہے جو ترجمہ میں بین القوسین ظاہر کیا گیا ہے۔ اور من الحقیقیۃ کا عطف من المتصلۃ پر ہے۔ اور من یعنی فی ہے ای فی صورتہ المتصلۃ والمنفصلۃ اور جار مجرور ینتج سے متعلق ہیں۔ اور وضع کل اور رفعہ کے بعد بھی مفعول بہ (رفعہ ، وضعہ) مخدوف ہیں ————— و رفعہ لا عطف وضع کل پر ہے اور وضع کل میں تنوین مضاف الیہ کے عوض میں ہے ای وضع کل منهما ————— کما نعة الجمع میں کان مجازہ برائے تشبیہ ہے اور اس کے لئے متعلق کی ضرورت نہیں ہے اور شبہ بہ سابقہ جملہ ہے یعنی ینتج من الحقیقیۃ وضع کل (رفعہ) پس کما نعة الجمع کی تقدیر عبارت ہوگی کما ینتج من مانعة الجمع وضع کل رفعہ۔ وقس علیہ قوله کما نعة الخلو دوسری ترکیب: فصل مستقل جملہ ہے ای لهذا فصل اور الاستثنائی مبتدا اور جملہ ینتج خبر۔ ————— ینتج فعل ضمیر راجع بسوئے مبتدا فاعل ، من المتصلۃ ظرف مستقر ہو کر فاعل سے حال ای کاٹنا من المتصلۃ ، وضع المقدم اور رفع التالی مفعول فیہ ای وقت وضع المقدم و رفع التالی ، اور مفعول بہ مخدوف ای وضع التالی و رفع المقدم ، اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا: فصل وہ قیاس استثنائی جو (قضیہ شرطیہ) متصلہ (لزومیہ وجہ) سے بنا ہے وضع مقدم اور رفع تالی کی صورت میں نتیجہ دے گا (وضع تالی کا) اور رفع مقدم کا ، و کذا فی ما بعدہ والہ اعلم

**قیاس استثنائی کی تعریف:** قیاس استثنائی وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ بعینہ یا نقیض نتیجہ مذکور ہو۔ نتیجہ مذکور ہونے کی مثال: ان کان هذا انسانا، کان حیوانا، لکنہ انسانا فکان حیوانا اس مثال میں نتیجہ قیاس کا حیوانا ہے جو قیاس میں بعینہ مذکور ہے۔ اور نتیجہ کی نقیض مذکور ہونے کی مثال: ان کان هذا انسانا کان حیوانا، ولکنہ لیس بحیوان، فہذا لیس بانسان اس مثال میں قیاس کا نتیجہ هذا لیس بانسان ہے، جو قیاس میں مذکور نہیں ہے مگر اس کی نقیض هذا انسان مذکور ہے۔  
وجہ تسمیہ: قیاس استثنائی کو استثنائی اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حروف استثناء لکن، مگر، وغیرہ استعمال کئے جاتے ہیں۔

**اصطلاحات:** اگر لکن وغیرہ کے بعد بعینہ مقدم کو رکھا جائے تو اس کو ”وضع مقدم“ کہتے ہیں۔ اور اگر بعینہ تالی کو رکھا جائے تو اس کو ”وضع تالی“ کہتے ہیں۔ اور اگر مقدم کی نقیض کو رکھا جائے تو اس کو ”رفع مقدم“ کہتے ہیں، اور اگر تالی کی نقیض کو رکھا جائے تو اس کو ”رفع تالی“ کہتے ہیں۔  
**قیاس استثنائی بنانے کا طریقہ:** قیاس استثنائی ہمیشہ ایسے دو مقدموں سے مرکب ہوتا ہے جن میں سے ایک شرطیہ ہوتا ہے اور دوسرا حلیہ۔ اُس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی بھی قضیہ شرطیہ لے کر اس کو صغریٰ بنایا جائے، پھر حرف لکن وغیرہ لاکر اُس کے بعد یا تو اُس شرطیہ کے مقدم کو بعینہ یا تالی کو بعینہ، یا ہر ایک کی نقیض کو قضیہ حلیہ کی شکل میں رکھ کر کبریٰ بنایا جائے، پھر حد واسطہ اگر نتیجہ نکالا جائے۔ جیسے مذکور بالا مثال میں ان کان هذا انسانا کان حیوانا قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ ہے اور قیاس استثنائی کا صغریٰ ہے اور لکنہ انسانا بعینہ مقدم ہے اور کبریٰ ہے۔ اور حد واسطہ انسانا ہے جس کے حذف کرنے سے کان حیوانا نتیجہ نکلتا ہے۔

**قیاس استثنائی کی قسمیں:** قیاس استثنائی کی دو قسمیں ہیں۔ اتصالی اور انفصالی۔ اگر قیاس استثنائی کا صغریٰ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے تو وہ قیاس استثنائی اتصالی ہے۔ اور اگر صغریٰ قضیہ شرطیہ منفصلہ ہے تو وہ قیاس استثنائی انفصالی ہے۔

**اتصالی کی صورتیں:** سولہ ہیں، اس لئے کہ شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں لزومیہ اور اتفاقیہ۔ پھر ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔ موجبہ اور سالبہ پس کل چار قسمیں ہوتیں۔ اور کبریٰ چار طرح کا ہو سکتا ہے یا تو بعینہ مقدم ہوگا، یا بعینہ تالی ہوگی، یا مقدم کی نقیض ہوگی۔

یا تالی کی قیض کبری ہوگی۔ پس جب صغریٰ کی چاروں صورتوں کو کبریٰ کی چاروں صورتوں میں قرار دیا جائے گا تو کل سٹولہ صورتیں ہوں گی۔

انفصالی کے انتاج کے لئے شرائط یہ ہیں کہ قضیہ بشرطیہ متصلہ، لزومیہ ہو اتفاقیہ نہ ہو اور موجبہ ہو، سالبہ نہ ہو پس سٹولہ صورتوں میں سے صرف چار صورتیں باقی رہیں گی، اور ان چار میں سے بھی صرف دو نتیجہ ہیں باقی عقیم ہیں تمام صورتوں کا نقشہ یہ ہے۔

| نمبر | صغریٰ        | کبریٰ    | نتیجہ    | نمبر | صغریٰ         | کبریٰ    | نتیجہ |
|------|--------------|----------|----------|------|---------------|----------|-------|
| ①    | متصلہ لزومیہ | وضع مقدم | وضع تالی | ۹    | متصلہ اتفاقیہ | وضع مقدم | عقیم  |
| ۲    | "            | "        | تالی     | ۱۰   | "             | "        | "     |
| ۳    | "            | رفع مقدم | "        | ۱۱   | "             | رفع مقدم | "     |
| ④    | "            | "        | تالی     | ۱۲   | "             | "        | "     |
| ۵    | متصلہ لزومیہ | وضع مقدم | عقیم     | ۱۳   | متصلہ اتفاقیہ | وضع مقدم | "     |
| ۶    | "            | "        | تالی     | ۱۴   | "             | "        | "     |
| ۷    | "            | رفع مقدم | "        | ۱۵   | "             | رفع مقدم | "     |
| ۸    | "            | "        | تالی     | ۱۶   | "             | "        | "     |

نوٹ: دوسری اور تیسری صورت کے عقیم (غیر نتیجہ) ہونے کی وجہ شرح تہذیب میں آئے گی۔

اڑتالیش ہیں، کیونکہ قضیہ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں حقیقیہ، اتفاقیہ، سالبہ، اور مانعہ الخلو۔ پھر ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں عنادیہ اور اتفاقیہ، پس کل چھ قسمیں ہوں گی۔ پھر ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں موجبہ اور سالبہ پس بارہ قسمیں ہوں گی۔ اور کبریٰ کی وہی مذکورہ بالا چار صورتیں ہوں گی تو کل اڑتالیش صورتیں ہوں گی۔

یہ ہیں کہ قضیہ منفصلہ عنادیہ ہو اتفاقیہ نہ ہو، انفصالی کے انتاج کی شرائط پس چوبیس صورتیں ساقط ہو گئیں نیز عنادیہ موجبہ ہو سالبہ نہ ہو پس اور بارہ صورتیں ساقط ہو گئیں اور صرف بارہ صورتیں باقی رہیں جن میں سے تین صرف اٹھ صورتیں ہیں، باقی چار عقیم ہیں۔ تمام صورتوں کا نقشہ یہ ہے۔



| نمبر | مغیری                         | کبری     | نتیجہ    | نمبر | مغیری                        | کبری  | نتیجہ    |
|------|-------------------------------|----------|----------|------|------------------------------|-------|----------|
| ①    | منفصل حقیقیہ<br>عنادیہ مروجہ  | وضع مقدم | رفع تالی | ۲۵   | بالنہ الجمع<br>اتفاقیہ مروجہ | د - م | عقیم     |
| ②    | د                             | تالی     | رفع مقدم | ۲۶   | د                            | د - ت | د        |
| ③    | د                             | رفع مقدم | وضع تالی | ۲۷   | د                            | ر - م | د        |
| ④    | د                             | تالی     | وضع مقدم | ۲۸   | د                            | ر - ت | د        |
| ۵    | منفصل حقیقیہ<br>عنادیہ سالیہ  | د - م    | عقیم     | ۲۹   | بالنہ الجمع<br>اتفاقیہ سالیہ | د - م | د        |
| ۶    | د                             | د - ت    | د        | ۳۰   | د                            | د - ت | د        |
| ۷    | د                             | ر - م    | د        | ۳۱   | د                            | ر - م | د        |
| ۸    | د                             | ر - ت    | د        | ۳۲   | د                            | ر - ت | د        |
| ۹    | منفصل حقیقیہ<br>اتفاقیہ مروجہ | د - م    | د        | ۳۳   | بالنہ الجمع<br>موجہ          | د - م | د        |
| ۱۰   | د                             | د - ت    | د        | ۳۴   | د                            | د - ت | د        |
| ۱۱   | د                             | ر - م    | د        | ③۵   | د                            | ر - م | وضع تالی |
| ۱۲   | د                             | ر - ت    | د        | ③۶   | د                            | ر - ت | وضع مقدم |
| ۱۳   | منفصل حقیقیہ<br>اتفاقیہ سالیہ | د - م    | د        | ۳۷   | بالنہ الجمع<br>سالیہ         | د - م | عقیم     |
| ۱۴   | د                             | د - ت    | د        | ۳۸   | د                            | د - ت | د        |
| ۱۵   | د                             | ر - م    | د        | ۳۹   | د                            | ر - م | د        |
| ۱۶   | د                             | ر - ت    | د        | ۴۰   | د                            | ر - ت | د        |
| ①۷   | بالنہ الجمع<br>موجہ           | وضع مقدم | رفع تالی | ۴۱   | بالنہ الجمع<br>موجہ          | د - م | د        |
| ①۸   | د                             | تالی     | رفع مقدم | ۴۲   | د                            | د - ت | د        |
| ۱۹   | د                             | ر - م    | عقیم     | ۴۳   | د                            | ر - م | د        |
| ۲۰   | د                             | ر - ت    | د        | ۴۴   | د                            | ر - ت | د        |
| ۲۱   | بالنہ الجمع<br>سالیہ          | د - م    | د        | ۴۵   | بالنہ الجمع<br>سالیہ         | د - م | د        |
| ۲۲   | د                             | د - ت    | د        | ۴۶   | د                            | د - ت | د        |
| ۲۳   | د                             | ر - م    | د        | ۴۷   | د                            | ر - م | د        |
| ۲۴   | د                             | ر - ت    | د        | ۴۸   | د                            | ر - ت | د        |

نوٹ: صورت ۱۱، ۱۲، ۱۳ و ۱۴ کے عقیم ہونے کی وجہ شرح تہذیب میں آئے گی۔  
**انفصالی کی صورتِ نتیجہ کی تفصیل** قیاس استثنائی انفصالی کی صرف دو صورتیں صحیح نتیجہ دیتی ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے۔

پہلی صورت یہ ہے کہ صغریٰ قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ ہو اور کبریٰ وضع مقدم ہو تو نتیجہ وضع تالی آئے گا۔ جیسے: **إن کان هذا الإنساناً کان حیواناً (صغریٰ) ولکنہ انساناً (کبریٰ) فکان حیواناً (نتیجہ)**

دوسری صورت یہ ہے کہ صغریٰ قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ موجبہ ہو اور کبریٰ رفع تالی ہو تو نتیجہ رفع مقدم آئے گا۔ جیسے: **إن کان هذا انساناً کان حیواناً، ولکنہ لیس بحیوان، فهو لیس بانسان۔**

**انفصالی کی صورتِ نتیجہ کی تفصیل** قیاس استثنائی انفصالی کی صرف آٹھ صورتیں صحیح نتیجہ دیتی ہیں چار صورتیں حقیقیہ کی، اور دو صورتیں مانعہ الجمع کی، اور دو صورتیں مانعہ اخلوکی، جن کی تفصیل یہ ہے۔

پہلی صورت یہ ہے کہ صغریٰ قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ عنادیہ موجبہ ہو، اور کبریٰ وضع مقدم ہو تو نتیجہ رفع تالی آئے گا۔ جیسے: **إما ان یکون هذا العدد زوجاً او فرداً (صغریٰ) لکنہ زوج (کبریٰ) فهو لیس بفرد (نتیجہ)**

دوسری صورت یہ ہے کہ صغریٰ قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ عنادیہ موجبہ ہو، اور کبریٰ وضع تالی ہو تو نتیجہ رفع مقدم آئے گا۔ جیسے: **إما ان یکون هذا العدد زوجاً او فرداً، لکنہ فرداً، فلیس بزوج۔** تیسری صورت یہ ہے کہ صغریٰ قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ عنادیہ موجبہ ہو۔ اور کبریٰ رفع مقدم ہو تو نتیجہ وضع تالی آئے گا۔ جیسے: **إما ان یکون هذا العدد زوجاً او فرداً، لکنہ لیس بزوج، فهو فرد۔**

چوتھی صورت یہ ہے کہ صغریٰ قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ عنادیہ موجبہ ہو، اور کبریٰ رفع تالی ہو تو نتیجہ وضع مقدم آئے گا۔ جیسے: **إما ان یکون هذا العدد زوجاً او فرداً، لکنہ لیس بفرد، فهو زوج۔**

پانچویں صورت یہ ہے کہ صغریٰ قضیہ شرطیہ متصلہ مانعہ الجمع عنادیہ موجبہ ہو، اور کبریٰ وضع مقدم ہو تو نتیجہ رفع تالی آئے گا۔ جیسے: **إما هذا اشجاراً وحجر (صغریٰ) لکنہ شجر (کبریٰ) فلیس بحجر (نتیجہ)**

چھٹی صورت یہ ہے کہ صغریٰ قضیہ شرطیہ منفصلہ مانعہ الجمع عنادیہ موجبہ ہو اور کبریٰ وضع تالی ہو تو نتیجہ رفع مقدم آئے گا۔ جیسے: **إِنَّمَا هَذَا شَجَرٌ أَوْ حَجَرٌ، لَكِنَّهُ حَجَرٌ، فَلَيْسَ بِشَجَرٍ**  
 ساتویں صورت یہ ہے کہ صغریٰ قضیہ شرطیہ منفصلہ مانعہ الجمع عنادیہ موجبہ ہو، اور کبریٰ رفع مقدم ہو تو نتیجہ وضع تالی آئے گا۔ جیسے: **هَذَا أَمَّا لَا شَجَرٌ أَوْ لَا حَجَرٌ (صغریٰ) لَكِنَّهُ لَيْسَ بِلَا شَجَرٍ (کبریٰ)**  
 فہو لا حجر (نتیجہ)

آٹھویں صورت یہ ہے کہ صغریٰ قضیہ شرطیہ منفصلہ مانعہ الجمع عنادیہ موجبہ ہو، اور کبریٰ رفع تالی ہو تو نتیجہ وضع مقدم آئے گا۔ جیسے: **هَذَا أَمَّا لَا شَجَرٌ أَوْ لَا حَجَرٌ، لَكِنَّهُ لَيْسَ بِلَا حَجَرٍ، فَبُحْبُوحٌ شَجَرٌ**  
 یہ ہے کہ قیاس استثنائی کا صغریٰ اگر قضیہ متصلہ ہے تو دو صورتیں صحیح نتیجہ دیں گی یا تو کبریٰ وضع مقدم ہو، یا رفع تالی ہو۔ اور اگر صغریٰ قضیہ حقیقیہ ہے تو چار صورتیں صحیح نتیجہ دیں گی یا تو کبریٰ وضع مقدم ہو، یا وضع تالی ہو، یا رفع مقدم ہو، یا رفع تالی۔ اور اگر صغریٰ مانعہ الجمع ہے تو صرف دو صورتیں صحیح نتیجہ دیں گی یا تو کبریٰ وضع مقدم ہو، یا وضع تالی۔ اور اگر صغریٰ مانعہ الجمع ہے تو بھی صرف دو صورتیں صحیح نتیجہ دیں گی یا تو کبریٰ رفع مقدم ہو، یا رفع تالی۔  
 — باقی تمام صورتیں ہمیشہ صحیح نتیجہ نہیں دیں گی۔

### فصل

الْأَسْتِقْرَاءُ: تَصَفُّحُ الْجُزْئِيَّاتِ لِإثْبَاتِ حُكْمٍ كَقِيٍّ. وَ التَّمَثِيلُ:  
 بَيَانُ مُمَارَكَةِ جُزْئِيٍّ لِآخَرَ فِي عِلَّةِ الْحُكْمِ، لِيُثْبِتَ فِيهِ  
 وَالْعُمُكَةُ فِي طَرِيقِ الدَّوْرَانِ وَالْتَرَدِيدِ

ترجمہ: استقراء: جزئیات کا جائزہ لینا ہے کلی حکم ثابت کرنے کے لئے۔ اور تمثیل: ایک جزئی کی دوسری جزئی کے ساتھ مشارکت (باہم شرکت) بیان کرنا ہے حکم کی علت میں، تاکہ وہ حکم اس جزئی میں ثابت کیا جائے۔ اور بہترین طریقہ علت معلوم کرنے کا دوران اور تردید ہے۔

لہ تصفح الشئ: تال کرنا، دیر تک دیکھنا۔ تصفح القوم: چہرہ کو غور سے دیکھنا تاکہ حالات کا اندازہ ہو سکے، حالات کا جائزہ لینا۔ ۱۲

لے ضمیر کا مرجع علت ہے اور علت بتا دلی وصف ہے، کیونکہ اصطلاح میں علت کو وصف بھی کہتے ہیں ۱۳

**تشریح:** حجت کی تین قسمیں ہیں۔ قیاس، استقراء اور تمثیل۔ اس لئے کہ یا تو کسی سے جزئیات کی حالت پہچانی جائے گی یا جزئیات سے کسی کی حالت جانی جائے گی یا ایک جزئی سے دوسری جزئی کی حالت معلوم کی جائے گی۔ اول قیاس ہے جس کا مفصل ذکر گذر چکا اور دوم استقراء ہے اور سوم تمثیل ہے جن کا اب

ذکر کیا جاتا ہے۔ **استقراء کے معنی:** استقراء باب استفعال کا مصدر ہے۔ اس کا مادہ قرأ ہے استقرأ الامور کے معنی ہیں "حالات جاننے کے لئے تتبع و تلاش کرنا"۔

**استقراء کی تعریف:** اصطلاح میں استقراء کہتے ہیں کسی کلی کی جزئیات کے جائزہ لینے کو تاکہ تمام جزئیات کے لئے کوئی عمومی حکم ثابت کیا جاسکے۔ مثلاً تمام حبشیوں کا جائزہ لے کر کلی حکم لگا دیا کہ الحبشی اسود (حبشی کا لے ہوتے ہیں) اسی طرح یورپ کے لوگوں کا جائزہ لے کر حکم لگا دیا کہ الاورپی ابیض (یورپین سفید ہوتے ہیں)۔

استقراء کی دو قسمیں ہیں استقراء تام اور استقراء ناقص۔  
**استقراء تام:** وہ استقراء ہے جس میں تمام جزئیات کا جائزہ لیا گیا ہو کوئی ایک بھی جزئی جائزہ سے خارج نہ ہو۔ جیسے تمام صحابہ کرام کا جائزہ لے کر محدثین کرام نے حکم لگایا ہے کہ الصحابة کلہم عدول (تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت حدیث میں معتبر ہیں)۔

**حکم:** استقراء تام مفید یقین ہے۔ مگر استقراء تام کی مثالیں بہت کم ہیں۔ کیونکہ کسی کلی کی تمام جزئیات کا جائزہ لینا بہت مشکل ہے۔

**استقراء ناقص:** وہ استقراء ہے جس میں کسی کلی کی اکثر جزئیات کا جائزہ لے کر کوئی عمومی حکم لگایا گیا ہو مثلاً مسلمان امانت دار ہوتا ہے۔ طالب علم شریف ہوتا ہے وغیرہ۔

**حکم:** استقراء ناقص مفید ظن ہوتا ہے۔ اور عام طور پر استقراء ناقص ہی ہوتا ہے۔ پس اگر بعض افراد میں وہ حکم نہ پایا جائے تو اس سے استقراء یا کلی حکم پر اثر نہیں پڑتا۔

**تمثیل کے معنی:** تمثیل باب تفعیل کا مصدر ہے۔ اس کا مادہ "مثل" ہے مثل الشئ بالشئ کے معنی ہیں مشابہت دینا، اور موافقت و مطابقت بتلانا۔

**تمثیل کی تعریف:** اصطلاح میں تمثیل کہتے ہیں کسی ایک جزئی کی دوسری جزئی کے ساتھ حکم کی علت میں باہم شرکت بیان کرنا تاکہ وہ حکم پہلی جزئی میں بھی ثابت کیا جائے جیسے انیم (ایفون)، شراب کی طرح نشہ آور چیز ہے اور شراب حرام ہے پس شراب کی طرح انیم بھی حرام

ہے۔ اس مثال میں پہلی جزئی ہے "افیم" اور دوسری جزئی ہے "شراب" اور حکم ہے "محرم ہونا" اور حکم کی علت ہے "نشہ آور ہونا۔"

**علت معلوم کرنے کا طریقہ:** کسی حکم کی علت معلوم کرنے کے متعدد طریقے ہیں مگر عمدہ طریقہ دو ہیں ایک دوران اور دوسرا تردید۔

**دوران کے معنی:** دوران باب نصر کا مصدر ہے۔ دَارَ يَدُ وُرْدُ وُرَا و دَوْرَانَا جس کے معنی ہیں "گھومنا" اور دچکر کھانا۔

**دوران کی تعریف:** اصطلاح میں دوران کے معنی ہیں حکم کا علت کے ساتھ ساتھ رہنا پائے جانے میں بھی اور نہ پائے جانے میں بھی (تَرْتَبُ الْحُكْمُ عَلَى الْعِلَّةِ وَجُودًا وَعَدْمًا) مثلاً شراب جب تک نشہ آور ہے حرام ہے اور جب سرکہ بن جائے اور نشہ ختم ہو جائے تو حرام نہیں ہے۔

**تشریح:** جب کسی چیز پر کوئی حکم لگایا گیا ہو اور ہم چاہیں کہ اُس حکم کی علت معلوم کریں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس چیز میں پائے جانے والے ممکنہ اوصاف میں غور کریں کہ کس وصف کے ساتھ حکم وجوداً اور عدماً لگھو مٹا ہے پس وہی وصف اس حکم کی علت ہوگا۔ مثلاً مذکورہ مثال میں شراب کے ممکنہ اوصاف میں سیال (پتلا) ہونا، بدبودار ہونا، انگور کی بنی ہوئی ہونا، نشہ آور ہونا، کٹھا ہونا وغیرہ وغیرہ اب جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ صرف نشہ آور ہونا وہ وصف ہے جس کے ساتھ حرمت کا حکم وجوداً اور عدماً دائر ہے پس وہی حرمت کی علت ہوگی اور باقی سب اوصاف علت نہیں ہوں گے۔

**تردید کے معنی:** تردید باب تفعیل کا مصدر ہے اور رَدَّدَ الْقَوْلَ کے معنی ہیں بار بار دہرانا۔ اصطلاح میں تردید کے معنی ہیں کسی چیز کے ممکنہ اوصاف کو اُردو محروف تردید کے ذریعہ **تردید کی تعریف:** جمع کرنا۔ پھر جن اوصاف میں علت ہونے کی صلاحیت نہیں ہے اُن کو ساقط کرنا تا آنکہ وہ وصف باقی رہ جائے جو علت ہے مثلاً مذکورہ مثال میں یہ کہنا کہ شراب حرام ہے یا تو سیال ہونے کی وجہ سے، یا بدبودار ہونے کی وجہ سے، یا انگور کی بنی ہوئی ہونے کی وجہ سے، یا کٹھی ہونے کی وجہ سے، یا نشہ آور ہونے کی وجہ سے، مگر سیال ہونا علت نہیں ہو سکتا کیونکہ پانی دودھ وغیرہ سیال ہیں اور طلال ہیں۔ اسی طرح بدبودار ہونا بھی علت نہیں ہو سکتا کیونکہ سوکھی پھل جو نہایت بدبودار ہوتی ہے حلال ہے۔ اسی طرح انگور کی بنی ہوئی ہونا بھی حرمت کی علت نہیں ہو سکتا کیونکہ انگور کا رس نشہ آور ہونے سے پہلے حلال

۱۱ ملے ممکنہ اوصاف، یعنی جو جو اوصاف اُس چیز میں ہو سکتے ہوں

ہے۔ اسی طرح کھانا بھی حرمت کی علت نہیں ہو سکتا، کیونکہ اہل کھٹی ہوتی ہے اور حلال ہے پس ثابت ہوا کہ شراب حرام ہے نشہ آور ہونے کی وجہ سے پس وہی حکم کی علت ہے۔

وَقَدْ يَخْتَصُّ بِأَنْسَمٍ قِيَاسُ الْخُلْفِ ، وَهُوَ مَا يَقْصَدُ بِهِ اثْبَاتُ  
الْمَطْلُوبِ بِإِبْطَالِ نَقِضِهِ . وَمَرْجِعُهُ إِلَى اسْتِثْنَائِهِ وَأَقْتِرَانِهِ .

ترجمہ: اور کبھی خاص کیا جاتا ہے (قیاس استثنائی) قیاس خُلف کے نام کے ساتھ۔ اور قیاس خُلف وہ قیاس ہے جس کے ذریعہ ارادہ کیا جاتا ہے مقصود کو ثابت کرنے کا اس کی نقیض کو باطل کر کے۔ اور قیاس خُلف کی لوٹنے کی جگہ قیاس استثنائی اور قیاس اقترانی کی طرف ہے۔ (یعنی قیاس خُلف کا حاصل دو قیاس میں ایک قیاس استثنائی اور دوسرا قیاس اقترانی)

تشریح: کبھی قیاس استثنائی کو "قیاس خُلف" کہہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ قیاس خُلف کی تحلیل کرنے سے دو قیاس نکلتے ہیں۔ ایک قیاس استثنائی اتصال اور دوسرا قیاس اقترانی شرطی مگر چونکہ قیاس خُلف کا انداز قیاس استثنائی جیسا ہوتا ہے یعنی جس طرح قیاس استثنائی میں رفع نامی (نقیض نامی) استثناء کیا جاتا ہے اسی طرح قیاس خُلف میں بھی نقیض مدعی کو باطل کیا جاتا ہے اس لئے قیاس استثنائی کو قیاس خُلف کہہ دیا جاتا ہے۔

قیاس خُلف وہ قیاس ہے جس کے ذریعہ کوئی بات ثابت کی جائے اس قیاس خُلف کی تعریف: کی نقیض کو باطل کر کے مثلاً یہ دعویٰ کہ "کوئی انسان پتھر نہیں ہے" یہ دعویٰ شکل ثانی سے اس طرح ثابت ہے کہ کل انسان حیوان، ولا شیء من الحجر بحیوان فلا شیء من الانسان بحجر۔ اب اگر کوئی شخص شکل ثانی کے اس نتیجہ کو صحیح نہیں مانتا تو ضروری ہوگا کہ اس کی نقیض کو صحیح مانے کیونکہ نقیضین کا ارتفاع محال ہے۔ اور نقیض کو صحیح مانتے سے خلاف مفروض لازم آئے کہ اسے خلاف مفروض محال ہے اور جو چیز محال کو مستلزم ہو وہ خود محال ہوتی ہے پس نقیض باطل ہوگی اور نتیجہ صحیح ہوگا۔

دیکھ یہ بات کہ نقیض کو صحیح ماننے سے خلاف مفروض کیسے لازم آئے ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس نقیض کو صغریٰ بنایا جائے اور مذکورہ شکل ثانی کے کبریٰ کو کبریٰ بنا کر شکل اول ترتیب دی جائے تو جو نتیجہ آئے گا وہ اصل قیاس کے صغریٰ کی نقیض ہوگا جو خلاف مفروض ہے۔

مثلاً مذکورہ قیاس کے صغریٰ اور کبریٰ کو سچا مان لیا گیا ہے۔ پس لامحالہ اس کا نتیجہ یعنی لا شئ من الانسان بحجر سجما ہوگا ورنہ اس کی نقیض یعنی بعض الانسان حجر سجى ہوگی حالانکہ یہ نقیض سچی نہیں ہے کیونکہ جب ہم اس نقیض کو صغریٰ بنا کر اور اصل قیاس کے کبریٰ کو کبریٰ بنا کر شکل اول ترتیب دیں گے تو کہیں گے کہ بعض الانسان حجرة، ولاشئ من الحجر بحيوان تو نتیجہ آئے گا بعض الانسان ليس بحيوان اور یہ تیسرا اصل قیاس کے صغریٰ یعنی کل انسان حيوان کی نقیض ہے اور چونکہ اصل قیاس کا صغریٰ سچا ماننا جا چکا ہے پس ضروریۃً نتیجہ کا ذب ہوگا۔

اور نتیجہ کا کذب میں وجوہ سے ہو سکنا ہے یا تو صغرئی کا ذب ہو، یا کبرئی کا ذب ہو، یا شرطاً نتائج مفقود ہوں مگر کبرئی کا ذب نہیں ہے، کیونکہ وہ اصل قیاس کا کبریٰ ہے جو سچا ماننا جا چکا ہے اور شرطاً نتائج یعنی ایجاب صغریٰ اور کلیتہً کبرئی بھی موجود ہیں۔ پس لامحالہ صغریٰ ہی کا ذب ہوگا۔ اور جب صغریٰ کا ذب ہوا ————— تو نتیجہ مطلوب سچا ہوا۔ وهو المطلوب

وجہ تسمیہ : غُلف کے معنی زین ”محال“ قیاس غُلف کو قیاسِ غُلف اِس لئے کہا جاتا ہے کہ اِس میں محال لازم کر کے مطلوب (مدعی) منویا جاتا ہے۔ اِس طرح کہ مدعی نہیں مانوگے تو نقیض ماننی ہوگی اور نقیض کو سچا مانوگے تو محال لازم آنے کا پس ضروری ہے کہ مطلوب (مدعی) مان لیا جائے ۔

قیاس خلف کا حاصل: قیاس خلف کا حاصل دو قیاس ہیں پہلا قیاس اقترانی شرطی اور دوسرا قیاس استثنائی اتصالی کی صورت دوم جس میں شک کے بعد تالی کی نفیض رکھی جاتی ہے قیاس اقترانی شرطی یہ ہے لو لم یثبَتِ المطلوبُ لَثَبَّتْ نَفِیضُهُ، وَ کُلَّمَا ثَبَّتْ نَفِیضُهُ ثَبَّتَ الْمَحَالُّ، فَلَوْلَمْ یَثْبُتِ الْمَطْلُوبُ لَفُتِّتَ الْمَحَالُّ (اگر مطلوب (محل) ثابت نہیں ہوگا تو اس کی نفیض ثابت ہوگی اور جب بھی نفیض ثابت ہوگی تو محال لازم آئے گا پس اگر مطلوب نہیں مانا جائے گا تو محال لازم آئے گا۔)

اور قیاس استثنائی اتصال کی صورت دوم یہ ہے لو لم یثبت المطلوب لثبت المحال، ولكن المحال ليس بثابت فالمطلوب ثابت (اگر معنی تسلیم نہیں کیا جائے گا تو محال لازم آئے گا، مگر محال خود محال ہے پس معنی ثابت ہے۔)

فصل

الْقِيَاسُ: إِمَّا بَرَهَانِيٌّ، يَتَأَكَّفُ مِنَ الْبَيِّنَاتِ — وَأَصُولُهَا:

الْأَوَّلِيَّاتِ، وَالْمُشَاهَدَاتِ، وَالتَّجَرُّبِيَّاتِ، وَالْحَدْسِيَّاتِ، وَ  
الْمُتَوَازِنَاتِ، وَالْفُطْرِيَّاتِ — ثُمَّ إِنْ كَانَ الْاَوْسَطُ مَعَ  
عَلَيْتِهِمْ فِي الدَّهْنِ، عَلَةً لَهَا فِي الْوَاقِعِ، فَلْيَقِمْ، وَإِلَّا فَلْيَنْجِ  
وَأَمَّا جَدُّي، يَتَأَكَّلُ مِنَ الْمُشْهُورَاتِ وَالْمُسْلِمَاتِ؛ وَإِنَّمَا خَطَلِي  
يَتَأَكَّلُ مِنَ الْمُقْبُولَاتِ وَالْمُظَنُونَاتِ؛ وَأَمَّا شَعْرِي، يَتَأَكَّلُ  
مِنَ الْمُحِيلَاتِ؛ وَإِنَّمَا سَفْسُطِي، يَتَأَكَّلُ مِنَ الْوَهْمِيَّاتِ وَالْمُشْتَبَهَاتِ.

ترجمہ: قیاس یا تو برہانی ہے، جو یقینی باتوں سے مرکب ہوتا ہے۔ اور بنیادی یقینی باتیں، اولیات، مشاہدات، تجربیات، حدسیات، متواترات اور فطریات ہیں۔ پھر اگر اوسط اور وسط، اس کے علت ہونے کے ساتھ نسبت (نتیجہ) کے لئے ذہن میں، علت ہو اس نسبت کے لئے خارج میں بھی تو وہ برہان برہانی ہے، ورنہ برہان اتنی ہے۔ اور یا قیاس جدلی ہے، جو مشہور اور مسلم باتوں سے مرکب ہوتا ہے۔ اور یا قیاس خطابی ہے، جو مقبول اور مظنون باتوں سے مرکب ہوتا ہے، اور یا قیاس شعری ہے، جو خیالی باتوں سے مرکب ہوتا ہے، اور یا قیاس سفسطی ہے، جو وہمی باتوں سے اور چرچ کے مشابہ باتوں سے مرکب ہوتا ہے۔

**تشریح:** قیاس کی دو تقسیمیں کی جاتی ہیں۔ ایک شکل و صورت (ہیئت) کے اعتبار سے اور دوسری اجزاء (مادہ) کے اعتبار سے۔ قیاس کی فصل میں جو تقسیم کی گئی ہے اور جس کے اقسام قیاس اقرانی اور قیاس استثنائی ہیں، وہ ہیئت کے اعتبار سے ہے۔ اب قیاس کی دوسری تقسیم مادہ یعنی اجزاء کے قیاس کے اعتبار سے کرتے ہیں۔ مادہ کے اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں ہیں جن کو "مُتَوَازِنَاتُ خَمْسٌ" دیا پانچ پیشے کہتے ہیں۔ ان کی تفصیل میں جانے سے پہلے ضروری ہے کہ دو باتیں سمجھ لی جائیں۔ پہلی بات: اس تقسیم کے اقسام اور پہلی تقسیم کے اقسام میں تضاد نہیں ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ

لے ان کو متاعات خمس دیا پانچ پیشے اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان پانچوں قسموں کو الگ الگ قسم کے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ قیاس برہانی کو مناظرہ اور فقہاء مسائل ثابت کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ قیاس جدلی کو اہل مناظرہ استعمال کرتے ہیں، قیاس خطابی کو اطفالین استعمال کرتے ہیں۔ قیاس شعری کو شعراء استعمال کرتے ہیں، اور قیاس سفسطی کو عام لوگ یا بچے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ گویا مختلف قسم کے لوگوں کے یہ الگ الگ پیشے اور کاروبار ہیں ۱۲۔



جمع ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ایک تقسیم کے اقسام میں تباین ہوتا ہے دو تقسیموں کے اقسام میں تباین نہیں ہوتا۔ جیسے ٹکڑے کی ایک تقسیم کے اعتبار سے تین ٹکڑے ہیں اٹم، فعل اور جرت۔ اور دوسری تقسیم کے اعتبار سے دو تقسیمیں ہیں مغرب اور مٹی۔ اس لئے دوسری تقسیم کے اقسام پہلی تقسیم کے اقسام کے ساتھ جمع ہوتے ہیں۔ ہم عربی میں ہونا اور مٹی بھی جتنی مثال یہ ہے کہ پانچ آدمیوں کو ایک بار روٹی تقسیم کی جائے پھر انہی کو سالن تقسیم کیا جائے پھر انہی کو علو تقسیم کیا جائے تو ہر آدمی کے پاس روٹی، سالن اور علو تینوں جمع ہوں گے۔

دوسری بات: جس طرح قیاس کے صحیح نتیجہ دینے کے لئے اس کی شکل و صورت اور شرائط کا لحاظ ضروری ہے، اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ضروری چیز اس کے مادہ کو دیکھنا ہے۔ اگر مادہ صحیح ہوگا تبھی نتیجہ صحیح آئے گا، ورنہ نتیجہ غلط نکلے گا۔

قیاس کا مادہ، قیاس کا مادہ اس کے مقدمات یعنی صغریٰ کبریٰ ہیں۔ کیونکہ انہی سے ہر قیاس مرکب ہوتا ہے۔

**قیاس کی دوسری قسم:** قیاس خطابی، قیاس شرعی اور قیاس منطقی (مخاطبہ) مادہ کے اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں ہیں قیاس برہانی، قیاس جدلی، وجہ حصر: یہ ہے کہ قیاس کے مقدمات سے یا تو تصدیق یعنی نسبت کا اعتقاد حاصل ہوگا یا محض شک پیدا ہوگا۔ بصورت دوم شرعی ہے، اور بصورت اول تصدیق یا تو مفید نہ ہوگی یا مفید حزم بصورت اول خطابی ہے، اور بصورت دوم یا تو حزم یقینی (قطعی) ہوگا یا نہیں بصورت اول برہانی ہے، اور بصورت دوم اگر اس قیاس کو سب لوگ مان لیں یا کم از کم مخالف (مخاطب) مان لے تو وہ جدلی ہے، ورنہ منطقی اور مخاطب ہے۔

**قیاس برہانی:** وہ قیاس ہے جس کے تمام مقدمات قطعی اور یقینی ہوں جیسے عالم تغیر پذیر ہے، اور ہر تغیر پذیر نوپید ہے، پس عالم نوپید ہے، (قدیم نہیں ہے)، وجہ تسمیہ: برہان کے معنی ہیں دلیل، چونکہ قیاس برہانی یقینی مقدمات سے مرکب ہوتا ہے اس لئے قطعی دلیل ہوتا ہے۔ پس اس کا نام از غائو برہانی رکھ دیا۔

لے: من: نسبت کے ایسے اعتقاد کا نام ہے جس میں جانب مخالف کا احتمال باقی رہتا ہے اور وہیں اس کو مغاب کہنا کہہ سکتے ہیں اور حزم میں جانب مخالف کا احتمال باقی نہیں رہتا ۱۲۔

لے: تغیر پذیر یعنی تغیر قبول کرنے والا، ایک حال پر برقرار نہ رہنے والا۔ اور نوپید یعنی نیا پیدا شدہ، حادث ۱۱۔ لے: از غائو کے معنی ہیں دعویٰ کرتے ہوئے یعنی برہان کہلانے والی کو اس کا ہے ۱۳۔

**قیاسِ جدلی:** وہ قیاس ہے جو مشہور اور مسلم باتوں سے مرکب ہو، جیسے مدح حسن سلوک کی خوبی اور ظم و زیادتی کی برائی مشہور ہے اور مدح خاص کا قطعی ہونا اصولیوں کے نزدیک مسلم ہے۔

**وجہ تسمیہ:** جدل کے معنی ہیں جھگڑا چونکہ مسائل میں باہمی اختلاف کے وقت اہل مناظرہ عام طور پر اسی قیاس سے کام لیتے ہیں اس لئے اس کا نام قیاسِ جدلی رکھا گیا۔

**قیاسِ خطابی:** وہ قیاس ہے جو مقبول اور مظنون باتوں سے مرکب ہو جیسے نبیوں، ولیوں اور انشدوں کی باتیں لوگوں میں مقبول ہوتی ہیں اور کسی دیوار کی مٹی سلسل جھڑی ہو تو غالب گمان یہ ہے کہ وہ گرے گی۔ پس کہہ سکتے ہیں کہ کل حائط یختل منہ التراب فہو منہدم۔

**وجہ تسمیہ:** خطاب کے معنی ہیں دعا، تقریر اور گفتگو، چونکہ واعظین اپنی تقریروں میں عام طور پر اسی قیاس سے کام لیتے ہیں اس لئے اس کا نام قیاسِ خطابی رکھا گیا ہے۔

**قیاسِ شعری:** وہ قیاس ہے جو ایسی خیالی باتوں سے مرکب ہو جس سے لوگ متاثر ہوں جیسے شاعروں کا یہ کہنا کہ محبوب کی آنکھ نرگس، اس کا زوسار گلاب اور چہرہ چاند ہے۔

**وجہ تسمیہ:** شاعر بہ کے معنی ہیں جاننا اور محسوس کرنا اسی سے شاعر نے یعنی محسوس کرنے والا کو کہہ کر شعرا ایسی باتیں محسوس کر لیتے ہیں جن تک عام لوگ نہیں پہنچ سکتے۔ اور شعرا کی محسوس کی ہوئی باتوں کو ”شعر“ کہا جاتا ہے۔ شعر کے ۷ موزون کلام ہونا ضروری نہیں ہے البتہ بات انوکھی ہونی ضروری ہے چنانچہ عرف میں انوکھی باتوں کو شاعرانہ باتیں اور شاعرانہ تعلیقات کہتے ہیں۔ الغرض قیاسِ شعری چونکہ شاعرانہ باتوں سے مرکب ہوتا ہے اس لئے اس کو قیاسِ شعری کہتے ہیں۔

**قیاسِ سفسطی:** وہ قیاس ہے جو محض وہی باتوں سے یا بھی باتوں سے ملتی جلتی باتوں سے مرکب ہو، جیسے تاریکی کا خوف اور مردہ سے ڈرنا محض وہی ہے اور عذاب قبر کے منکروں کا یہ کہنا کہ ”مردہ جہاد ہے۔ پس اس کو عذاب کیسا ہے“ یہ دوسرے ہے۔

**وجہ تسمیہ:** سفسطہ یونانی لفظ ہے جس کے معنی ہیں ”دھوکہ دینا“ والاعلم ”قیاسِ سفسطی“ بھی چونکہ عام لوگوں کو دھوکہ دینا ڈانٹا ہے اس لئے اس کا نام قیاسِ سفسطی رکھا گیا۔

**نقشبہ مقدمات:** یعنی اور قطعی باتیں بہت ہیں مگر بنیادی قطعیات چھ ہیں اذنیات، مشاہدات، نقشبہ مقدمات، حدیثیات، مستحکات اور قطعیات۔

(۱) اولیات: کا دوسرا نام بریئیات ہے۔ اولیات وہ باتیں ہیں جن کے طرفین یعنی معلوم علیہ اور معلوم بہ کا تصور کر کے ہی عقل حکم لگا دے جیسے گل جڑ سے بڑا ہوتا ہے۔ خالق کا رتبہ مخلوق سے بڑا ہے۔

(۲) مشاہدات: وہ باتیں ہیں جو حواس خمسہ ظاہرہ دیکھنا، سونگھنا، چکھنا اور چھونا یا حواس خمسہ باطنہ (حس مشترک، خیال، ذہن، حافظہ اور متصرفہ) سے جانی گئی ہوں۔ مشاہدات کی دو قسمیں ہیں۔

حقیقات: وہ باتیں ہیں جو حواس خمسہ ظاہرہ سے جانی جاتی ہیں جیسے سورج روشن ہے۔  
وحدانیات: وہ باتیں ہیں جو حواس خمسہ باطنہ سے جانی جاتی ہیں، جیسے بھوک پیاس

دُرخوف اور غصہ وغیرہ۔

(۳) تجربیات: وہ باتیں ہیں جو بار بار کے تجربے سے معلوم ہوتی ہیں، جیسے دواؤں (دجڑی بوٹیوں) کے خواص۔

(۴) حدسیات: وہ باتیں ہیں جو حدس سے معلوم کی جاتی ہیں۔ جیسے چاند کی روشنی سورج کا پرتو کس ہے حدس کے معنی ہیں: دانائی، زیر کی اور حدسیات عرف عام میں وہ باتیں کہلاتی ہیں جو دانائی اور زیر کی سے معلوم کی جاتی ہیں۔ اور اصطلاح میں حدس کہتے ہیں مبادیات سے ایک دم نتیجہ تک پہنچ جانا۔

(۵) متواترات: وہ باتیں ہیں جو لوگوں کی اتنی بڑی تعداد کے ذریعہ نہیں معلوم ہوں، جن کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا عقل باور نہ کرے، جیسے مکہ شریف کا وجود یا قرآن پاک کا کلام الہی ہونا۔

(۶) فطریات: وہ باتیں ہیں جو محض طرفین کا تصور کرنے سے معلوم نہ ہوں، بلکہ ان کو جاننے کے لئے ایک تیسری بات کی بھی ضرورت پڑے مگر وہ تیسری بات ہمیشہ طرفین کے ساتھ ساتھ رہتی ہو، کبھی جدا نہ ہوتی ہو۔ جیسے چار کا جفت ہونا، جو چار اور جفت کا تصور کرنے سے معلوم نہیں ہو سکتی، بلکہ چار کا دو دو برابر حصوں میں تقسیم ہو جانا، معلوم ہونا بھی ضروری ہے۔ مگر یہ ایسی بات ہے جو چار سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔

قیاس برہانی کی تقسیم: قیاس برہانی کی دو قسمیں ہیں، برہان لفظی اور برہان راقی

وہ برہان ہے جس میں ”حد واسطہ“ نتیجہ کی نسبت (ایجابی یا سلبی) کے لئے جس (۱) برہان لفظی: طرح ذہن میں علت ہے اسی طرح خارج میں بھی علت ہو۔ بالفاظ دیگر: ”علت سے معلول پر استدلال کرنا“ جیسے یہاں آگ موجود ہے، اور جہاں آگ موجود ہوتی ہے دھواں ہوتا ہے

پس یہاں دھواں ہے۔

(۲) برہان راقی: وہ برہان ہے جس میں ”حد واسطہ“ نتیجہ کی نسبت (الجابی یا سلبی) کے لئے صرف ذہن میں علت ہو، خارج میں علت نہ ہو۔ بالفاظ دیگر: ”معلول سے علت پر استدلال کرنا“ جیسے

وہاں دھواں موجود ہے، اور جہاں آگ ہوتا ہے آگ ہوتی ہے پس وہاں آگ موجود ہے۔

دوسری مثال: یہ کہنا کہ اس شخص کے اخلاط (خون، بلغم، سودا اور صفرا) بگڑ گئے ہیں، اور جس کے بھی اخلاط بگڑ جاتے ہیں اس کو بخار ہو جاتا ہے پس یہ شخص بخاری (بخار والا) ہے۔ یہ بُرہان ہی ہے اور یہ کہنا کہ یہ شخص بخاری ہے، اور ہر بخاری کے اخلاط بگڑ چکے ہوتے ہیں پس اس شخص کے اخلاط بھی فاسد ہو چکے ہیں یہ بُرہان اتنی ہے۔

مشالوں کی تشریح: آگ دھوپ کے لئے علت ہے اور اخلاط کا فساد بخار کی علت ہے پس اس سے دھوپ پر اور بخار پر استدلال کرنا مستدل کے ذہن میں بھی غلط اور ضلج میں بھی غلط اس لئے یہ بُرہان اتنی ہے۔ اور دھواں اور بخار، آگ کی اور فسادِ اخلاط کی علت نہیں ہیں، بلکہ معلول ہیں پس دھوپ اور بخار سے آگ پر اور فسادِ اخلاط پر استدلال کرنا بُرہان اتنی ہے۔

وجہ ثانیہ: یعنی، لَمَّا ذَاكَ اَكْثَرُ مَا خَفِيَ عَنْ بَصَرِ الْعَيْنِ، یعنی یہ بات ایسی کیوں ہے؟ اس کی علت کیا ہے؟ اور اِنِّیْ، اِنِّیْ اَعْتَقِدُ كَذٰلِكَ خَفِيَ عَنِیْ مِیْرَاسِجْہَا اِیْلَیْہِ، خارج میں ویسا ہونا منوروی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

### خَاتِمَةٌ

أَجْزَاءُ الْعُلُومِ ثَلَاثَةٌ:  
 [۱] الْمَوْضُوعَاتُ: وَهِيَ الَّتِي يَبْحَثُ فِي الْعِلْمِ عَنْ أَعْرَاضِهَا الدَّائِمَةِ.  
 [۲] وَالْمَبَادِئُ: وَهِيَ حَدُّو الدَّ الْمَوْضُوعَاتِ، وَأَجْزَائُهَا، وَأَعْرَاضُهَا، وَمَقَدِّمَاتُ بَيِّنَاتِهَا، أَوْ مَا خُوِّدَتْ، يَبْتَنِي عَلَيْهَا قِيَاسَاتُ الْعِلْمِ.  
 [۳] وَالْمَسَائِلُ: وَهِيَ قَضَايَا تُطْلَبُ فِي الْعِلْمِ.  
 وَمَوْضُوعَاتُهَا: أَمَّا مَوْضُوعُ الْعِلْمِ بَعِيْنُهُ، أَوْ نَوْعُ مَسْئَلَةٍ، أَوْ مَرَكَبَةٍ.  
 وَمَحْمُولَاتُهَا: أُمُورٌ خَارِجَةٌ عَنْهَا، لَاحِقَةٌ لَهَا بِذَوَاتِهَا

ترجمہ: خاتمہ ہر علم کے تین اجزاء ہوتے ہیں:

(۱) موضوع: اور موضوع وہ چیز ہے جس کے ذاتی احوال (مخصوص حالات) سے فن میں بحث کی جاتی ہے

(۲) اور مبادی: اور مبادی ہیں موضوع کی تعریف، موضوع کے اجزاء کی تعریف اور موضوع کے

عوارض کی تعریف، اور مقدمات: خواہ وہ بدیہی ہوں، یا حاصل کردہ ہوں، جن پر فن کے دلائل مبنی ہوتے ہیں۔

(۳) اور مسائل: اور مسائل وہ قضایا (باتیں) ہیں جو فن میں مطلوب ہوتے ہیں۔  
 اور مسائل کا موضوع یا تو بعینہ فن کا موضوع ہوتا ہے، یا اس کی کوئی نوع ہوتی ہے، یا اس  
 کا کوئی عرض ذاتی ہوتا ہے، یا موضوع اور عرض ذاتی سے، یا موضوع کی نوع اور عرض ذاتی سے مرکب ہوتا ہے۔  
 اور مسائل کا محمول وہ باتیں ہیں جو مسائل کے موضوع سے خارج ہوتی ہیں، اور مسائل کے  
 موضوع کو بالذات عارض (لاحق) ہوتی ہیں۔

**حل لغات:** بَحَث (ن)، بَحَثًا فی الارض: بکھودنا۔ بَحَث عَنْہ، تفتیش کرنا۔  
 اَعْرَاض، عَرْض کی جمع ہے جس کے معنی ہیں پیش آنے والی چیز۔ ذات، ذ کو مَنَظَر ہے  
 اور ذاتی میں یا نسبت کی ہے یعنی ذات کی طرف منسوب اور ذات الاشیء کے معنی ہیں نفس شئی اور عین شئی  
 مَبْدِئ، مَبْدِئ کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں اصل، جُزْء اور بنیاد۔ حُدُود، حد کی جمع ہے  
 یعنی تعریف۔ مَآخُذ، مَآخُذ اسم مفعول لے ہوئے یعنی دلائل سے حاصل کئے ہوئے۔  
 اِبْتِنَاء، اِبْتِنَاء کے لغوی معنی ہیں: ”بنانا“ یہاں مراد ہے مبنی ہونا، بنیاد ہونا۔ قیاسات،  
 قیاس کی جمع ہے مبنی دلائل۔ مَحْصُول کے معنی ہیں: اٹھایا ہوا، لاوا ہوا۔ یہاں وہ حکم  
 مراد ہے جو کسی چیز کے لئے ثابت کیا جاتا ہے جیسے ”زیر کھڑا ہے“ اس قضیہ میں ”کھڑا ہونا“ محمول ہے۔

**تشریح:** ہر فن تین چیزوں کا مجموعہ ہوتا ہے، موضوع، مہادی اور مسائل۔  
 ① موضوع ہر فن کا وہ چیز ہوتی ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے اُس فن میں بحث کی جاتی ہے جیسے نحو  
 کا موضوع ہے کلمہ اور کلام اور منطق کا موضوع ہے معلوم تصورات اور معلوم تصدیقات۔ (مقولات ثانیہ)  
 عوارض، عارضہ کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ہیں: ”پیش آنے والی چیز“ اور اصطلاح میں وہ  
 ”احوال“ مراد ہیں جو کسی چیز کو پیش آتے ہیں۔ جیسے رفع، نصبی اور جبری احوال کلمہ کو پیش آتے ہیں پس یہ  
 احوال کلمہ کے عوارض ہیں

عوارض کی دو قسمیں ہیں عوارض ذاتیہ اور عوارض غریبہ۔  
 عوارض ذاتیہ وہ احوال ہیں جو کسی چیز کو بلا واسطہ، یا بلا واسطہ اور مساوی داخل کے، یا بلا واسطہ  
 اور مساوی خارج کے پیش آتے ہیں۔ جیسے تعجب انسان کو عارض ہوتا ہے بلا واسطہ۔  
 اور اگر ایک عارض ہو سکے بلا واسطہ ناطق کے جو انسان کی حقیقت میں داخل ہے اور انسان کا مساوی

ہے۔ اور خشک (ہنسنا) انسان کو عارض ہوتا ہے بواسطہ تعجب کے، جو انسان کی حقیقت سے خارج ہے اور انسان کا مساوی ہے۔

عوارض غریبہ وہ احوال ہیں جو کسی چیز کو بواسطہ اثر مہائی کے، یا بواسطہ اثر اعم کے، یا بواسطہ اثر بخص کے پیش آتے ہیں۔ جیسے حرارت (گرمی) پانی کو عارض ہوتی ہے بواسطہ نار کے اور آگ اور پانی میں مہابت ہے۔ اور مطلق ڈھلانا، ان کو عارض ہوتا ہے بواسطہ حیوان ہونے کے اور حیوان ان سے اعم ہے۔ اور خشک حیوان کو عارض ہوتا ہے بواسطہ انسان ہونے کے اور ان حیوان سے بخص ہے۔

ملحوظہ: عوارض ذاتیہ ہی درحقیقت موضوع کے احوال ہیں، اس لئے ہر فن میں انہی سے بحث کی جاتی ہے اور عوارض غریبہ موضوع کے احوال نہیں ہیں، بلکہ وہ درحقیقت واسطہ کے احوال ہیں، اس لئے ان سے بحث نہیں کی جاتی۔

نوٹ: موضوع سے مراد عام ہے خواہ فن کا موضوع ہو، یا مسائل فن کا موضوع ہو، اس لئے موضوعات جمع لائے ہیں۔

۵) مبادی کے سلسلہ میں دو اصطلاحیں رائج ہیں۔ پہلی اصطلاح کے اعتبار سے مبادی اربع بنیاتی باتوں کو کہا جاتا ہے جن پر مسائل فن کا مدار ہوتا ہے۔ پھر مبادی کی دو قسمیں ہیں مبادی تصور یہ اور مبادی تصدیقیہ۔

مبادی تصور یہ وہ باتیں ہیں جن میں کوئی حکم نہیں ہوتا۔ یہ تین چیزیں ہیں موضوع کی تعریف، موضوع کے اجزاء کی تعریف، اور موضوع کے عوارض کی تعریف۔

کامطلب یہ ہے کہ ہر فن کا جو موضوع ہے، یا مسائل فن کے جو موضوع ہیں موضوع کی تعریف ان کی تعریفات، بیان کی جائیں جیسے منطق کا موضوع تصور و تصدیق ہیں اور جو کاموضوع کلمہ اور کلام ہیں اس لئے فن میں ان کی تعریف بیان کی جاتی ہے۔

یعنی اگر موضوع کوئی مرکب چیز ہے تو اس کے اجزاء کی علیحدہ علیحدہ تعریف موضوع کے اجزاء کی تعریف بیان کی جاتی ہے، جیسے منطق کا موضوع دو چیزیں ہیں تصور اور تصدیق اس لئے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ تعریف بیان کی جاتی ہے، اسی طرح اصول فقہ کا موضوع ہے اداۃ شریعہ اور وہابی

کتاب الشہادت، رسول اللہ، اجتماع اور قیاس۔ اس نے اصول فقہ میں چاروں کی الگ الگ تعریف بیان کی جاتی ہے۔

موضوع کے عوارض کی تعریف جیسے کلمہ کے عوارض ہیں رفع، نصب اور تکرار اس نے غویں ہر ایک کی تعریف بیان کی جاتی ہے۔ اور تصور و تصدیق کے عوارض ہیں بآہت و نظرت، اس نے منطق میں ہر ایک کی تعریف بیان کی جاتی ہے۔

مبادی تصدیقیہ، وہ مقدمات (باتیں) ہیں جن میں کوئی حکم ہوتا ہے۔ اور جن پر فن کے دلائل کا دارومدار ہوتا ہے۔ مبادی تصدیقیہ دو قسم کے ہیں۔

مقدمات بدیہیہ یعنی اولیات جن کے طرفین کا تصور ہی حکم کے لئے کافی ہوتا ہے۔ مقدمات نظریہ یعنی وہ مقدمات جو غور و فکر کے محتاج ہوتے ہیں اور دلائل سے ثابت کئے جاتے ہیں پھر خواہ ان کو استدلال کے ساتھ حسن ظن (حقیقت) کی بنا پر مان لیا گیا ہو یا چار و پانچاں مان لیا گیا ہو۔

۳۱ مسائل وہ باتیں ہیں جو فن میں مقصود بالذات ہوتی ہیں اور جن کی خاطر فن پڑھا جاتا ہے۔ اور

جس طرح فن کا موضوع اور محمول (عوارض) ہوتے ہیں اسی طرح مسائل کے بھی موضوع و محمول ہوتے ہیں۔

مسائل کا موضوع یا تبعینہ علم کا موضوع ہوتا ہے، یا اس کی کوئی نوع ہوتی ہے، یا اس کا کوئی عرض ذاتی ہوتا ہے، یا موضوع اور عرض ذاتی سے یا موضوع کی نوع اور عرض ذاتی سے مرکب ہوتا ہے۔ جیسے

خو کا مسئلہ ہے کہ کلمہ یا تو معرب ہوگا یا منی اس مسئلہ کا موضوع ”کلمہ“ ہے جو بعینہ فن نحو کا موضوع ہے اور معرب یا تو اسم تنکین ہوگا یا اسم غیر تنکین (غیر منصرف) اس مسئلہ کا موضوع ”معرب“ ہے جو نحو

کے موضوع کی ایک نوع ہے۔ اور مفعول یا تو حرکت کے ذریعہ مفعول ہوگا یا حرف (ادویا ان)

کے ذریعہ۔ اس مسئلہ کا موضوع ”مفعول ہونا“ ہے جو نحو کے موضوع کا عرض ذاتی ہے۔ اور

مفعول کلمہ کا رفع یا تو اعرابی ہوگا یا بنائی۔ اس مسئلہ کا موضوع نحو کے موضوع اور عرض ذاتی سے مرکب ہے۔ اور غیر منصرف کا کسر فتح کے ذریعہ ہوتا ہے اس مسئلہ کا موضوع نحو کے موضوع کی ایک نوع

اور عرض ذاتی سے مرکب ہے۔

مسائل کا محمول: وہ باتیں جو مسائل کے موضوع سے خارج ہوتی ہیں اور مسائل کے موضوعات کو بالذات عارض ہوتی ہیں جیسے معرب ہونا یا منی ہونا کلمہ کی حقیقت سے خارج ہے اور کلمہ کو عارض ہوتا ہے۔

ملفوظہ بالذات کے معنی اگرچہ بلا واسطہ کے ہیں مگر یہاں تو شواہد امر مسادی بھی بالذات میں داخل ہے۔

~~~~~

وَقَدْ يُقَالُ الْمَبَادِي: لِمَا يَبْدَأُ بِهِ قَبْلَ الْمَقْصُودِ، وَالْمُقَدِّمَاتُ: لِمَا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ الشَّرُوعُ، بِوَجْهِ الْبَصِيرَةِ، وَفَرْطِ الرَّغْبَةِ، كَتَعَرُّبِ الْعِلْمِ، وَبَيَانِ غَايَتِهِ، وَمَوْضُوعِهِ، وَكَانَ الْقُدَمَاءُ يَدْكُرُونَ فِي صَدْرِ الْكِتَابِ مَا يَسْمُونَهُ الرُّؤُوسَ الثَّمَانِيَةَ:

الْأَوَّلُ: الْفَرْضُ، لِئَلَّا يَكُونَ طَلَبُهُ عَبَثًا.

وَالثَّانِي: الْمَنْفَعَةُ: أَيُّ مَا يَشْتَوِي (۱) الْكُلَّ طَبْعًا، لِيَتَبَسَّطَ فِي الطَّلَبِ، وَيَتَحَقَّلَ الْمَشَقَّةُ.

وَالثَّالِثُ: التَّسْمِيَةُ: وَهِيَ عُنْوَانُ الْعِلْمِ، لِيَكُونَ عِنْدَهُ إِجْمَالٌ مَا يَفْضَلُهُ.

وَالرَّابِعُ: الْمَوْلُفُ، لِيَسْكُنَ قَلْبُ الْمُتَعَلِّمِ.

وَالْخَامِسُ: أَنَّهُ مِنْ أَيِّ عِلْمٍ هُوَ لِيُطْلَبَ فِيهِ مَا يَلِيقُ بِهِ.

وَالسَّادِسُ: أَنَّهُ فِي أَيِّ مَرْتَبَةٍ هُوَ لِيُقَدَّمَ عَلَى مَا يَجِبُ، وَيُؤَخَّرَ عَمَّا يَجِبُ.

وَالسَّابِعُ: الْقِسْمَةُ وَالتَّوْبِيَةُ، لِيُطْلَبَ فِي كُلِّ بَابٍ مَا يَلِيقُ بِهِ.

وَالثَّامِنُ: الْأَنْحَاءُ التَّعْلِيمِيَّةُ، وَهِيَ:

[۱] التَّقْسِيمُ: أَعْنَى التَّكْثِيرِ مِنْ فَوْقِ.

[۲] وَالتَّحْلِيلُ: عَكْسُهُ.

[۳] وَالتَّحْدِيدُ: أَيُّ فَعَلَ الْحَدَّ.

[۴] وَالْبَرْهَانُ: أَيُّ الطَّرِيقِ إِلَى الْوُقُوفِ عَلَى الْحَقِّ.

وَالْعَمَلُ بِهِ

وَهَذَا بِالْمَقَاصِدِ أَشْبَهُ.

(۱) یہ لفظ صحیح یشتوق ہے شرح تہذیب کا شیعہ مولانا عبدالحی صاحب فرنگی علی مطبوعہ شوال ۱۳۳۲ھ

مطبع برسنی گمنام محفوظ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند نمبر ترتیب ۱۴۰ میں یہ لفظ اسی طرح ہے

نام نسخوں میں جو یشتوق یا یشتوقہ ہے وہ غلط ہے ۱۲۔





اور زیر کے ساتھ اسم ہے یہاں مصدر ہے۔ اُنْشَبَہُ، رَشَبَہُ اور شَبَہُ کا اسم تفضیل ہے یعنی زیادہ مشابہ۔

~~~~~

**تشریح:** مبادی اور مقدمات کے سلسلہ میں دوسری اصطلاح علامہ ابن حاجب (صاحب کافیکہ) ہے: مبادی: وہ باتیں ہیں جو کتاب کے شروع میں مقصود باتوں سے پہلے بیان کی جاتی ہیں۔ تاکہ طالب علم کو فن اور کتاب سے مناسبت پیدا ہو جائے۔ مبادی آٹھ چیزیں ہیں جن کا ذکر ابھی آ رہا ہے۔

**مقدمات:** وہ باتیں ہیں جن کے جاننے پر فن کا علی و دہ البصیرۃ، نہایت شوق و رغبت کے ساتھ شروع کرنا متوقف ہوتا ہے۔ ایسی باتیں تین ہیں فن کی تعریف، فن کی غرض اور موضوع کا بیان

پھر مقدمات کی دو قسمیں کی جاتی ہیں مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب۔  
**مقدمۃ العلم:** کوئس شامانیہ قدیم علماء کتاب کے شروع میں بطور مبادی، آٹھ باتیں ذکر کیا کرتے تھے، وہ یہ ہیں۔  
 ① فن کی غرض بیان کیا کرتے تھے تاکہ فن کی تحصیل بے فائدہ نہ رہے۔

**تشریح:** غرض و غایت کام کے اُس نتیجہ کو کہتے ہیں جو کام کرنے والے کو کام کرنے پر ابھارتا ہے۔ جیسے چار پائی کی غرض و غایت اس پر لیشنا ہے۔ پھر غرض و غایت میں فرق یہ ہے کہ کام شروع کرنے سے پہلے نتیجہ اُس کام کی غرض کہلاتا ہے اور کام پورا ہونے کے بعد وہی نتیجہ غایت کہلاتا ہے۔  
 الغرض ہر فن شروع کرنے سے پہلے اُس کی غرض و غایت جاننا ضروری ہے تاکہ اس فن کی تحصیل ایک بے ہودہ (فضول) کام ہو کر نہ رہ جائے۔

② فن کا فائدہ بیان کیا کرتے تھے۔ کیونکہ فوائد کا بیان انسان کو طبعی طور پر فن کا متعلق بنا دیتا ہے اور طالب علم نشاط اور انبساط کے ساتھ فن کی تحصیل کرتا ہے۔ اور اس راہ کی تمام مشقتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے۔

**تشریح:** فوائد سے مراد فن کی برکات ہیں۔ اور فائدہ اور غرض میں فرق یہ ہے کہ غرض کام کی علت ہوتی ہے اسی کے پیش نظر کام کیا جاتا ہے اور فائدہ صرف ترغیب کا کام کرتا ہے، کام کی علت نہیں ہوتا۔

③ فن کا تسمیہ بیان کیا کرتے تھے۔ کیونکہ فن کا نام فن کا عنوان ہوتا ہے جس سے مثنون اجمالاً سمجھا جاسکتا ہے۔  
**تشریح:** جس طرح بے چوڑے مثنون کا کوئی عنوان ہوتا ہے اور جس طرح کتاب کا نام کتاب کا عنوان

لے آٹھ میں صریحاً مستقر ہے۔ لہذا اگر اساتذہ کوئی اور بات ضروری سمجھیں تو اس کو کتاب کے شروع میں بیان کر سکتے ہیں اور ان آٹھ میں سے کسی بات کو ضروری نہ سمجھیں تو اس کو چھوڑ سکتے ہیں ۱۲۔

ہوتا ہے، اسی طرح فن کا نام بھی فن کا عنوان ہوتا ہے۔ پس اگر عنوان اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو سارا معنوں بالاجمال سمجھ میں آجاتا ہے اس لئے قدما کتاب کے شروع میں فن کا تسمیہ بیان کیا کرتے تھے یعنی یہ بتایا کرتے تھے کہ وہ کتاب کس فن میں لکھ رہے ہیں، اور اس فن کا یہ نام کیوں رکھا گیا ہے مثلاً یہ کتاب فن منطق میں ہے۔ لفظ منطق مصدر میسی ہے بمعنی گویائی (بولنا)۔ اور گویائی دو طرح کی ہوتی ہے ایک ظاہری یعنی منہ سے بولنا، اور ایک باطنی یعنی کلمات کو سمجھنا۔ اور منطق کو منطق اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے آدمی میں با معنی گفتگو کرنے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے اور انسان کی قوتِ فکری بڑھتی ہے اور وہ کلی باتوں کے سمجھنے میں غلطی کرنے سے محفوظ رہتا ہے۔

② مصنف کا تذکرہ کیا کرتے تھے، تاکہ متعلم کے دل کو سکون حاصل ہو۔

تشریح (۱) ابتدا میں چونکہ طالب علم کا مبلغ علم کچھ نہیں ہوتا اس لئے اگر وہ کس ونا کس کی کتاب پڑھنے لگے تو آسانی سے گمراہ ہو سکتا ہے مثلاً جو طالب علم مودودی لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں وہ گمراہ ہو جاتے ہیں پس طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ کسی بھی کتاب کو پڑھنے سے پہلے یہ معلوم کرے کہ کتاب کا مصنف کون ہے؟ وہ برحق ہے یا گمراہ؟ اور برحق ہے تو کس پایہ کا ہے؟ کیونکہ مبتدی رجال کے مراتب سے اقوال کے حالات کو پہچانتا ہے۔

الغرض مؤلف کا جاننا مبتدیوں کے لئے ضروری ہے، کیونکہ وہ اچھے بُرے کی تمیز نہیں رکھتے۔ محققین کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ وہ رجال کو حتیٰ سے پہچانتے ہیں۔ رجال سے حتیٰ کو نہیں پہچانتے۔ اسی باریکی کی وجہ سے مصنف رحمہ اللہ نے قلب المتعلم فرمایا ہے۔

(۲) مؤلف سے مراد کتاب کا مصنف بھی ہو سکتا ہے اور فن کا مرتب بھی ہو سکتا ہے مثلاً تہذیب کے مؤلف علامہ تفتازانی ہیں، جن کے احوال کتاب کے شروع میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ اور تہذیب فن منطق میں ہے جس کو سب سے پہلے حکیم ارسطو (ولادت ۳۸۴ قبل مسیح اور وفات ۳۲۲ قبل مسیح) نے اسکندریہ میں لکھی تھی۔ اسی لئے اُس کو ”مُعَلِّمِ اَوَّل“ کہا جاتا ہے۔ پھر جب کتب منطق کا عربی میں ترجمہ ہوا تو حکیم ابو نصر فارابی (ولادت ۲۶۰ھ وفات ۳۲۰ھ) نے اس فن کی ترویج و تہذیب کی اس لئے اس کو ”مُعَلِّمِ ثانی“ کا لقب دیا گیا۔ پھر جب فارابی کے کتب خانہ میں آگ لگ گئی اور اس کی تمام کتابیں ضائع ہو گئیں تو ابو علی سینا (ولادت ۳۵۰ھ وفات ۴۲۰ھ) نے تیسری بار اس علم کی تفصیل و توضیح کی، جو آج ہمارے سامنے ہے۔

⑤ فن کی نوعیت بیان کیا کرتے تھے کہ یہ فن علوم کی کس نوع سے تعلق رکھتا ہے؟ تاکہ اُس فن میں

وہ باتیں تلاش کی جائیں جو اس سے مناسبت رکھتی ہیں۔

**تشریح:** مطلق علم جنس عالی ہے اور جس طرح جنس عالی کی تقسیم و ترقیم ہوتی ہے، اسی طرح علم کی بھی ذیلی تقسیم کی جاتی ہے جس سے مختلف علوم وجود میں آتے ہیں جو سب اجناس سافلہ کہلاتے ہیں پھر اجناس سافلہ کی تقسیم کرنے سے انواع وجود میں آتی ہیں۔ مثلاً علم کی ابتدائی تقسیم دو ہیں عقلی اور نقلی، پھر عقلی کی متعدد تقسیم ہیں جن کا مجموعہ علوم عقلیہ کہلاتا ہے۔ اسی طرح نقلی کی بھی متعدد تقسیم ہیں جن کا مجموعہ علوم نقلیہ کہلاتا ہے۔ لہذا ہر کتاب کے شروع میں یہ بتانا ضروری ہے کہ کتاب علوم کی کس نوع سے تعلق رکھتی ہے تاکہ طالب علم اسی نوع کے مسائل اس کتاب میں تلاش کرے۔

⑥ فن کا رتبہ بیان کیا کرتے تھے تاکہ متعلم پہلے اُن علوم کو حاصل کرے جن کا پہلے حاصل کرنا ضروری ہے اور ان علوم کو بعد میں پڑھے جن کو مؤخر کرنا ضروری ہے۔

**تشریح:** کہاوت ہے کہ لا زرعَ بَعْدَ حَقْلٍ (کھیت کے بغیر بوائی کیسی!) بناؤ علیہ اگر کوئی عربی ابوب زبان کی ضروری واقفیت کے بغیر علوم عقلیہ (منطق و فلسفہ) شروع کر دے گا تو محنت ضائع ہوگی اور کہا جاتا ہے کہ لا عِطْرَ بَعْدَ عَرُوسٍ (شادی کے بعد عطر لگانا بے کار ہے) بناؤ علیہ اگر کوئی قرآن و حدیث پڑھنے کے بعد علوم عقلیہ پڑھے گا تو بے فائدہ ہوگا کیونکہ علوم عقلیہ اور علوم آلیہ (صرف و نحو وغیرہ) اسی لئے پڑھے جاتے ہیں کہ اُن کے بعد قرآن و حدیث کو خوب غور سے سمجھ کر پڑھ سکے۔

الغرض ہر فن کے پڑھنے کا ایک وقت معین ہے اس سے مقدم کرنا بھی بے سود ہے، اور مؤخر کرنا بھی لاعمل ہے اس لئے قدامت اپنی کتابوں کے شروع میں فن کا رتبہ بیان کیا کرتے تھے تاکہ متعلم اس کو اس کے مناسب وقت میں پڑھ سکے۔

⑦ کتاب کی تقسیم و تہذیب کیا کرتے تھے تاکہ طالب علم جو مسئلہ جس باب سے متعلق ہو، وہاں تلاش کرے۔

**تشریح:** قدامت پوری کتاب کی اجمالی فہرست مضامین کتاب کے شروع میں بیان کیا کرتے تھے مثلاً یہ کتاب تہذیب چار حصوں میں تقسیم ہے پہلا حصہ مقدمہ ہے اور آخری حصہ خاتمہ ہے اور درمیان میں تصورات و تصدیقات ہیں۔ پھر تصورات کی پانچ تفصیلات ہیں اور ان میں یہ یہ مضامین ہیں۔ اسی طرح تصدیقات میں دس تفصیلات ہیں اور ان میں یہ یہ مضامین ہیں۔ اور مقدمہ اور خاتمہ میں فلاں فلاں چیزیں بیان کی گئی ہیں اس طرح پوری کتاب کا اجمالی تعارف ہو جاتا تھا اور طالب علم کے لئے سہولت ہو جاتی ہے کہ وہ اپنا مطلوبہ مسئلہ معین باب اور فصل میں تلاش کرے۔

نوٹ: اب ترقی یافتہ طریقہ یہ چل پڑا ہے کہ کتاب کے شروع میں یا آخر میں کتاب کی مفصل فہرست مضامین لکھ دی جاتی ہے اس لئے اب قدیم طریقہ متروک ہو گیا ہے۔

۵) مناسج تعلیم بیان کیا کرتے تھے یعنی فن کی تعلیم کے لئے کیا انداز بیان اختیار کرنا چاہیے، اس کی وضاحت کیا کرتے تھے مناسج تعلیم چاہیں۔

(الف) تقسیم یعنی اوپر سے نیچے کی طرف تقسیم کر کے بات سمجھائی جائے۔ مثلاً کلیات اس طرح سمجھائی جائیں کہ سب سے پہلے جنس عالی لا وجود کو سمجھایا جائے پھر اس کو دو قسموں (جوہر اور عرض) میں تقسیم کیا جائے، پھر جوہر کی دو قسمیں (جسم نامی اور جسم غیر نامی) بیان کی جائیں اس طرح بات آخر تک پہنچائی جائے۔ یا مثلاً کلام اللہ کی متعدد تقسیمیں کر کے مثیل اقسام بیان کی جائیں، پھر اقسام در اقسام بیان کئے جائیں مثلاً خاص کی دو قسمیں ہیں اُترونی، اور عام کی دو قسمیں ہیں مَصلُوح و غیر مَصلُوح مثلاً بعض (ب) تحلیل کے معنی ہیں کھولنا، تجزیہ کرنا۔ تقسیم کا برعکس طریقہ ہے مثلاً حیوانات کی تحلیل و تجزیہ کر کے انواع متعین کی جائیں اور ان کی جنس بتائی جائے۔ پھر جسم دار چیزوں کا تجزیہ کر کے انواع متعین کی جائیں اور ان کی جنس بتائی جائے۔ اس طرح جنس عالی تک پہنچا جائے۔

(ج) تحدید کے معنی ہیں تعریف کرنا یعنی جب کوئی مسئلہ سمجھانا مقصود ہو تو پہلے ضروری اصطلاحات کی تعریفات بیان کی جائیں تاکہ متعلم آسانی کے ساتھ مسئلہ سمجھ سکے۔

(د) دلیل بیان کرنا تاکہ متعلم حق بات تک پہنچ سکے۔ اور اس پر عمل پیرا ہو سکے۔

نوٹ: مناسج تعلیم میں دلیل کے بیان کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہ چیز اگرچہ بظاہر از قبیل مبادیات نظر آتی ہے، کیونکہ مقصود مسئلہ ہونا ہے دلیل مقصود نہیں ہوتی، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو دلیل مبادیات سے زیادہ مقاصد کے ساتھ مشابہ ہے، کیونکہ دلیل کے بغیر نہ مسئلہ سمجھا جاسکتا ہے نہ اس پر اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔

تَمَّ الشَّيْخُ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاَمِيِّ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ

لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (آمین)

